ان هو الا عبد انعمنا علیه

انک بالواد المقدس طوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذکر ربک فی نفسک۔ الآیۃ

یا یھا الناسُ اربعو علی انفسکم۔ الحدیث

الاصل فی الاذکار الاخفاء۔ فقہ و تفاسیر

تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر

قرآن کریم حدیث فقہ و تفاسیر وغیرہ

کی روشنی میں

ذکر کی وضاحت میں ذاکر کے دل کی ٹھنڈک

مصنف

سید مولانا ابو مقداد عبد المقدس بن ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد

جلبئی صوابی فون: 0938-528562

ناشر

مکتبہ روضۃ القرآن

پشت قصہ خوانی بازار محلہ جنگی پشاور شہر

فون: 091-212143

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

maktabatulishaat.com

ان هو الا عبد انعمنا علیه
انک بالواد المقدس طوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذکر ربک فی نفسک۔ الآیة
یا یھا الناسُ اربعو علی انفسکم۔ الحدیث
الاصل فی الاذکار الاخفاء۔ فقہ و تفاسیر

تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر

قرآن کریم حدیث
فقہ و تفاسیر وغیرہ
کی روشنی میں

ذکر کی وضاحت میں ذاکر کے دل کی ٹھنڈک

مصنف
سید مولانا ابومقداد عبد المقدس بن ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد
جلبئی صوابی فون: 528562

ناشر
مکتبۃ روضۃ القرآن
پشت قصہ خوانی بازار محلہ جنگی پشاور شہر
فون: 091-212143

maktabatulishaat.com
Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق (مصنف وناشر) محفوظ ہیں کسی کو نقل کرنے کی
اجازت نہیں
اگر کسی نے نقل کی تو قانونی کاروائی کی جائیگی۔

نامِ کتاب

تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر

نف: سید مولانا ابومقداد عبدالمقدس بن ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سلطان غنی عارف صاحب کوہی برمول

اشاعت: ۱۴۲۳ھ بمطابق 2004ء

اد: ایک ہزار

مکتبۂ روضۃ القرآن پشت قصہ خوانی بازار محلہ جنگی پشاور شہر
فون: 091-212143

ڈاکٹر سید عابد
0300-5770462

جناب گلروز صاحب
یونیورسٹی روڈ پشاور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

تقریظ مولانا یار بادشاہ صاحب

الحمد للّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذّین اصطفی اما بعد فقد طالعت فہرس الکتاب و بعض مواضعہ المسمی بتبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر لمولانا عبد المقدس جلبوی فوجدتہ مفید للعوام و الخواص خصوصا فی جمع الہفوات واللغوات لسیف الرحمن الشیعی الرافضی المکفّر لجمیع طوائف الناس لیجتنب عن الناس و یحترزون عنہا فبارک اللّٰہ فی علمہ و عملہ و آجرہ اجرا جمیلا ۔

و انا الاحقر محمد یار بادشاہ صاحب خادم القرآن و الحدیث

☆☆☆☆☆☆☆

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کتاب کی فہرست

عنوان	صفحہ
تقدیم	۱
پہلا باب: ذکر اللہ کی فضیلت آیات قرآن کریم کی روشنی میں	۸
ذکر کی اصل حقیقت کیا ہے	۹
مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں	۹
ابو البرکات علامہ نسفیؒ لکھتے ہیں	۱۰
علامہ خازنؒ لکھتے ہیں	۱۰
امام رازیؒ فرماتے ہیں	۱۰
رسم جاہلیت سے منع کرنا	۱۱
صاحب مدارک اور ابو السعود دونوں لکھتے ہیں	۱۲
علاء الدین علی بن محمدؒ لکھتے ہیں	۱۲
علامہ اسماعیل بن کثیر القرشیؒ لکھتے ہیں	۱۲
امام رازیؒ فرماتے ہیں	۱۲
ذکر و اذکار کی اہمیت	۱۳
عقل والے ہمہ وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں	۱۴
شیخ الاسلام سید معین الدین لکھتے ہیں	۱۴
مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۱۵
امام قرطبی اور تفسیر آیت	۱۵
ملا حسین الکاشفی لکھتے ہیں	۱۷
ہمہ وقت قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں	۱۷
حکم بدوام ذکر	۱۷
کثرت ذکر موجب فلاح ہے	۱۸
قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں	۱۸
مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں	۱۹
قرآن کریم ذکر الٰہی کا فرد اکمل ہے	۲۰
مساجد کی بنا بھی ذکر اللہ کے لیے ہے	۲۲
علامہ زمخشری لکھتے ہیں	۲۳
مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں	۲۳
ذکر الٰہی بہت بڑی چیز ہے	۲۴
ذاکرین کا بدلہ مغفرت اور اجر عظیم ہے	۲۴
امام مجاہد فرماتے ہیں	۲۵
علامہ ماجدیؒ لکھتے ہیں	۲۶
شیطان چاہتا ہے کہ ذکر الٰہی لوگوں سے بھلا دے	۲۶
علامہ آلوسی لکھتے ہیں	۲۶
پندرہ آیات اور لیجئے	۲۷
باب دوم: فضیلت ذکر بالاحادیث	۲۹
علامہ قاریؒ لکھتے ہیں	۳۴
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے	۳۴
مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ	۳۵
ذکر کرنے والوں کو رحمت الٰہی نے ڈھانپ ہے	۳۵
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے	۳۶
حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے	۳۷
حضرت عبداللہ بن بسرؓ	۳۷
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے	۳۷
حضرت معاذ بن جبلؓ	۳۸
حضرت معاذ بن جبلؓ	۳۸
مفتی مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ فرماتے ہیں	۳۹
حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۴۰
حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ	۴۱
حدیث حضرت ابوہریرہؓ	۴۱
مفتی بلند شہریؒ فرماتے ہیں	۴۲
حدیث حضرت ابوہریرہؓ	۴۳
تمام ذکر اذکار وادعیہ میں بہترین کونسا ذکر و دعا ہے	۴۴
حدیث حضرت جابرؓ	۴۴
حدیث حضرت ابوہریرہؓ	۴۵
حدیث حضرت ابوہریرہؓ	۴۵
ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں	۴۵
حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ	۴۶
حدیث حضرت براء ابن عازب	۴۶
تیسری باب	۴۸
نوٹ	۴۸
ملک العلماء امام کاسانی الحنفی لکھتے ہیں	۴۹
شیخ ابراہیم حلبی الحنفی لکھتے ہیں	۴۹
علامہ جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری لکھتے ہیں	۵۰
امام الہند شاہ ولی اللہ یوں ترجمہ لکھتے ہیں	۵۰
قاضی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں	۵۱
حضرت حسن بصریؒ لکھتے ہیں	۵۱
ذکر و اذکار اور دعا دونوں میں اخفاء افضل ہے	۵۲
علامہ ابو الفداء ابن کثیر لکھتے ہیں	۵۶
علامہ جاراللہ زمخشری لکھتے ہیں	۵۶
مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں	۵۷
محمد نعیم الدین بریلوی لکھتے ہیں	۵۷
شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں	۵۷
علامہ ابن جزی الکلبی لکھتے ہیں	۵۸
گزشتہ عبارات پر تبصرہ	۵۹
فضیلت بزبان نبی ﷺ ذکر خفی کو حاصل ہے	۶۳
مزید سنئے اور اصلاح عمل کیجئے	۶۴

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ملا علی قاری اور ذکر خفی	۶۵
آگے ملا علی قاری لکھتے ہیں	۶۶
ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری لکھتے ہیں	۶۷
محمد بن العبدریؒ اور دلیل عقلی	۶۸
خفی کی فضیلت پر علماء کرام کی اجماع	۷۰
ل!	۷۳
ل اللہ ﷺ واصحاب	۷۴
ل ﷺ اور ذکر بالجھر	۷۴
الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں	۷۵
بطالؒ اور اجماع مذاہب اربعہ	۷۶
رت خواجہ باللہ اور ذکر بالجھر	۷۶
رت مجدد الف ثانی شیخ احمد فرماتے ہیں	۷۷
ندیہ اور ذکر بالجھر	۷۸
ادہ پیر سیف الرحمٰن پیرارچی لکھتے ہیں	۷۹
س سے پہلے لکھتا ہے	۸۰
اور مقام پرارچی صاحب لکھتا ہے	۸۰
عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی لکھتے ہیں	۸۱
وحید الزمان صاحب، لکھتے ہیں	۸۱
ملا علی قاری لکھتے ہیں	۸۲
مفتی اعظم ہند عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں	۸۳
مفتی العصر رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں	۸۳
امام نوویؒ فرماتے ہیں	۸۳
حدیث ابی موسی اشعریؓ	۸۵
امام نوویؒ فرماتے ہیں	۸۷
آگے فرماتے ہیں	۸۷
علامہ بدرالدین عینی الحنفیؒ فرماتے ہیں	۸۸
علامہ ابن حجر فرماتے ہیں	۸۹
حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں	۸۹
تکبیرات التشریق اور امام ابو حنیفہ	۹۰
علامہ ابن الھمامؒ فرماتے ہیں	۹۰
صاحب رد المحتار لکھتے ہیں	۹۲
الرد المحتار لکھتے ہیں	۹۲
ابو حنیفہ ثانی علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں	۹۳
حضرت شاہ اسحاقؒ فرماتے ہیں	۹۳
علامہ سید آلوسیؒ لکھتے ہیں	۹۶
صاحب ہدایہ اور امام ابو حنیفہؒ	۹۷
علامہ فتح القدیر لکھتے ہیں	۹۸
علامہ جلال الدین الخوارزمیؒ لکھتے ہیں	۹۸
شیخ محمد ابراھیم الحلبیؒ لکھتے ہیں	۹۹
صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں	۱۰۰
ملک العلماء امام کاسانی لکھتے ہیں	۱۰۰
بیہقی وقت صاحب مظہریؒ لکھتے ہیں	۱۰۱
تکبیرات التشریق کس پر واجب ہیں	۱۰۲
صلوۃ العیدین میں تکبیرات زوائد اور مذاہب احناف	۱۰۳
تکبیرات التشریق کی قضاء اور مذہب حنفی	۱۰۴
مولانا محمد اسحاق صدیقیؒ لکھتے ہیں	۱۰۵
صاحب فصول الحواشی لکھتے ہیں	۱۰۵
تین بار کہنے والا مبتدع	۱۰۵
مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں	۱۰۶
اعوذ باللہ اور اس پر جہر کر	۱۰۶
بسم اللہ اور اس پر جہر کرنا	۱۰۷
بدعت سے ڈرانے کیلئے صرف ایک حوالہ	۱۰۸
قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں	۱۰۹
دعاء قنوت اور جہر	۱۰۹
صاحب ہدایہ اور دعاء قنوت	۱۱۰
علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں	۱۱۱
نماز جنازہ اور ذکر بالجھر	۱۱۱
شیخ ابراھیم الحلبیؒ لکھتے ہیں	۱۱۴
مفتی العصر مولانا رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں	۱۱۴
شیخ احمد رومیؒ لکھتے ہیں	۱۱۵
امام شاطبیؒ لکھتے ہیں	۱۱۶
محمد احمد العدویؒ لکھتے ہیں	۱۱۷
درود شریف میں اخفاء مستحب ہے اور جہر ناجائز اور بدعت ہے	۱۱۸
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں	۱۱۸
جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں	۱۱۹
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں	۱۱۹
فتاوی عالمگیریہ میں ہے	۱۲۵
رد المحتار میں لکھتے ہیں	۱۲۵
مولانا محمد حسن شاہ مہاجر مکیؒ لکھتے ہیں	۱۲۶
علامہ ابن الھمام لکھتے ہیں	۱۲۶
مساجد میں اجتماع والتزام اور درود شریف	۱۲۷
تنبیہ	۱۲۹
مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں	۱۳۰
مشہور غیر مقلد عبدالستار صاحب لکھتے ہیں	۱۳۱
جمعہ کے دن وعظ اور بالجھر درود شریف	۱۳۲
اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنا	۱۳۳
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ذکر بالجھر	۱۳۵
مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ لکھتے ہیں	۱۳۷

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مام سیوطیؒ لکھتے ہیں	۱۳۹
مام محمد بن وضاح القرطبی الاندلسی لکھتے ہیں	۱۳۹
مام ابن البزاز الکردری الحنفی لکھتے ہیں	۱۴۰
مفتی عزیز الرحمان صاحب لکھتے ہیں	۱۴۱
فتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ حب لکھتے ہیں	۱۴۱
شاطبی لکھتے ہیں	۱۴۴
داریؒ نقل کرتے ہیں	۱۴۸
ت کی قباحت اور اس سے نفرت	۱۵۱
الرد علی المبتدع احب من الاعتکاف	۱۶۰
شیات اور جہر کرنا	۱۶۳
یچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں	۱۶۳
ابن البزاز الکردری لکھتے ہیں	۱۶۴
مختار لکھتے ہیں	۱۶۴
امہ سید محمد امین لکھتے ہیں	۱۶۵
بخاری اور اذان	۱۶۵
اور رفع الصوت	۱۶۵
مت اور جہر	۱۶۶
نماز میں وقت ضرورت سبحان اللہ کہنا اور جہر	۱۶۷
[illegible] ت اور جہر	۱۶۸

مولانا عبدالحئی لکھنوی اور ذکر بالجہر	۱۶۸
نماز کے بعد ذکر جہری کرنا	۱۶۹
مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمنؒ لکھتے ہیں	۱۷۰
مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں	۱۷۱
دور حاضر کا ذکر یقینی بدعت ہے	۱۷۲
ذکر اور تخصیص اوقات	۱۷۳
خلاصہ ماسبق تعریفات اور مفتی محمد شفیع	۱۷۴
عبادات کے لیے از خود تعین اوقات بدعت ہے	۱۷۶
ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں	۱۷۷
ختم خواجگان کی حقیقت	۱۷۸
تکرار سورت اور بدعت	۱۸۳
اہل السنۃ والجماعۃ کی تعریف	۱۸۳
الشیخ علی محفوظ لکھتے ہیں	۱۸۴
باب تخصیص السور والآیات مکروہ	۱۸۷
تداعی اجتماع اور اظہار	۱۸۸
دو مثالیں ملاحظ فرمائیے	۱۸۸
دوسری مثال صلوۃ الضحی	۱۸۹
اس سے پہلے نعت پڑھنا	۱۹۱
اسمیں تصنع ہوتا ہے	۱۹۸

ذکر واذکار کے تین اقسام	۲۰۱
علامہ روح المعانی لکھتے ہیں	۲۰۱
علامہ صوفی خازنؒ لکھتے ہیں	۲۰۲
محمد نعیم بریلوی لکھتے ہیں	۲۰۳
اسمیں بلند آوازیں ہوتی ہیں	۲۰۴
قاضی شمس الدین لکھتے ہیں	۲۰۵
مساجد اور انشالہ الضالہ	۲۰۶
اس میں بے معنی الفاظ ہوتے ہیں	۲۰۸
مولانا محمد بن پیر علیؒ ان لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں	۲۱۰
اس میں کودنا اچھلنا ہوتا ہے	۲۱۱
اس میں مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے	۲۱۲
باب لا یسعی الی الصلوۃ ولیأت بالسکینۃ والوقار	۲۱۴
امام ابوبکر الطرطوشیؒ لکھتے ہیں	۲۱۴
امام شاطبیؒ لکھتے ہیں	۲۱۵
محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں	۲۱۶
اسمیں اطمینان و وقار جاتا ہے	۲۱۶
علامہ ابن قیمؒ اور یہ لوگ	۲۱۷
اسمیں تضییع مال ہوتا ہے، کپڑے پھاڑتے ہیں	۲۲۰
علامہ آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں	۲۲۰
علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں	۲۲۱

شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہیؒ لکھتے ہیں	۲۲۲
بحرالرائق اور یہی کپڑے پھاڑنے والے	۲۲۳
فتاوی عالمگیریہ	۲۲۴
حضرت ترمذی مشہور بہ پیر باباؒ لکھتے ہیں	۲۲۵
شیخ عبدالکریم باباؒ لکھتے ہیں	۲۲۵
بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا کیا لکھتے ہیں	۲۲۶
اولیاء کرام کے احوال	۲۲۷
سید محمود الآلوسیؒ لکھتے ہیں	۲۳۳
جاہل صوفیوں کا استدلال اور مولانا عبدالماجدؒ	۲۳۴
علامہ عبدالرحمن بن الجوزیؒ لکھتے ہیں	۲۳۵
اس میں بیک آواز ذکر ہوتا ہیں	۲۳۷
علامہ غرناطی شاطبیؒ لکھتے ہیں	۲۳۹
محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں	۲۴۷
علامہ احمد العدویؒ لکھتے ہیں	۲۴۸
مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں	۲۴۹
ہیئت والتزام کے ساتھ استغفار مانگنا بھی بدعت ہے	۲۴۹
محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں	۲۵۱
الشیخ علی محفوظ لکھتے ہیں	۲۵۲
اپنا ایک واقعہ یاد آیا	۲۵۸
علامہ عبدالماجد دریابادی کے جواہر پارے	۲۵۹

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

...س میں وجد ولانا ہوتا ہے	٢٦٢
قرآن کریم اور اہل اللہ کے احوال	٢٦٤
صفات الابرار والاشرار	٢٦٤
معرفۃ الابرار والاشرار	٢٦٤
حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں	٢٦٧
حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک عراقی پر گزر	٢٦٩
علامہ ابن سیرینؒ اور یہی لوگ	٢٧١
حضرت عائشہؓ بنت صدیق فرماتی ہیں	٢٧١
علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں	٢٧١
علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں	٢٧١
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں	٢٧٢
مفتی رشید احمد ضرب مومن میں لکھتے ہیں	٢٧٤
مبتدعین وضالین کا عمل ہے	٢٧٥
علامہ قرطبی اور اس قسم کے لوگ	٢٧٧
امام ابوبکر الطرطوشیؒ لکھتے ہیں	٢٨٠
امام ابوبکر الطرطوشیؒ کا جواب استفتاء	٢٨٠
امام رازی کا فتوی	٢٨٢
رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا	٢٨٤

مفتی بغداد علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں	٢٨٤
الشیخ علی محفوظ لکھتے ہیں	٢٨٥
شیخ الاسلام ابن قیمؒ لکھتے ہیں	٢٨٦
ہم صحیح وجد کے منکر نہیں	٢٨٧
علامہ ابن الجوزیؒ کا اقرار	٢٨٨
شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں	٢٨٩
اس میں اللہ محبوب دیکھنے کے دعوے ہوتے ہیں	٢٩٠
جار اللہ محمود بن عمر الزمخشریؒ الخوارزمی لکھتے ہیں	٢٩٠
اس وجد وذکر کا خاتمہ درود شریف پر ہوتا ہے	٢٩٢
جہر اور اخفاء کی حدیں	٢٩٣
صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں	٢٩٤
علامہ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی لکھتے ہیں	٢٩٥
علامہ محمد بن احمد الانصاریؒ لکھتے ہیں	٢٩٦
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں	٢٩٧
فتاوی عالمگیریہ اور جہر واخفاء کی حد	٢٩٨
جماعت اور اس میں جہر	٢٩٩
صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں	٣٠٠
علامہ محمد بن احمد الانصاریؒ لکھتے ہیں	٣٠٢

علامہ آلوسی مفتی بغداد لکھتے ہیں	٣٠٢
رسول اللہ ﷺ کا اقوال وفعل دیکھئے	٣٠٣
...رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سلام کا طریقہ	٣٠٤
ملا علی قاری اور صحابہ کرام کی شان	٣٠٥
فقہاء کرام اور ذکر بالجہر شروط	٣٠٦
روح المعانی لکھتے ہیں	٣٠٦
مولانا مفتی محمد کفایت اللہ لکھتے ہیں	٣٠٧
باب پنجم دلائل خصم اور اس کے جوابات	٣١٠
پہلی دلیل	٣١٠
امام رازیؒ لکھتے ہیں	٣١٢
دوسری دلیل	٣١٣
ذکر بالجہر کیلئے احادیث سے استدلال اور اسکا جوابات	٣١٥
پہلی حدیث	٣١٥
صاحب مرقات اور صحابہ کرامؓ کا عمل	٣١٨
دوسری حدیث	٣٢١
حدیث نمبر تین اور چار	٣٢٣
پانچویں حدیث	٣٢٥
امام شاطبیؒ سے جواب سنئے	٣٢٦

چھٹی حدیث	٣٢٦
ساتویں حدیث	٣٢٧
علامہ شاطبیؒ اور یہی لوگ	٣٢٩
ابو حاتم کہتے ہیں	٣٣٢
شعیب الارنووطؒ کہتے ہیں	٣٣٢
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	٣٣٣
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	٣٣٣
آٹھویں حدیث	٣٣٤
ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	٣٣٦
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	٣ ٧
دوسرا راوی اور اس پر کلام	٣٣٩
ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	٣ ٩
ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	٣٣٩
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	٣٤٠
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	٣٤٠
نوویں حدیث	٣٤١
ابن عدیؒ لکھتے ہیں	٣٤٢
ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	٣٤٣

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۴۳
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۴۳
علامہ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری	۳۴۴
میمون بن سیاہ البصری	۳۴۴
...حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	۳۴۵
...ن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۳۴۵
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۴۶
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۴۶
...نا عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں	۳۴۷
...ویں حدیث	۳۴۷
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۴۸
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۴۹
...ن عدی لکھتے ہیں	۳۵۰
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۵۰
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۵۱
عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی لکھتے ہیں	۳۵۲
... حافظ ابو حاتم محمد بن حبان لکھتے ہیں	۳۵۳
...مورخ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۵۳
...ن عدی الجرجانی لکھتے ہیں	۳۵۳
...ویں حدیث	۳۵۴
علامہ ابن حجر لکھتے ہیں	۳۵۵
امام ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۵۶
امام ابو حاتم ابن حبانؒ لکھتے ہیں	۳۵۷
امام ذہبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمانؒ لکھتے ہیں	۳۵۸
بارہویں حدیث	۳۵۸
تیرہویں حدیث	۳۵۹
چودہویں حدیث	۳۶۰
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۶۰
امام ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	۳۶۲
الامام الحافظ ابن عدیؒ الجرجانی لکھتے ہیں	۳۶۲
مؤرخ الدنیا امام ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۶۳
علامہ ابن حجر اس کے بارے میں لکھتے ہیں	۳۶۴
پندرھویں حدیث	۳۶۴
علامہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۳۶۵
الامام حافظ عبد اللہ بن عدیؒ لکھتے ہیں	۳۶۷
ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمانؒ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۶۸
ابو محمد عبد الرحمن بن حاتم شیخ الاسلا لکھتے ہیں	۳۶۸
سولھویں حدیث	۳۶۸
سترہ ویں حدیث	۳۷۰
علامہ ابن حجرؒ یوں رقمطراز ہیں	۳۷۱
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۷۲
امام بخاریؒ لکھتے ہیں	۳۷۲
الامام الحافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم لکھتے ہیں	۳۷۳
علامہ محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی لکھتے ہیں	۳۷۳
الامام الحافظ عبد اللہ بن عدیؒ لکھتے ہیں	۳۷۴
الشیخ عبد العزیز عز الدین السیروانؒ لکھتے ہیں	۳۷۴
دوسرا ضعیف راوی زیاد بن عبد اللہ النمیری ہے	۳۷۴
اٹھارویں حدیث	۳۷۴
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۷۵
الامام الحافظ عبد اللہ بن عدیؒ الجرجانی لکھتے ہیں	۳۷۸
الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۸۱
الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۸۲
علامہ الذہبیؒ اور اس پر مستزاد	۳۸۳
دوسرا راوی راشد بن یحییٰ المعافری	۳۸۳
انیسویں حدیث	۳۸۴
خود مولانا عبد الحیؒ لکھتے ہیں	۳۸۵
بیسویں حدیث	۳۸۵
الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۸۷
عبد الفتاح ابو غدۃؒ لکھتے ہیں	۳۸۷
ابو محمد عبد الرحمن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں	۳۸۸
امام شمس الدین علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۸۹
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۸۹
اکیسویں حدیث	۳۹۰
بائیسویں حدیث	۳۹۲
تیسویں حدیث	۳۹۲
علامہ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۹۳
ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی لکھتے ہیں	۳۹۳
الشیخ عبد العزیز عز الدین السیروان لکھتے ہیں	۹۳
شعیب الارنووط لکھتے ہیں	۳۹۴
مولانا عبد الحیؒ مصنف سباحۃ الفکر اور ذاکرین زمانہ	۳۹۴
باآواز بلند ذکر کرنا	۳۹۴
چوبیسویں حدیث	۳۹۸

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۹۹
الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۰۲
امام بخاریؒ لکھتے ہیں	۴۰۲
الامام الحافظ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۴۰۲
ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی لکھتے ہیں	۴۰۳
الشیخ عبدالعزیز عزالدین السیروان لکھتے ہیں	۴۰۴
انتیسویں حدیث	۴۰۴
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۴۰۵
محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی لکھتے ہیں	۴۰۶
الامام الحافظ عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۴۰۷
الامام الحافظ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں	۴۰۸
حافظ الدنیا علامہ ذہبی لکھتے ہیں	۴۰۹
چوبیسویں حدیث	۴۱۰
ستائیسویں حدیث	۴۱۱
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۴۱۲
علامہ ذہبیؒ حافظ الدنیا لکھتے ہیں	۴۱۶
اٹھائیسویں حدیث	۴۱۷
انتیسویں حدیث	۴۱۸
حافظ ابن حجر لکھتے ہیں	۴۱۹
امام ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی لکھتے ہیں	۴۲۵

مؤرخ الدنیا علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۲۶
الامام الحافظ ابن عدی الجرجانی لکھتے ہیں	۴۲۸
امام بخاریؒ لکھتے ہیں	۴۲۹
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۲۹
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۳۰
الامام الحافظ ابن عدی لکھتے ہیں	۴۳۱
حافظ الدنیا علامہ ذہبی لکھتے ہیں	۴۳۱
تیسویں حدیث	۴۳۲
اکتیسویں حدیث	۴۳۳
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۴۳۴
ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں	۴۳۷
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۳۷
الحافظ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۴۳۸
الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن ابن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	۴۳۸
الشیخ عبدالعزیز عزالدین السیروان لکھتے ہیں	۴۳۹
بتیسویں حدیث	۴۳۹
تینتیسویں حدیث	۴۴۰
علامہ ابن حجر لکھتے ہیں	۴۴۱
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۴۴۱
الحافظ عبداللہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں	۴۴۲

امام عقیلیؒ لکھتے ہیں	۴۴۳
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۴۳
الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم لکھتے ہیں	۴۴۳
چونتیسویں حدیث	۴۴۴
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۴۵
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۴۵
دوسرا راوی اسماعیل بن عیاش	۴۴۵
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۴۶
علامہ عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۴۴۷
ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں	۴۴۷
الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۴۸
دیگر مختلف فیہ راوی راشد بن داؤد	۴۴۹
ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۴۹
علامہ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۴۹
پینتیسویں حدیث	۴۵۰
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۴۵۱
ابو جعفر العقیلیؒ لکھتے ہیں	۴۵۲
علامہ بن عدیؒ لکھتے ہیں	۴۵۴
علامہ عبداللہ الذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۵۶

اسامہ بن زید اللیثی ضعیف مختلف فیہ ہے	۳۵۶
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۳۵۷
ابن حماد العقیلی لکھتے ہیں	۳۶۰
الامام الحافظ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۳۶۲
الحافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۶۳
ضروری تنبیہ	۳۶۳
چھتیسویں حدیث	۳۶۵
سینتیسویں حدیث	۳۶۵
اڑتیسویں حدیث	۳۶۶
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۶۷
علامہ الحافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۳۶۸
الامام الحافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۶۹
امام عقیلیؒ لکھتے ہیں	۳۷۰
الحافظ العلامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں	۳۷۱
علامہ ابن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	۳۷۲
انتالیسویں حدیث	۳۷۲
حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۳۷۳
علامہ الحافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۳۷۳
المحدث الحافظ علامہ ابن الصلاحؒ لکھتے ہیں	۳۷۴

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

...ویں مسئلہ	۴۷۵
...یالیسویں حدیث	۴۷۵
حضرت امام شافعی لکھتے ہیں	۴۷۶
امام نووی اور مزید توضیح	۴۷۸
علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں	۴۸۰
علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی لکھتے ہیں	۴۸۱
مولانا محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں	۴۸۱
...نا پھر محقق دیوبند، علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں	۴۸۲
...ن سلطان محمد مشہور بہ ملا علی القاری لکھتے ہیں	۴۸۳
... عبداللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری لکھتے ہیں	۴۸۴
... عبدالحق اور جواب دیگر	۴۸۶
... مشکوٰۃ لکھتے ہیں	۴۸۷
...مولانا عبدالحی لکھنوی کیا فرماتے ہیں	۴۸۷
...لانا عبدالحی کی رکیک تاویل اور اس کا جواب	۴۹۰
...تالیسویں حدیث	۴۹۱
...ارث بن ابی اسامہ	۴۹۱
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۹۱
ازہر بن سنان القرشی ابو خالد البصریؒ	۴۹۲
علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں	۴۹۲
حافظ الدنیا علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۴۹۳
علامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں	۴۹۴
بیالیسویں حدیث	۴۹۵
تینتالیسویں حدیث	۴۹۶
چوالیسویں حدیث	۴۹۷
پینتالیسویں حدیث	۴۹۸
چھیالیسویں حدیث	۴۹۹
سنتالیسویں حدیث	۵۰۰
اڑتالیسویں حدیث	۵۰۲
علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں	۵۰۳
علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں	۵۰۳
علامہ ذہبیؒ مزید لکھتے ہیں	۵۰۴
علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں	۵۰۵
محمد بن ابان ضعیف یا مجہول راوی ہے	۵۰۶
اسحاق بن عبداللہ بن ابان بن صالح	۵۰۷
مولانا عبدالحیؒ کا ذاکرین زمانہ کے خیال پر پانی پھیر دینا	۵۰۷
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت پر اعتراضات اور جوابات	۵۱۱
علامہ سیوطی اور محقق محشی	۵۱۳
امام شعرانی رحمہ اللہ اور ذکر بالجہر	۵۱۴
قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ محقق وقت لکھتے ہیں	۵۱۶
ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں	۵۱۶
علامہ ابن الحاج صاحب مدخل لکھتے ہیں	۵۱۷
اور ابن الحاج جلد ثانی میں یوں لکھتے ہیں	۵۱۸
اور تیسری جلد میں یوں فرمایا ہے	۵۱۸
علامہ الشاطبی لکھتے ہیں	۵۱۹
صاحب مرقاۃؒ اور صحابہ کرام	۵۲۰
نواب قطب الدین خانؒ اور مندرجہ بالا عبارت	۵۲۱
علامہ شامیؒ کا صاحب بغدادیہ پر اعتراض اور اس کا جواب	۵۲۱
بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا پیر سیف الرحمٰن اور آپ کے مریدوں کے مذموم عقائد اور باتیں ان کی کتابوں سے	۵۲۳
جماعت اشاعت التوحید والسنۃ، مودودی، غیر مقلدین وغیرہ دیگر جماعتوں کے بارے میں اس ابو جہل لعین کے جواہر پارے	۵۲۷
تمت بالخیر	۵۳۷

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

ہر چیز کے وجود و عدم لے لیے کچھ اسباب و محرکات ہوتے ہیں جن سے وہ وجود میں آتی ہے یا انکی وجہ سے معدوم ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کے لیے بھی کچھ اسباب و محرکات تھے جن کی وجہ سے یہ کتاب لکھی جاتی ہے۔ اس زمانے میں بعض جاہل پیر اور بزعم خود مرشدین پیدا ہوئے ہیں جو لوگوں کو ذکر و اذکار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جس کے لیے وہ خود ساختہ طریقے بناتے ہیں اور بعض سادہ لوح قسم کے لوگ اور خالی الذہن انکے مرید بن جاتے ہیں اور پھر یہ جاہل اور جہلاء کا ٹولہ ملکر خوب زور و شور سے ذکر کرتے ہیں اور علماء کرام اور دیگر لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ ذکر اذکار سے منکر ہیں اور اپنے اس خاص طریقے سے ذکر کرنے کے لیے بزعم خویش دلائل بھی پیش کرتے ہیں اور بعض سادہ لوح مسلمان انکے جالِ دجال میں پھنس بھی جاتے ہیں اور پھر دیگر مسلمانوں پر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ عبادتِ اکبر سے منکر ہیں اور بعض سطحی قسم کے مولوی صاحبان بھی انکی اس خاص مجلس ذکر میں شمولیت کر کے انکے رونق کو دو بالا اور سہ بالا کرا دیتے ہیں اور عوام لوگ شک شبہ میں واقع ہو جاتے ہیں کہ واقعی یہ علماء کرام

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور انکے بعض پیروکار ذکرواذکار کے منکر اور دشمن ہیں ۔ حاشاو کلا اسی طرح نہیں بلکہ فرق صرف طریقہ عمل اختیار کرنے میں ہے۔ ہر وہ عبادت ٗعبادت ہے جسکا طریقہ عمل رسول اللہ ﷺ کا بتلایا گیا ہو یا آپ ﷺ کے خلفاء راشدین مُھدیین اور دیگر جاوید ودر خشندہ ستاروں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کے طریقہ عمل کے مطابق ہو ورنہ ہر عبادت وہ عبادت ہی نہیں جو خلاف سنت ہو ۔ ایسی عبادت سبب عذاب توہو سکتی ہے کہ خلاف سنت ہے سبب نجات نہیں ۔ فرمان الٰہی ہے :

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم (النور الآیة ٦٣)

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہیں انہیں دنیا میں انکی سزا مل جائے یا آخرت میں انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر جائے (خازن) ۔

رسول ﷺ نے ایمانات کو بدعات سے اسی طرح ڈراکر فرمایا ہے :

ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعة ضلالة (ابوداود ص ٢٨٧ ج ٢ ترمذی ص ٩٦ ج ٢ مسند احمد ص ١٢٦، ١٢٧ ج ٣ مشکوٰة ص ٣٠ ابن ماجہ ص ٥ ریاض الصالحین ص ١١٣) ۔

اور دین میں اپنے آپ کو نئے کاموں سے بچاؤ اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا :

و شر الامور محدثاتھا و کل بدعة ضلالة

(ریاض الصالحین ص ١١٩ مسلم ص ٢٨٥ ج ا مشکوٰة ص ٢٧ ابن ماجہ ص ٦)

اور بدترین کام بدعات ہیں جو دین میں گھڑی جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔خلاف سنت اور بدعت میں کوئی اجر وثواب نہیں بلکہ ایسا عمل دربار الٰہی میں مردود ہے ۔

فرمان ربانی ہے :

اَن الدین عنداللہ الاسلام (ال عمران - ١٩)

بے شک دین جو ہے اللہ تعالی کے نزدیک تو یہی اسلام ہے ۔

و من یبتغ غیر الا سلام دیناً فلن یقبل منه و هو فی الاخرة من الخسرین (ال عمران -٩١)

ترجمہ : اور جو کوئی دین اسلام کے سوا اور کوئی دین تلاش کرے سو اس سے ہرگز قبول نہیں ہو گا اور وہ آخرت میں نقصان والوں میں سے ہو گا ۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے :

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد

(البخاری ص ٣٧١ ج ا مسلم ص ٧٧ ج ٢ ابوداود ص ٢٨٧ ج ٢ ابن ماجہ ص ٣ ریاض الصالحین ص ١١٩ مشکوٰة ص ٢٧ مسند احمد ص ٢٧٠ ج ٢) ۔

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس دین میں نہ ہو وہ مردود ہے ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مسلم شریف کی ایک روایت میں یوں وارد ہے :

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد (مسلم ص ۷۷ ج ۲)

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جسکا ہم نے حکم نہیں دیا ہو وہ مردود ہے

مولانا خلیل الرحمٰن نعمانیؒ نے فرمایا ہے : دین میں نئی بات نکالنا بدعت ہے جو رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق نہ ہو، گمراہی ہے۔

دین دراصل رسول اللہ کے ارشادات اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی اور اتباع کا نام ہے اب کوئی ایسا کام جسکی کوئی سند ان ماخذات میں نہ ہو اسے دین کا نام دینا حقیقت میں اسلام کو نامکمل قرار دینا ہے اور یہی بدعت ہے۔ بدعتی شخص کے متعلق قاضی عیاضؒ کا فیصلہ ہے کہ وہ مردود ہے (ریاض الصالحین مترجم اردو ص ۱۲۷، ۱۲۸)

وہ کون سنگ دل ہو گا جو اللہ عزوجل کے ذکر اذکار سے منکر ہو جبکہ فرمان خداوندی ہے :

و اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (الانفال۔ ۴۵)

رسول اللہ ﷺ بھی ہم کو صاف اور شفاف دین پر چھوڑ کر دنیائے فانی سے رحلت کر گئے ہیں -اور اللہ تعالی کی طرف سے اتمام نعمت اور تکمیل دین کی سند لے کر دار بقاء میں تشریف لے گئے ہیں۔

فرمان ایزدی ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ - ۳)

ترجمہ : آج میں پورا کر چکا تمھارے لئے تمہارا دین اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کیا اور میں نے تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اور اس لئے تو علامہ شاطبیؒ رحمہ اللہ نے یوں فرمایا ہے :

فما لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا (الاعتصام ص ۴۹ ج ۱)۔

سو جو کام اُس وقت دین نہیں تھا آج وہ دین نہیں بن سکتا۔

رسول اللہ ﷺ سے کوئی بڑا ذاکر نہیں -آپ تو ہر وقت ذکر اذکار میں لگے رہتے تھے -دوسروں کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ لایزال لسانك رطبا من ذکر اللہ آپکی زبان ہمیشہ اللہ تعالی کی یاد سے تر ہو -

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم کافی حد تک ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن جو بناسپتی عاشقین کا ذکر ہے وہ یقیناً بدعت ہے۔ ہم کو طعنے دیتے ہیں کہ یہ لوگ ذکر و اذکار نہیں مانتے۔

انشاء اللہ ! عجالہ نافعہ میں ہم واضح کریں گے کہ ہم ذکر اذکار کو اہم اور اصل عبادت جان کر شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں یا وہ لوگ۔

جیسا کہ فرمان خالق عزوجل ہے :

که و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خفیة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین۔

والحمدللہ حمداً کثیرا طیبامبار کا فیہ.

عجالہ نافعہ میں پانچ ابواب ہو نگے۔

پہلے باب میں ذکر کی فضیلت قرانی آیات کے ساتھ ہو گی۔

دوسرے باب میں ذکر کی فضیلت کابیان ہو گا احادیث نبویہ ﷺ کے ساتھ۔

تیسرے باب میں یہ بیان ہو گا کہ ذکر بالجھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ بدعت اور مکروہ ہے۔

چوتھے باب میں...... ذکر مروجہ اور اسکے متعلقات اور وجد ور قص جوکہ متصوفہ نے ایجاد کیا ہے' کی تردید ہو گی۔

پانچویں باب میں ذکر بالجھر کے دلائل کا جواب اور بیان مراد ہو گا اور انشاء اللہ کئی دیگر امور ضروریہ ہوں گے۔

فرب یسّر ولا تعسّر وتمّم بالخیر وبك نستعین .یا حی یا قیوم برحمتك استغیث

الحمد لمن قال فی کتابه العزیز الا بذکر اللّه تطمئن القلوب الذی اعد للذاکرین الله کثیرا والذاکرات مغفرة واجرا عظیما وحده لاشریك له اا الملك وله الحمد وهو

وهو علی کل شئی قدیر، نؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ به من شرور انفسنا ومن سیّاٰت اعمالنا من یهده الله فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له وصل الله علی سید البشر امام الانبیآء والذاکرین وعلی اله واصحابه الطاهرین الطیبین .اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمن الرحیم . اذکروالله کثیر العلکم تفلحون ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

﴿باب اول﴾

ذکر کی فضیلت آیاتِ قرآن کریم کی روشنی میں

۱۔ فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون ۔(بقرہ - ۱۵۲)

مجھے (تابعداری اور اطاعت سے) یاد کرو میں تم کو اجر و ثواب سے یاد کرونگا اور میری نعمت کی شکر گزاری کرو اور میری نافرمانی نہ کرو ۔

ذکر کی اصل حقیقت کیا ہے:

امام قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ " الذکر طاعۃ اللہ فمن لم یطعہ لم یذکرہ وان اکثر التسبیح والتھلیل و قراءۃ القران. وروی عن النبی ﷺ من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قل صلوتہ وصومہ وصنیعہ للخیر ومن عصی اللہ فقد نسی اللہ وان کثر صلوتہ وصومہ وصنیعہ للخیر ذکرہ ابو عبد اللہ محمد بن خویز منداد فی احکام القران لہ" (تفسیر القرطبی ص ۱۷۱ ج ۲)۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے تفسیر قرطبی سے یہ عبارت نقل کر کے یوں ترجمہ کیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے ذکر اللہ کی تفسیر ہی طاعت و فرمانبرداری سے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں! یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہ کی اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا۔ اگرچہ ظاہر میں اسکی نماز اور تسبیح کتنی بھی ہو۔

ذکر اللہ کی اصل حقیقت:

قرطبی نے بحوالہ احکام القران ابن خویز منداد سے ایک حدیث بھی اس مضمون کی نقل کی ہے........ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی یعنی اسکے احکام حلال و حرام کا اتباع کیا اس نے اللہ کو یاد کیا اگرچہ اسکی (نفل) نماز. روزہ وغیرہ کم ہوں اور جس نے احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی اس نے اللہ کو بھلادیا اگرچہ (بظاہر) اس کی نماز روزہ تسبیحات وغیرہ زیادہ ہوں (معارف القرآن ص ۳۹۲. ۳۹۳ ج ۱)۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں

(اطاعت وعبادت کےذریعہ سے) بندہ کا اپنے مالک کو یاد کرنا یہ ہے کہ اسکی بتلائی ہوئی راہ پر ہمت اور شوق سے چلتا رہے۔ اور یہ یاد الٰھی کسی خاص وقت کے ساتھ محدود و مقید نہیں۔ لکھتے، پڑھتے، بولتے، چلتے سوتے اور جاگتے وقت سب میں رضا الٰھی کو مقدم رکھنا ہی بندہ کی طرف سے یاد الٰھی ہے (ماجدی ص ۵۸ ج ۱)۔

یہ ایت زبان سے ذکر اذکار جیساکہ لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا حول ولا قوۃ الا باللہ وغیرہ کو شامل ہے اور قلبی ذکر اور جوارح کے ذکر اذکار کو بھی شامل ہے جسکی تفصیل انشاء اللہ آئے گی۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

۲۔ فاذ کرو االله عند المشعر الحرا واذ کروه کما هدا کم (البقرہ۔ ۱۹۸)

سو مزدلفہ میں اللہ تعالیٰ کاذکر کرو اور اسکو یاد کرو جیسا کہ تم کو ہدایت کی ہے۔ اس آیت کریمہ میں بھی ذکر واذکار کی ترغیب دی گئی ہے، اگرچہ ایک خاص موقعہ پر ہے یعنی مقام مزدلفہ پر:

ابو البرکات علامہ نسفیؒ لکھتے ہیں:

بالتلبية والتهليل والتكبير والثناء والدعوات او بصلوة المغرب والعشاء۔ (تفسیر مدارک علی الخازن ص ۱۴۰ ج۱)۔

تکبیر پڑھنے لا اله الا الله، الله اکبر ثناء اور دعاؤں کے ساتھ یا نماز مغرب اور نماز عشاء کے ساتھ (جمع بین الصلوتین کا بیان ہے، جو جمع تاخیر حقیقتاً ہے)۔

علامہ خازنؒ لکھتے ہیں:

والذی علیه جمهور العلماء ان المراد بالذکر هو الدعاء والتلبية والتسبيح والتحميد والتهليل والتكبير (خازن ص ۱۴۰ ج ۱)۔

اور جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ یہاں ذکر سے مراد دعاء تکبیر پڑھنا، سبحان الله، الحمد لله، لا اله الا الله، الله اکبر ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں

واما الجهور فقالوا المراد منه ذکر الله بالتسبیح والتحمید والتهلیل (تفسیر کبیر ص ۱۹۵ ج ۵)۔

اور جمہور علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ سبحان الله، الحمد لله، اور لا اله الا الله کے ساتھ یہی کچھ دیگر کئی مفسیرین نے بھی فرمایا ہے۔

۳- فاذکروا الله کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا (البقرہ۔ ۲۰۰)

سو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جسطرح تم اپنے آباء و اجداد کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیے۔

رسم جاہلیت سے منع کرنا

جاہلیت میں بعضوں کی یہ عادت تھی کہ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں جمع ہو جاتے تھے اور اپنے آباء و اجداد کے مفاخر و فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ بجائے اس بے ہودہ شغل کے اپنے ذکر کی تعلیم کے لئے فرماتے ہیں (بیان القرآن ص ۶۵ ج ۱، معارف القرآن ص ۴۷۹ ج ۱)

صاحب مدارک اور ابو السعود دونوں لکھتے ہیں

والمعنی فاکثروا من ذکر الله وبالغوا فیه کما تفعلون فی ذکر آباءکم ...... (مدارک ص ۱۴۲ ج ۱ علی الخازن، ابو السعود ص ۲۰۸ ج ۱)

اور معنی یہ ہے سو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرتے رہو اور اس میں خوب مبالغہ کیجئے جیسا اپنے آباء و اجداد کے مفاخر ذکر کرنے میں کیا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کرتے تھے۔

علاء الدین علی بن محمدؒ لکھتے ہیں

یعنی بالتحمید و التمجید والتهلیل والتکبیر والثناء عد

(خازن ص ۱۴۲ ج ۱)۔

یعنی حمد کے ساتھ بڑائی بیان کرنے اور لا اله الاالله۔ الله اکبر اور اس پر ثناء کرنے کے ساتھ یاد کیجئے

علامہ اسماعیل بن کثیر القرشیؒ لکھتے ہیں

والمقصود منه الحث علی کثرة الذکر لله عز وجل،

(ابن کثیر ص ۲۴۳ ج ۱)

اس سے مقصود اللہ عزوجل کی کثرت سے ذکر کرنے پر تیزی اور ترغیب دیتا ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں

اس آیت کی تفسیر میں آٹھ وجوہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وجمیع الوجوه مشترکة فی شئی واحد وهوانه یجب علی العبدان یکون دائم الذکر لربه دائم التعظیم له دائم الرجوع الیه فی طلب مهماته دائم الانقطاع عمن سواه اللهم اجعلنا بهذه الصفة یا اکرم الاکرمین (کبیر ص ۲۰۳ ج ۵)

سارے وجوہ ایک چیز میں مشترک ہیں۔ اور وہ یہ کہ بندہ پر واجب ہے

maktabatulishaat.com

اپنی حاجات طلبی میں ہمیشہ اسکی طرف رجوع کریں۔ اور اسکے سوا غیر سے ہمیشہ کے لیے انقطاع کریں یااللہ ہم کو انہی صفات سے موصوف فرمائے عزتمندوں کے عزتمند آمین وصلی الله علی النبی الکریم

٤: واذكر ربك كثيرا وسبح بالعشی والابكار (ال عمران-۴۱)

اور اپنے رب کو بہت یاد کرو اور صبح وشام تسبیح میں لگے رہو۔

عشی زوال آفتاب سے لیکر غروب شمس تک کو کہا جاتا ہے اور صبح صادق سے لیکر چاشت تک کو ابکار کہتے ہیں لیکن اس سے مقصد تعین اوقات نہیں بلکہ شمول الی جمیع الاوقات مراد ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے نماز مراد ہے۔ سوچئے جب حضرت زکریا ﷺ سے کثرت ذکر مطلوب ہے کہ آپ کثرت سے یادالٰہی میں مشغول رہیں تو ہم کون ہیں؟ کہ ذکر اذکار میں ہمہ وقت مشغول نہ رہیں۔

ذکر اذکار کی اہمیت:

علامہ قرطبیؒ نے محمد بن کعب القرطبیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے:

لو رخص لاحد فی ترك الذکر لرخص لزکریا بقول الله عزوجل الا تکلم الناس ثلاثة ایام الارمزا واذکر ربك کثیرا۔ ولرخص للرجل یکون فی الحرب بقول الله عزوجل اذا لقیم

Scanned by CamScanner

فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا (القرطبی ص ۸۲ ج ۴)۔

اگر کسی کو ذکر اذکار چھوڑنے کی رخصت دی جاتی تو حضرت زکریا علیہ السلام کو ضرور رخصت دی جاتی۔ اللہ عزوجل کی اس فرمان پر (دلیل پکڑتے ہوئے) کہ آپ تین دن تک لوگوں کے ساتھ باتیں نہیں کر سکیں گے مگر اشارے کے ساتھ اور اپنے رب کی ذکر کو زیادہ کریں۔ اور ضرور کسی شخص کو ذکر اذکار کے چھوڑنے کی اجازت دیتا جو جنگ میں شریک ہو۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق کہ جب کافروں کی فوج سے آمنے سامنے ہو جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرو۔

عقل والے ہمہ اوقات ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں۔

۵۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض (ال عمران۔۱۹۱)

وہ لوگ اللہ تعالی کی ذکر کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور و فکر کرتے ہیں۔

انسان کے یہ تین حالات ہوتے ہے تو آیت کریمہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالی کی ذکر و اذکار اور فکر میں مشغول رہیں۔

شیخ الاسلام سید معین الدینؒ لکھتے ہیں:

والمراد مداومة الذکر لان الانسان قلما یخلوا عن احدی ھذہ الحالات (تفسیر جامع البیان ص ۶۷ علی الجلالین)

اس سے مراد دوام ذکر ہے (کہ بندہ ہمیشہ ذکر الٰھی میں مشغول رہے) اسلیے کہ انسان بہت کم ان تینوں حالات میں سے خالی ہوتا ہے کم و بیش یہی کچھ مندرجہ ذیل تفسیروں نے بھی لکھا ہے (مظھری ص ۱۹۸ ج ۱ تفسیر عثمانی ص ۹۷ کبیر ص ۱۳۶ ج ۹ ماجدی ص ۱۷۲ ج ۱ تفسیر حسینی مترجم اردو ص ۱۴۶ ج ۱ خازن ص ۳۳۶ ج ۱ مدارک علی الخازن ص ۳۳۵ ج ۱) وغیرہ

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں

اس جگہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ شریعت میں ذکر کے علاوہ کسی اور عبادت کی کثرت کا حکم نہیں لیکن ذکر کے متعلق ارشاد ہے کہ واذکروا اللہ ذکرا کثیرا، وجہ اسکی یہ ہے کہ ذکر کے سوا سب عبادات کے لیے کچھ شرائط اور قواعد ہیں جنکے بغیر وہ عبادات ادا نہیں ہوتیں بخلاف ذکر کے کہ اسکو انسان کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے باوضو ہو یا بے وضو ہو ہر حالت میں اور ہر وقت انجام دے سکتا ہے۔ اس آیت میں شاہد اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے (معارف القرآن ص ۲۶۵ ج ۲)۔

امام قرطبیؒ اور تفسیر آیت:

اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں:

اللہ تعالی نے تین ھیئات کا ذکر کیا ہے کہ اکثر و اغلب اوقات میں بنی آدم اس سے خالی نہیں ہوتا گویا کہ اس نے اسکا سارا زمانہ گھیر لیا ہے اور اس معنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول ہے کہ رسول اللہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ﷺ ہروقت ذکراللہ میں مشغول رہتے تھے اس کو مسلم نے ذکر کیاہے سواس میں بیت الخلاوغیرہ میں ذکر کا ہونا بھی داخل ہو گیااور اسمیں علمائے کرام کااختلاف ہے سوعبداللہ بن عمرو، ابن سیرین اور امام نخعیؒ نے اسکو جائز قرار دیاہے اور ابن عباسؓ ،عطاءؒ اور امام شعبیؒ نے مکروہ بتایاہے آیت اور حدیث کی عموم کی وجہ سے قول اول زیادہ صحیح ہے امام نخعیؒ نے فرمایاہے کہ بیت الخلامیں ذکراللہ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ یہ اوپر چڑھتا ہے اسکا معنی یہ ہے کہ فرشتے اسکو صحیفہ اعمال میں لکھ کراوپر لیجاتے ہیں سو مضاف حذف کیا گیا ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ انسان اپنے منہ سے ایک بات بھی نہیں نکالتا مگر اسکے پاس نگران اور تیار فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بے شک آپ پر اعمال کے نگہبان عزت والے اعمال لکھنے والے فرشتے مقرر ہیں اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہر حال میں اللہ یاد کرنے کا حکم دیا ہے اور کوئی استثناء نہیں کیاسو فرمایاہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو بہت بہت اور فرمایاہے 'مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرونگااور فرمایاہے کہ ہم اچھا عمل کرنے والے کا عمل برباد نہیں کرتے سو عام حکم دیاہے سواللہ تعالیٰ کاذکر کرنے والا اپنے سارے حالات میں انشاء اللہ ماجور ہوگا (القرطبی ص ۳۱۰،۳۱۱ ج ۴)

۶ : فاذکرواللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم (نساء - ۱۰۳)

ملا حسین الکاشفی لکھتے ہیں :

"فاذکروا اللہ" پس یاد کرواللہ کو" قیاما" حالت قیام میں کہ تلوار مارتے ہو"وقعودا" اور بیٹھنے کی حالت میں کہ تیر مارتے ہو"وعلی جنوبکم"اور اوپر کروٹون اپنے کے جب زخم کھاکر گر پڑے ہو (تفسیر حسینی ص ۱۸۹،۱۹۰ ج ۱)

یہی معنی علامہ زمخشریؒ نے بھی لکھاہے دیکھئے (کشاف ص ۵۶۰ ج ۱)۔

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہؒ لکھتے ہیں :

یعنی دوموا علی الذکر بالتسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر وغیر ذلك فی جمیع الاحوال (تفسیر مظہری ص ۲۲۴ ج ۲)

یعنی اللہ کی ذکر سبحان اللہ،الحمدللہ، لا الہ الا اللہ،اللہ اکبر وغیرہ پر دوام اختیار کریں سارے حالات میں (یاد الٰہی سے غفلت میں نہ رہیں) یہی کچھ تفسیر خازن ص ۴۲۶ ج ۱۔ مدارک علی الخازن ص ۴۲۶ ج ۱ تفسیر ابوالسعود ص ۲۲۸ ج ۲ تفسیر کبیر ص ۲۸ ج ۱۱۔ تفسیر القرطبی ص ۳۷۳ ج ۵ وغیرہ تفاسیر نے لکھاہے

حکم بدوام ذکر :

رب العزت نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کواور اسی طرح ہر مومن مخاطب کو ہمہ اوقات ذکر میں مصروف رہنے کا حکم فرمایاہے۔واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین ۔(اعراف ۔ ۲۰۵)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور اپنے رب کی ذکر کیا کرو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہو
ئے اور چلانے سے کم آواز کیساتھ (پکار کر بولنے سے کم) صبح و شام یعنی
بطریقہ دوام اور غفلت کرنے والوں سے نہ ہو جانا۔

کثرت ذکر الٰھی موجب فلاح ہے:

فرمان خداوندی ھے یآیھاالذین آمنوا اذالقیتم فئة فاثبتوا
واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون (الانفال۔۴۵)

اے ایمان والو جب تم کافروں کی جماعت سے جھاد میں مل گئے تو ثابت
قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو۔ اس لئے کہ تم
دنیا و عقبیٰ میں کامیاب ہو جاؤ۔ دنیا و آخرت میں فلاح ثبات قدمی اور
ذکر کثیر پر موقوف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اور جیسا کہ
ارشاد ہے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم
الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم تو
عدون (حم السجدہ۔۳۰)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

وفیه تنبیه علی ان العبد ینبغی ان لا یشغله شئی عن ذکر الله
(تفسیر مظہری ص۔ ج۴)

اور اس میں تنبیہ ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ کوئی چیز بھی اسکو ذکر اللہ
سے مشغول نہ کرے یہی مقصد اکثر مفسرین نے مختلف عبارات میں ذکر

maktabatulishaat.com

کیا ہے

" عبار اتنا شتی وحسنک واحد — وکل الی ذاک الجمال یشیر

**۸)....الذین آمنو اوتطمئن قلوبهم بذکر الله الا بذکر الله
تطمئن القلوب** (الرعد۔۲۸)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ اور اللہ کے ذکر سے انہیں اطمینان
نصیب ہو گیا ہے خبردار اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل
ہو جاتا ہے

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں:

ذکر الٰھی میں خاصیت ہی یہ ہے کہ یہ انسان کے قلب کو غیر اللہ کی طرف
سے متوجہ ہونے کے الجھاؤ سے بچاتا ہے۔ اور شرک سے جو انتشار
ذہنی پیدا ہوتا ہے یقین توحید اس کے لیے سپر ہو جاتا ہے۔ البتہ اس
اطمینان قلب کے بھی مختلف درجے و مرتبے ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا
ذکر الٰھی ہوتا ہے اسی نسبت سے اطمینان قلب بھی حاصل ہوتا ہے
(ماجدی ص۵۱۹ ج۱) جو لوگ شرک میں بھی مبتلا ہیں اولیاء کرام کو
حاجات میں پکارتے ہیں۔

انہیں کارساز و مشکل کشا سمجھتے ہیں یا رسول اللہ انظر حالنا یا
رسول اللہ اسمع قالنا کے نعرے لگاتے ہیں انہیں لا اله الا الله اور
دیگر تسبیحات و اذکار کا کیا فائدہ۔ انکے قلوب تو غیر اللہ کے طرف متوجہ

ہیں۔ان میں توحید نہیں جو رأس الطاعات ہے۔ تو یہ ذکر انھیں کیا فائدہ دے گا

چلاسی صاحبؒ نے کیا خوب کہا ہے :

اے کہ داری بر زبان ہر وقت لا
گو کجا شد لاے تو اندر بلاؒ
گر نہ ذبح از دست تو اغیار شد
تیغ لا اندر گفت بیکار شدؒ

تیغ لا بر گردن اغیار نہ
پیش تو ہر وقت تنہا یار بہ
اے کہ ہستی بر حروف چند مستؒ
ترک معبودان دیگر لازم است
ترک کن این جملہ معبودان را
رو عبادت کن فقط رحمٰن را

(معدن التوحید)

اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے انھیں ھدایت نصیب فرمائے۔(آمین)

قرآن کریم ذکر الٰھی کا فرد اکمل ہے :

(۱)سورۃ رعد کی آیت سے بھی کلام الٰھی مراد ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے انانحن نزلنا الذکروانا لہ لحافظون

(الحجر الایۃ۔۹)

ہم نے قران کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے حفاظت کرنے والے ہیں(القرطبی)

(۲) وقالوا یا یھاالذی نزل علیه الذکر انك لمجنون(الحجر۔۶)

اور کافر کہتے تھے کہ اے وہ شخص جس پر ذکر قران کریم(روح)نازل کیا گیا ہے آپ تو مجنون ہیں۔(ماجدی)

(۳) ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطا نا فھو له قرین ..(زخرف-۳۲)

اور جو کوئی بھی مھربان ذات کی کتاب قران کریم سے اندھا بن جاتا ہے سو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اسکے ساتھ رہتا ہے (کمالین علی الجلالین)

(٤)وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس (نحل-٤٤)

(٥) وھذا ذکر مبارك انزلنا ہ (الانبیاء-٥٠)

(٦)ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکًا (طه-١٢٤)

(٧) ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا (کهف-٢٨)

(٨) فاعرض عمن تولی عن ذکرنا (نجم-٢٩)

(٩) أانزل علیه الذکر (ص-٨)

(١٠)الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری (کهف-١٠١)

وغیرها- تلك عشرة کاملة ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اس لئے جس شخص کواللہ تعالی نے قران کریم کی تلاوت تعلیم و تعلم تفسیروترجمہ کا موقع فراہم کیاہے اسکوذکر کاوافر حصہ حاصل ہے اوروہ الحمد للہ ذاکرا عظم ہے۔ اور جب دیگر اذکار واوراد میں بھی مشغول ہے پھر تو نور علی نور ہے

اللھم فبتنا علیه وعلیها آمین) وصلی الله علی النبی الکریم .

مساجد کی بنا بھی ذکر اللہ کے لئے ہے

۱۰- ومسا جد یذکر فیها اسم الله کثیر ا(حج۔۴۰)

اور مساجد جن میں اللہ تعالی کا نام یاد کیا جاتا ہے۔

بہت یاد کرنے سے قاضی القضاۃ ابو السعودؒ لکھتے ہیں۔

ای ذکرا کثیرا او وقتا کثیرا صفة مادحة للمساجد خصت بها دلالةعلی فضلها وفضل اهلها(ابو السعود ص ۱۰۹ ج ۶)

یعنی بہت ذکر کرنے کے ساتھ یابہت وقت کے ساتھ یہ مساجد کی صفت مادحہ ہے جسکے ساتھ مساجد خاص کئے گئے ہیں اس لئے کہ انکی فضیلت پر اور انکے اہل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے

۱۱-ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها با لغدو والا صال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله (النور۔۳۷)

اوران میں اسکانام لیاجائے۔ ان میں وہ لوگ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں ایسے لوگ جنھیں تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ خرید و

فروخت اللہ تعالی کی یاد کرنے سے.

علامہ زمخشری لکھتے ہیں

وھو عام فی کل ذکرہ(الکشاف ص ۶۸ ج ۳)

یہ عام ہے اللہ تعالی کی ہر قسم ذکر اذکار میں علامہ ابو السعود بھی لکھتے ہیں : بالتسبیح والتحمید' یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کیساتھ فرمان الٰھی ہے کہ وان المساجد للّٰه فلاتدعوا مع اللّٰه احدا (الجن۔۱۸)

اور بے شک مساجد اللہ تعالی کے لیے ہیں سو اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو -

اللہ تعالی کو پکارنا بہترین ذکر ہے وہ لوگ بھی خدا کیلئے ذرا سوچیں جو مساجد میں پکارتے ہیں یاشیخ عبدالقادر شیأ للہ اور مساجد میں یہ کلمات لکھتے بھی ہیں 'یا محمد اور یارسول اللہ مدد' کے نعرے لگاتے ہیں

مفتی کفایت اللہؒ لکھتے ہیں

ایک سوال کی جواب میں یوں لکھتے ہیں

الجواب : اغثنی یارسول اللہ' کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریادرسی کرتے ہیں تو شرک ہے اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریادرسی کرنے پر اور ھر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے ہاں اگر فریادرسی سے مراد خدا تعالی کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بیکار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ حضور علیہ وسلم تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث و ناجائز ہے ..(كفاية المفتى ص ۱۹۱ ج ۱)

ذکر الٰہی بہت بڑی چیز ہے رب کریم نے فرمایا ہے:

۱۲ :- و لذكر الله اكبر (العنكبوت - ٤٥) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے

اس آیت میں دو چیزیں پہلے ذکر ہیں : ایک کلام الٰہی پڑھنا اور دوم پابندی نماز جو ذکر الٰہی کے افضل ترین فرد ہیں۔

یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بڑائی تو بس اسی کے ذکر کی ہے نہ کہ کسی اور کے ذکر کی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بخشش و ثواب کے ساتھ بہت بڑی چیز ہے بندوں کی اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے جیسا کہ فرمایا ہے " فاذكرونی اذكركم واشكروالی ولا تكفرون "-

ذاکرین کا بدلہ مغفرت اور اجر عظیم ہے

۱۳-والذاكرين الله كثيرا والذاكرات اعد الله لهم مغفرة و اجرا عظيما (احزاب - ۳۵) اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر

رکھا ہے ماشاء اللہ ذکر اذکار کرنے والوں کیلئے اس سے زیادہ بشارت اور کیا ہو سکتی ہے اس موقع پر تو جتنا شکر ہو سکتا ہے کم ہو گا-

ولو كان لى فى كل منبت شعرة لسانا يبث الشكر كنت مقصرا

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لا يكون ذاكر الله تعالى كثيرا حتى يذكره قائما وجالسا و مضطجعا

(القرطبى ص ۱۸٦ ج١٤)-

جب تک آدمی کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار نہ کرے، اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والا نہیں بن سکتا-

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

یآ یھا الّذین آمنوا ذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا (الاحزاب - ۴۲'۴۱) اے ایمان والو اللہ تعالی کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اسکی تسبیح کرتے رہو -

علامہ عبدالماجدؒ لکھتے ہیں

دریابادیؒ کشاف اور کبیر سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

طاعتیں اور عبادتیں جتنی بھی ہیں سب ذکر الھی ہی کی فرد ہیں کل طاعۃ و کل خیر من جملۃ الذکر (کشاف) یعنی اس کے ذکر و طاعت پر دوام رکھو بکرۃ واصیلا اشارۃ علی المداو مۃ -(تفسیر کبیر، تفسیر ماجدی ص ۸۵۰ ج ۲)

شیطان چاہتا ہے کہ ذکر الھی لوگوں سے بھلا دے

۱۵ : - استحو ذ علیھم الشیطا ن فا نسا ھم ذکر اللہ -

(المجادلۃ - ۱۹)

شیطان ان پر چھا گیا ہے سو اس نے انھی سے اللہ تعالی کی یاد بھلا دی ہے

علامہ الوسیؒ لکھتے ہیں

فھم لا یذکرونہ اصلا لا بقلو بھم ولا با لسنتھم (روح المعانی ص ۳۴ ج ۲۸)

سو وہ اللہ تعالی کو بالکل یاد نہیں کرتے نہ دلوں سے اور نہ زبانوں سے -

۱۶ : - یا یھا الذ ین آمنو لا تلھکم اموا لکم ولاا و لا دکم عن ذکر اللہ (المنا فقو ن - ۹)

ذکر اللہ (المنا فقو ن - ۹)

اے ایمان والو کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالی کی یاد سے غافل نہ کرلیں

(پندرہ آیتیں اور لیجئے)

الحمدللہ اور بھی بہت سے آیات ہیں جن میں سے بعض کو صرف بطور تلذذ و تبرک ذکر کرتا ہوں

۱۷ - و من یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا (جن - ۱۷)

۱۸ - الم یأ ن للذ ین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ (حدید - ۱۶)

۱۹ - و ان یکاد الّذین کفروا لیزلقونك بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون (القلم - ۵۱)

۲۰ - وما ھو الّا ذکر للعالمین (القلم - ۵۲)

۲۱ - وقد آتیناك من لدنا ذکرا (طہ - ۹۹)

۲۲ - و لا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا و اتبع ھواہ و کان امرہ فرطا (کھف - ۲۸)

۲۳ - واذکر ربك اذا نسیت (کھف - ۲۴)

۲۴ - الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری (کھف - ۱۰۱)

۲۵ - و اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

(الجمعة - ۹)

۲۶ - فالتاليات ذكرا (صفت - ۳)

۲۷ - لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاء نی و کان الشیطان للانسا ن خذولا (الفرقان - ۲۹)

۲۸ - وادعوا ربکم تضرعا و خفیة انه لا یحب المعتدین (اعراف - ۵۵)

۲۹ - فاعرض عمن تولی عن ذکرنا و لم یرد الا الحیوة الدنیا (النجم - ۲۹)

۳۰ - و لقد یسرنا القران للذکر فهل من مدکر (القمر - ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰) -

۳۱ - یآ یها الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما (الاحزاب - ۵۶) -

باب دوم : فضیلت ذکر بالاحادیث

۱ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

مثل الذی یذکر ربه و الذی لا یذکر مثل الحی و المیت

(البخاری ص ۹۴۸ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۶ حصن حصین ص ۳۸ ریاض الصالحین ص ۵۳۹)

کہ جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اپنے رب کو یاد نہیں کرتا انکی مثال مردہ اور زندہ کی سی ہے

سوچو! زندہ اور مردہ میں کتنا فرق ہے زندہ لوگوں کو فائدہ دے سکتا ہے اور ضرر بھی دے سکتا ہے اور مردہ کچھ بھی نہیں کر سکتا اسی طرح ذکر کرنے والے کی مثال ہے کہ اسکا ظاہر عمل اور تابعداری سے منور ہے اور باطن نور ایمان سے بھرپور ہے کہ (یمشی به فی الناس) لوگوں کو فائدہ دیتا ہے انھیں دین سکھلاتا ہے انھیں عاملین وذاکرین بناتا ہے اور اللہ تعالی کا ذکر نہ کرنے والا مردہ جیسا ہے کہ اس غیر ذاکر کا ظاہر عمل اور اطاعت سے عاری ہے اور باطن بھی ظلمات گوں ناگوں میں گھیرا ہوا ہے جیسا کہ فرمان الٰھی ہے کمن مثله فی ظلمات لیس بخارج منها خدا ہمیں بہترین مقبولین ذاکرین بنائے !آمین - و صلی اللہ علی النبی الامین

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انّ للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجد واقو ما یذکرون اللہ .... قال ھم الجلساء لا یشقی جلیسھم (بخاری ص ۹٤۸ ج ۲ مسلم ص ۳٤٤ ج ۲) الترغیب والترھیب ص ۲۳۲ ج ۲ ریاض الصالحین ص ۵٤۳، ۵٤٤ مشکوۃ ص ۱۹۷ صحیح ابن حبان ص ۵٤، ۵۵، ج ۳ مسند احمد ص ۲۵۱، ۲۵۲، ج ۲

حدیث شریف بہت طویل ہے اس لئے صرف ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کی جستجو میں ادھر ادھر گھومتی رہتی ہے۔ اور جب انھیں ذکر اللہ کی کوئی مجلس دکھائی دیتی ہے تو دیگر ساتھیوں کو پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمھارا مقصد جستجو تو یہاں ہے۔ چنانچہ سب فرشتے وہاں آکر اپنے پروں کا سائبان ذاکرین پر تان کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انکا یہ سائبان آسمان دُنیا تک بلند ہوتا ہے۔ اور پھر جب وہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ تو اُن سے وہ پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ بغیر بتائے بھی پہلے سے سب کچھ جانتا ہے۔ بتاؤ تو میرے بندے میرے بارے میں کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہیں گے۔ وہ سب تیری تسبیح تیری تکبیر اور تیری تعریف اور تیری عظمت و بڑائی بیان کرنے میں مصروف تھے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے

کہیں گے واللہ! بالکل نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیں۔ تو ان کی کیا کیفیت ہوگی؟ فرشتے کہیں گے اگر وہ تجھے دیکھ لیں پھر تو وہ عبادت تسبیح و تکبیر اور حمد و ثناء کی حد ہی کر ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ پوچھے گا وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہیں گے وہ تجھ سے جنت طلب کرتے ہیں۔ اللہ پوچھے گا کیا انھوں نے جنت دیکھ رکھی ہے۔ فرشتے کہیں گے نہیں واللہ! انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو انکا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہیں گے اگر وہ دیکھ لیتے۔ تو اسکی حرص اس کی طلب اسکی رغبت و شوق کی ساری حدیں ہی پھلانگ جاتیں (مطلب یہ کہ پھر ان باتوں میں اور بھی شدت کا مظاہرہ کرتے) اللہ تعالیٰ پوچھے گا اور کس بات سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے کہیں گے کہ دوزخ سے پناہ طلب کرتے تھے۔ اللہ پوچھے گا کیا انھوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے کہیں گے۔ واللہ بالکل نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو پھر انکی کیفیت کیا ہوتی؟ وہ کہیں گے اگر اُسکو دیکھ لیں۔ تو اس سے دور بھاگتے اور اس سے خوف زدہ ہونے میں زیادہ شدت آجاتی اور اس سے بچنے میں شدید احتیاط کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم گواہ رہنا میں نے ان اہل مجلس کی مغفرت فرمادی۔ یہ فیصلہ سنکر ایک فرشتہ کہے گا کہ ان میں سے فلاں شخص تو ذاکریں میں شامل نہیں تھا۔ وہ اپنی کسی دوسری ضرورت کے لیے آیا تھا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

(کیا اُسکی بھی معفرت فرمادی)۔ اللہ تعالی فرمائیگا یہ ایسے اہل مجلس ہیں کہ انکا ہم نشین بھی محروم رحمت نہیں رہیگا۔ اور مسلم کی روایت میں جو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو گھومتے اور گشت کرنے ہی پر مامور ہیں۔ وہ گھوم پھر کر ایسے لوگوں اور ایسی مجلسوں کی جستجو کرتے ہیں جو اللہ کی یاد اور اسکے ذکر میں مشغول ہوں۔ اور جب انھیں کوئی ایسی مجلس مل جاتی ہے تو وہ اُنکے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ فرشتے باہم پر جوڑ کر مجلس کو سایہ میں لے لیتے ہیں۔ انکی کثرت سے زمین سے آسمان تک فضا پُرنظر آتی ہے جب ذکر کرنے والے فارغ ہو کر منتشر ہو جاتے ہیں۔ تو فرشتے بھی آسمان پر پرواز کر جاتے ہیں۔ اور وہاں اللہ تعالی ان سے سوالات کرتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ پہلے سے جانتا ہے۔

اللہ تعالی :۔ کہاں سے آرہے ہو؟

فرشتے :۔ ہم آپکے ایسے زمینی بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیری تسبیح تیری تکبیر تیری تھلیل اور تیری حمد وثنا میں مشغول اور تجھ سے کچھ طلب کرنے میں مصروف تھے۔

اللہ تعالی : وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟

فرشتے : وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالی : کیا انہوں نے میری جنت دیکھ رکھی ہے؟

فرشتے : نہیں اے رب بالکل نہیں۔

اللہ تعالی : اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟

فرشتے : اور وہ (جنت کے سوال کے ساتھ) تجھ سے پناہ کے طالب بھی تھے۔

اللہ تعالی : وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ چاھتے تھے؟

فرشتے : اے اللہ تیری دوزح سے۔

اللہ تعالی : کیا انھوں نے میری دوزح دیکھی ہے؟

فرشتے : نہیں۔

اللہ تعالی : اگر وہ میری دوزح دیکھ لیں تو کیا کیفیت ہو؟

فرشتے : تجھ سے اور عفوو مغفرت بھی طلب کر رہے تھے۔

اللہ تعالی : میں نے انکی مغفرت کردی۔ جو مانگا وہ انکو دیا جس سے پناہ مانگی اس سے پناہ بھی انکو دے دی۔

فرشتے : اے اللہ ان ذاکرین میں ایک بہت ہی خطاکار بندہ بھی شامل تھا وہ اپنے کسی کام سے وہاں سے گزر رہا تھا۔ مجلس دیکھ کر بیٹھ گیا (ذکر فکر کچھ نہیں کیا)

اللہ تعالی : میں نے اسکو بھی بخش دیا (بات دراصل یہ ہے۔ کہ) یہ قوم ہی ایسی ہے کہ (انکے پاس ذرا دیر تک جانیوالا) انکا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا ہے (دامن رحمت اسے بھی سمیٹ لیتا ہے) ماشاء

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اللہ کتنی بڑی فضیلت ہے کتنی بڑی کامیابی ہے اسلئے تو رب کریم نے فرمایا
ہے کہ بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین (اعراف الایۃ ۲۰۵)
ع : صحبت صالح ترا صالح کند ! صحبت طالح ترا طالح کند۔

ملا قاریؒ لکھتے ہے

وفی الحدیث ترغیب فی مخالطة اهل الذکر قال تعالی
یآیها الذین آمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصدیقین (مرقات ص ۸ ۵ ج ۵)

اس حدیث میں ذکر کرنے والوں کے ساتھ شمولیت کی ترغیب ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچ لوگوں کیساتھ رفاقت اختیار کرو۔

۳ : حضرت ابو ھریرۃؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سبق المفردون قالوا و ما المفردون یا رسول اللہ قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات
(مسلم ص ۳٤١ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۱۹۶ الترغیب والترھیب للمنذریؒ ص ۲۳۰ ج ۲ ریاض الصالحین ص ٥٤٠ حصن حصین ص ٤٩ مترجم کا صحیح ابن حبان ص ٥٦ ج ٣)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تنہا چلنے والے سبقت لے گئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تنہا چلنے والے کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اس سے مراد

اللہ تعالی کے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالی کی عبادت میں مخلصین ہیں اسکے ذکر اذکار میں اپنے دوستوں اور دیگر اسباب عیش و عشرت ترک کیا ہے اور اللہ تعالی کے ذکر اذکار سے لطف اندوز ہیں بس ذکر اذکار پر مطمئن ہیں جیساکہ فرمان الٰہی ہے و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب -

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندی شہریؒ

مفتی بلند شہریؒ نے حصن حصین کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ کے ذکر کا شوق رکھنے والے آگے بڑھ گئے کہ ذکر انکے (گناہوں کے) بوجھ ہلکے کرتا رہتا ہے پس وہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں گناہوں سے) ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے (ترمذی عن ابی ھریرۃؓ) فضل مبین ترجمہ حصن حصین ص ٤٩) -

ذکر کرنے والوں کو رحمت الٰہی نے ڈھانپ لیا ہے۔

۴ حضرت ابو ھریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنھما دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ :
لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکة و غشتھم الرحمة و نزلت علیھم السکینة و ذکرھم اللہ فیمن عندہ
(مسلم ص ٣٤٥ ج ٢ مسند احمد ص ٣٣ ' ٤٩ ج ٣ مشکوٰۃ ص

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

١٩٦ رياض الصالحين ص ٥٤٥ مصنف ابن ابی شیبۃ ص ٧٥ ج ٧
ترمذی ص ١٧٥ ج ٢ ابن ماجه ص ٢٧٧ صحيح ابن حبان ص ٥٤ ج ٣)

جب کوئی جماعت اللہ تعالی کاذکر کرتی ہے تو فرشتے انکو گھیر لیتے ہیں اور رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی ان کو ان لوگوں میں یاد فرماتا ہے جو اسکے دربار ی ہیں ذکر الٰھی کرنے والوں کا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ فرشتے انکی مجالس کو آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بارش رحمت الٰھی انکو اپنی گھیرے میں گھیر لیتے ہیں اللہ تعالی ہم کو بھی اسمیں قائم ودائم رکھے اور شرف قبولیت سے نوازیں آمین و صلی اللہ علی النبی الکریم -

حضرت ابو هریره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قدسی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

قول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم (الحدیث البخاری ص ١١٠١ ج٢ مسلم ص ٣٤١، ٣٤٢ ج٢ مشکوة ص ١٩٦ رياض الصالحين ص ٥٤٠ مصنف ابن ابی شیبۃ ص ٧٥ ج ٧ ترمذی ص ٢٠٠ ج٢ نسائی ص ابن ماجه ص ٢٧٩ حصن حصین مترجم ص ٣٥ صحيح ابن حبان ص ٣٦. ٣٧ ج٣)-

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے اور جب وہ

مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسکو یاد کرتا ہوں اللہ تعالی کا بندے کو یاد کرنا ثواب دینے کے اعتبار سے ہے یعنی اسے ثواب دیتا ہے اور مغفرت سے یاد کرتا ہے۔

(٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہے کہ

كان رسول ﷺ يذكر الله تعالى على كل احيانه.
(مسنداحمد ص ١٥٣ ج٦ ص ٧٠ ج٦ ص٢٧٨ ج٢ مسلم ص ١٦٢ ج١ ابوداؤد ص ٤ ج١ . ترمذی ص ١٧٦ ج٢ رياض الصالحين ص٥٤٣)-

رسول ﷺ ہر وقت اللہ تعالی کے ذکر اذکار میں لگے رہتے تھے۔

(٧) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اسلام کے شرائع تو مجھ پر بہت ہو گئے ہیں (سب پر میرے لئے عمل کرنا دشوار ہے) سو آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتادیجئے جس پر میں خوب گامزن رہوں اور مضبوطی سے پکڑوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ لايزال لسانك رطبا من ذكر الله (مشکوة ص١٩٨ ترمذی ص١٥٧ ج٢ ابن ماجه ص ٦٧٧ صحيح ابن حبان ص٣٨ ج٣ مصنف ابن ابی شیبۃ ص ٢٣٦ ج ٨ حصن حصین مترجم بلند شهری ص ٣٩) تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر سے تر رہے۔

(٨) حضرت ابو هریره رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فرمایاہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں یعنی حدیث قدسی ہے کہ :

انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ

(بخاری ص ۱۱۲۲ ج ۲۔مشکوۃ ص ۱۹۹ .ابن ماجہ ص ۲۷۷ الترغیب و الترهیب ص ۲۲۷ ج ۲ .صحیح ابن حبان ص ۳۸ ج ۳ مسنداحمد ص ۵٤۰ ج ۲)۔

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر دل وزبان سے کرتا ہے ۔اور اسکے ہونٹ میرے ذکر پر ہلتے ہیں۔

(۹) قال معاذ بن جبل :۔ ماشیٔی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ.

(ترمذی ص ۱۷۵ ج ۲ . الترغیب و الترهیب ص ۲۲۸ ج ۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کے عذاب سے اللہ تعالی کے ذکر سے بڑھ کر بچانے والا اور کوئی عمل نہیں ۔

۱۰۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ ﷺ ما عمل ابن آدم عملا انجی لہ من النار من ذکر اللہ قالوا یا رسول اللہ و لا الجہاد فی سبیل اللہ ؟ قال و لا الجہاد فی سبیل اللہ تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بسیفک حتی ینقطع

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۷۱ ج ۷)۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے کہ بنی آدم کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو ذکرالھی سے بڑھ کر اللہ تعالی کے عذاب سے بچانے والا ہو صحابہ کرام نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ اور اللہ کے راستہ میں جھاد بھی اللہ تعالی کے ذکر کے برابر نہیں ؟آپ نے فرمایاھاں !اللہ کے راستہ میں جھاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں کہ تم اپنی تلوار سے مارو یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنی تلوار سے مارو یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنی تلوار سے مارے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے

مفتی مولانا محمد عاشق الھی بلند شھری فرماتے ہیں.

دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے بچانے والا ذکر سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل نہیں ہے حتی کہ جھاد فی سبیل اللہ بھی اسکے برابر نہیں اس سے وہ جھاد مراد ہے جسمیں اللہ کا ذکر نہ ہو لیکن جس جھاد میں اللہ کے ذکر میں بھی مشغول ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ مطلق ذکر کرنے سے افضل واعلی ہوگا (فضل مبین شرح حصن حصین ص ٤۱)

حدیث شریف میں ہے کہ و ذروۃ سنامہ الجہاد

(مشکوۃ ص ۱۵ ترمذی ص ۸۹ ج ۲ مسند احمد ص ۲۳۱ . ۲۳٤ . ۲۳۵ . ۲۳۷ . ۲٤٦ ج ۵ و ابن ماجہ ص ۲۸٦)

اس دین کا بلند کوہان جھاد ہے یعنی بلند وبالا حصہ اس دین میں جھاد ہے پھر اس حدیث میں کلام بھی ہے اسمیں ایک راوی سلیمان بن حبان مجھول ہے اسکا ترجمہ مجھے مذکور کتابوں میں نہیں ملا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

(تقریب التهذیب . تهذیب التهذیب ' سیر اعلام النبلاء'
میزان الاعتدال ' الجرح و التعدیل ' الکامل لابن عدی'
لسان المیزان **اور ایک راوی اس میں لہ خالد الاحمر ہے جسکا نام**
سلیمان بن حیان الازدی ہے اسکا اصل شام سے ہے اور خود کوفہ میں
پیدا ہوا ہے اس کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل توثیق اور
تضعیف میں مختلف ہیں بعض نے توثیق کی ہے اور بعض نے تضعیف
بایں الفاظ کی ہے -

وقال عباس الدوری عن ابن معین صدوق ولیس
بحجة .... وقال ابن عدی له احادیث صالحة وانماتی
من سوء حفظه فیغلط ویخطئی وهو فی الاصل کما قال ابن
معین صدوق ولیس بحجة - (تهذیب التهذیب ص ۱۸۱' ۱۸۲ ج ٤.
الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۲۷۸'۲۸۲ ج ٤).

اور عباس دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ (سلیمان بن حیان)
سچا ہے اور حجت نہیں .... اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اسکی احادیث
اچھی ہیں اور سوء حافظہ کی وجہ سے غلطی کرتا ہے اور خطا ہوتا ہے اور یہ
اصل میں ایسا ہے جیسا کہ ابن معین نے فرمایا ہے کہ سچا ہے اور حجت نہیں

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما نے
فرمایا ہے کہ :

ذکر اللہ بالغداة والعشی اعظم من حطم السیوف فی سبیل
اللہ واعطاء المال سحا (المصنف ابن ابی شیبہ ص ۷۲ ج ۷ ۲۳۵ ج ۸)-
صبح وشام اللہ تعالی کا ذکر اذکار جہاد میں تلواروں کے ٹوٹنے اور بہت زیادہ
مال دینے سے ثواب میں زیادہ ہے-
وہی جہاد فی سبیل اللہ مراد ہے جو ذکر اذکار سے خالی ہو جیسا کہ اوپر گزر چکا
ہے-

(۱۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا ہے من احب ان یرتع فی ریاض الجنة فلیکثر ذ
کر اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۷۱ ج ۷' ۲۳۷ ج ۸).
کہ جو بھی پسند کرتا ہے کہ جنت کے باغیچوں میں چرتا رہے سو اللہ کا ذکر
اذکار زیادہ کرے - اصلاح عقیدہ از شرک اور نیت و عمل کے بعد کہ نیت
میں دکھلاوا اور عمل میں بدعات نہ ہوں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید تر چیز
نہیں ہے - ورنہ فرمان الٰہی ہے وقدمنا الی ماعملوا من عمل
فجعلناہ هباء منثورا (فرقان - ۲۳)
اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہونگے جو یہ کرچکے ہیں سو انکو ایسا
کردینگے جیسے اڑائی ہوئی خاک -

اول دفع شر موش کن ☆ بعد ازاں در جمع گندم جوش کن

(۱۳) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مامن قوم يقومون من مجلس لا يذكرون الله فيه الا قاموا عن مثل جيفة حمار وكان عليهم حسرة (ابوداؤد ص۳۱۸ ج ۲ . مسند احمد ص۵۱۵،۳۷۹ ج۲ ،رياض الصالحين ص ۳۷۰ مشكوة ص۱۹۸ الترغيب و الترهيب ص ۲۳۵ ج۲ حصن حصين مع شرح و ترجمه ص ٤٥)

کہ کسی مجلس میں اللہ تعالی کاذکراذکارنہ کرکے اُٹھ کر جانے والوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو کسی مردہ گدھے سے اُٹھ کر جارہے ہوں اور حسرت وحرمان انکی دامن گیر ہوگی۔

مفتی بلند شہریؒ فرماتے ہیں:

چونکہ دنیامردہ ہے اس لے یہ فرمایاکہ جولوگ کہیں ملکر بیٹھیں اوراس مجلس سے اللہ کاذکر کیے بغیر اُٹھ گئے۔ تووہ مردار کو چھوڑ کراُٹھے۔ اگر اللہ کاذکر کرلیتے توانکی مجلس قیمتی بن جاتی۔ لیکن انھوں نے ایسانہ کیاتو مردہ کے پاس بیٹھے اور مردہ ہی کے پاس سے اُٹھے۔ جب یہ حال اس مجلس کا ہے جس میں گناہ نہ کیا ہو لیکن اللہ کاذکر بھی نہ کیاہو۔ توان مجلسوں کا کیاحال ہو گاجو گناہ کے لیے منعقد کی گئی ہوں اور جن میں گناہ کیئے گئے ہوں (نقل ہمین ترجمہ حصن حصین ص ۴۵)۔ یہ حدیث امام نسائی اور ابن حبان نے بھی ذکر کی ہے دیکھئے (مرقات ص۲۶ ج۵)

(۱۴) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایاہے ماجلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه الا كان عليهم ترة وما مشى احد ممشا لم يذكروا الله فيه الا كان عليه ترة وما اؤى احدالى فراشه لم يذكروا الله الا كان عليه ترة

(صحيح ابن حبان ص۵۳ ج۳ . الترغيب والترهيب ص۲۳۵ ج ۲)

ایک قوم کسی مجلس میں بغیر اللہ تعالی کایاد کرتی ہوئی نہیں بیٹھی مگر یہ ان لوگوں پر نقصان ہوگا۔ اور ایک آدمی بغیر ذکر اذکار الٰھی کے نہیں چلا مگر یہ چلنااس پر نقصان ہوگا۔ اور ایک شخص اپنے بستر ے پر لیٹنے بغیر اللہ تعالی کے ذکر کرتے ہوے نہیں آیا مگر یہ ٹھکانہ اس پر نقصان ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر اوریاد الٰھی میں سرگرم رہنااور غفلت سے دور رہناچاھیئے جیساکہ فرمان الٰھی ہے کہ واذكر ربك فى نفسك تضرعا وخفية ودون الجهر من القول بالغدو والا صال ولاتكن من الغافلين . (اعراف - ۲۰۵)

(۱۵) حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ :ما قعد قوم مقعدا لم يذكروا فيه الله عزوجل ويصلون على النبى ﷺ الا كان عليهم حسرة يوم القيامة وان دخلواا لجنة للثواب .(الترغيب والترهيب للمنذرى ص ۲۳۵ ج ۲ مسند احمد ص۴٦۳ ج۲)و ذكر ابن حبان برقم ۵۹۲' و الطبرانى فى الاوسط برقم (۴۸۳۱)و فى الدعا (۱۹۲٦)،المستدرك للحاكم ص۴۹۲ ج۱

کوئی قوم کسی جگہ میں بغیر اللہ تعالی کی یاد کے نہیں بیٹھی اور نہ رسول اللہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ﷺ پر درود پڑھے بغیر بیٹھی ہے مگر یہی بیٹھنا بروز قیامت ان لوگوں پر باعث افسوس ہوگا۔ اگرچہ دیگر (اعمال صالحہ) کے ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہوگئے ہوں۔ یہاں تک تو عام ذکر اذکار کے بارے میں چند احادیث لکھی گئیں۔ اسکے بعد بعض خاص اذکار کے بارے میں صرف پانچ احادیث لکھتا ہوں فوفقنا اللہ لما یحب ویرضی وما توفیقی الا باللہ۔

تمام اذکار وادعیہ میں بہترین کونسا ذکر ودعاء ہے؟

(۱۹) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا ہے وہ فرماتے تھے:

افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ۔

(صحیح ابن حبان ص ۵۰ ج۲ ابن ماجہ ص۲۷۸۔ ترمذی ص۱۷۶ ج۲ الترغیب والترھیب ص۲۳۹ ج۲ ریاض الصالحین ص ۵۴۰ مشکوۃ ص ۲۰۱)۔

بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

لا الہ الا اللہ افضل ذکر کیوں نہیں ہوگا جبکہ التوحید رأس الطاعات ہے توحید تمام عبادات کی بنیاد ہے اور تمام عبادات کا دارومدار اس پر ہے اور قرآن کریم مسئلہ توحید بیان کرنے کے لئے نازل کیا گیا ہے (ملا علی قاری صاحب مرقات نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے فالقرآن کلہ فی التوحید ص ۱۰)۔

(۱۷) حضرت ابوھریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے دو کلمے ہیں جو زبان پر آسان ہیں اور میزان میں بھاری ہیں (وزن والے ہیں) اور اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

(بخاری ص ۹۴۸، ۱۱۲۹ ج۲ مسلم ص ۳۴۴ ج۲۔ ترمذی ص ۱۸۴ ج۲ نسائی ص ابن ماجہ ص ۲۷۸ صحیح ابن حبان ص ۴۹ ج۳۔ مشکوۃ ۲۰۰)۔

(۱۸) حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

من قال سبحان اللہ وبحمدہ فی یوم مأۃ مرۃ حطت خطایاہ وان کانت مثل زبد البحر۔

(بخاری ص ۹۴۸ ج ۲ مسلم ص ۳۴۴ ج۲ ریاض الصالحین ص۵۳۳ مشکوۃ ص ۲۰۰ ترمذی ص ۱۸۴ ج۲)۔

جس نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کا ورد کیا اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اگرچہ وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالی ہم کو ہمیشہ ذکر اذکار میں مشغول رکھیں

ملا علی قاریؒ یوں لکھتے ہیں

شارح مشکوۃ ابن الملک سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا ہے کہ:

ھذا وامثالہ کنایۃ یعبر بھا عن الکثرۃ عرفا (مرقات ص۱۰۶ ج۵)

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

یہ اور اس قسم کی احادیث بنابر عرف کثرتِ ذکر سے کنایہ ہیں

(۱۹) عن ابی موسیٰ....... قال الادلك علی كلمة هی كنز من كنوز الجنة لا حول ولا قو ة الا باالله

(بخاری ص ۹۴۴، ۹۴۹، ج۲، ۶۰۵ ج۲ مسلم ص۳۴۶ ج۲ ص۳۴۷ ج۲ مشکوۃ ص ۲۰۱ ترمذی ص ۱۸۴ ج۲ صحیح ابن حبان ص۳۳ ج ۳ الترغیب والترھیب ص۲۵۵ ج۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! آیا میں آپکو ایسا کلمہ (جملہ) نہ بتاؤں جو جنت کی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے یعنی لا حول و لا قوة الا باللہ

(۲۰) حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: من قال لا اله الا الله وحده لا شريك له' له الملك و له الحمد و هو علی كل شیٔ قدير - كن كعتق رقبة (مصنف ابن ابی شیبة ص ۲۳۷ ج ۸)۔

جس نے (یہ کلمات) لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو علی كل شیٔ قدير پڑھ لیے تو یہ کلمات ایک غلام آزاد کرنے جتنا ثواب رکھتے ہیں: غلام آزاد کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے اعضاء آگِ جہنم سے آزاد کرے گا [ان يكن منكم

maktabatulishaat.com

عشرون صابرون يغلبوا مأ تين]

یہاں تک تمیں آیات اور بیس تک احادیث ذکر کی گئیں اور بھی کئ احادیث ذکر اذکار کی فضیلت میں وارد ہیں صرف علامہ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ نے الترغیب و الترھیب ص ۲۲۷ ...... ۲۵۹ ج۲ میں تقریبا ۱۶۰ تک احادیث روایت کی ہیں اللہ تعالی ھم کو ہمیشہ کے ئے متبع سنت اور ذکر کرنے والے بنائیں آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

Scanned by CamScanner

باب سوم ذکر بالجہر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز، مکروہ اور بدعت ہے

فرمان الٰہی ہے: ادعو اربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین (اعراف الایة ۵۵) مولانا دریابادیؒ تحت اللفظ ترجمہ یوں لکھتے ہیں: اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بے شک وہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ماجدی ص ۳۳۷ ج ۱)

در تضرعا وخفیہ کے تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں: تضرعا اور دعا تو خود ایک عبادت ہی ہے چاہئے کہ حسب شان عبودیت لجاجت کے لہجہ میں اور خشوع قلب کے ساتھ ہو بطور حکومت کے نہ ہو کہ جیسے موکلوں جنات یا شیاطین کے لئے منتر عملیات وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ خفیة: اور دعا چلا چلا کر بھی نہ مانگو کہ نعوذ باللہ جیسے تمہارا پروردگار اونچا سنتا ہے۔ انجیل میں ہے۔ اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی (متی ۶۔۷) (ماجدی ص ۳۳۷ ج ۱)

نوٹ: اس آیت کریمہ پر کچھ تفصیل لکھنے سے پہلے دو تین حوالے اس پر پیش کرتا ہوں کہ دعا اور ذکر اذکار کا ایک ہی حکم ہے دونوں میں جھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز مکروہ اور بدعت ہے اور اسی وجہ سے علماء کرام اس آیت کریمہ سے بھی ذکر بالجھر کی ممنوعیت پر استدلال کرتے

ہیں اور کبھی آیت و اذکر ربك فی نفسك ...... الایة کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ دعا، تسبیح و تہلیل سب کو شامل ہے

نوٹ اس لئے دیا کہ کوئی جاہل یا متجاہل اعتراض نہ کرے۔

ع: الا لا یجهلن احد علینا۔

ملک العلماء امام کاسانی الحنفیؒ لکھتے ہیں

تکبیرات التشرق کے اختلاف میں تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولابی حنیفة ان رفع الصوت بالتکبیر بدعة فی الاصل لانه ذکرٌ والسنة فی الاذکار المخافتة لقوله تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیة (البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۱۹۶ ج ۱)

اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تکبیر پر آواز بلند کرنا اصل میں بدعت ہے۔ اس لئے کہ یہ ذکر ہے۔ اور اذکار میں سنت اخفا ہے (نہ جھر) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ۔ کہ رب کو پکارو عاجزی سے اور چپکے چپکے۔

شیخ ابراھیم حلبی الحنفیؒ لکھتے ہیں:

وقال ابو حنیفہؒ لیس کلامنا فی مطلق الذکر فانه امر مرغوب فیه فی کل الاحیان بل فی الجهر به وهو بدعة لقوله تعالیٰ ادعو ربکم تضرعا وخفیة الا ما استثناه الشرع. (غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص ۵۷۴، ۵۷۵).

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہماری گفتگو مطلق ذکر میں نہیں اسلئے کہ وہ تو تمام اوقات میں پسندیدہ امر ہے بلکہ ہماری گفتگو جھر کے بارے میں ہے اور ذکر بالجھر بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اپنے رب کو پکارو عاجزی سے اور چپکے چپکے۔ مگر وہاں جہاں شرع نے مستثنٰی کیا ہے۔

علامہ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری لکھتے ہیں :

واذکر ربك فی نفسك هو عام فی الا ذکار من قراء ة القران والدعاء والتسبیح والتهلیل وغیر ذلك (الکشاف ص ۱٤۰ ج ۲)۔

واذکر ربك فی نفسك قران کریم پڑھنے، دعاء و تسبیح اور لا اله الا الله وغیرہ سب کو عام ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ دونوں میں جھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز، مکروہ اور بدعت ہے۔ تو دونوں سے ایک دوسرے پر استدلال صحیح ہے اب آیت کی تفسیر و تشریح سنیئے۔

امام الھند شاہ ولی اللہؒ یوں ترجمہ لکھتے ہیں :

ویاد کن پروردگار خود را در ضمیر خود بزاری و ترسکاری ویاد کن پروردگار خود را بہ کلام پست تر از بلند آوازی بامداد و شبانگاہ ومہ باش از غافلان (تفسیر فتح الرحمن ص ۲۱۳)۔

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے

ساتھ یاد کرو اور اپنے پروردگار کو بلند آواز سے کم آواز میں صبح و شام یاد کرو ۔ اور غافلوں سے نہ بنو۔

ذکر اذکار اصلاح نفس کے لیے ہوتا ہے ۔ اسمیں جھر کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی ۔ اور اسمیں تضرع اور اخفاء امر مطلوب ہے ۔ جھر میں یہ تضرع اور اخفاء دونوں معدوم ہو جاتے ہیں جو اخلاص کے بھی منافی ہے ۔ اور شبہ ریا بھی قائم ہے ۔ اس لئے تضرع اور اخفاء ضرور ہونے چاہیئے۔

قاضی ثناء اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں ۔

فان الاخفاء دلیل الاخلاص و ابعد من الریاء (تفسیر المظھری ص ۳٦۱ ج ۳)

اخفاء (یعنی چپکے سے ذکر کرنا) اخلاص کی دلیل ہے اور ریاء و نمود سے بہت دور ہے۔ یہی کچھ مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی لکھا ہے (تفسیرات احمدیہ ص ۴۲۷ تفسیر ابوالسعود ص ۲۳۳ ج ۲ کشاف ص ۱۴۰ ج ۲ روح المعانی ص ۱۵۴ ج ۹)۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں :

و لقد ادرکنا اقواما کانوا یبالغون فی اخفاء الاعمال و لقد کان المسلمون یجتھدون فی الدعاء و ما یسمع لھم صوتھم صوت الاھمسا لان اللہ تعالی قال ادعوا ربکم تضرعا و خفیة و ذکر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اللہ عبدہ زکریا فقال اذ نادی ربہ نداء خفیا (تفسیر کبیر ص ۱۳۱ ج ۱۴)۔

بے شک تحقیق ہم نے ایسی قومیں پائی ہیں جو اعمالوں کے اخفاء میں مبالغہ کرتی تھیں و تحقیق مسلمان دعاء میں کوشش کرتے تھے اور انکی آواز نہیں سنی جاتی تھی مگر معمولی سی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ پروردگارسے دعا عاجزی اور چپکے چپکے سے مانگا کیجئے اور اللہ تعالی نے اپنے مقرب بندے زکریا علیہ السلام کاذکر کر کے سو فرمایا ہے کہ (قابل ذکر ہے) وہ وقت جب انہوں نے اپنے پروردگار کو خفیہ طور پر پکارا۔ کم و بیش یہی عبارت اور حسن بصری ؒ کا قول درج ذیل کتب تفاسیر وغیرہ میں مذکور ہے (خازن ص ۱۰۳ ج ۲ مدارک علی الخازن ص ۱۰۳ ج ۲ کشاف ص ۸۳ ج ۲ ابن کثیر ص ۲۲۱ ج ۲ روح المعانی ص ۱۳۹ ج ۸ تفسیر القرطبی ص ۲۲۴ ج ۷)۔

ذکر اذکار اور دعاء دونوں میں اخفاء افضل ہے:

مولانا محمد شفیع سورۃ مریم اذ نادی ربہ نداء خفیا آیت کی تفسیر میں تفسیر قرطبی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دعاء کا آہستہ اور خفیہ کرنا افضل ہے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی۔ یعنی بہترین ذکر خفی (آہستہ) ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے (ضرورت سے نہ گھٹے نہ بڑھے (القرطبی، معارف القرآن ص ۷ ا ج ۶)۔

سوچئے: ذکر اذکار اور دعاء دونوں کا ایک ہی حکم ہے اسلئے تو مفتی اعظم پاکستان دعاء کا آہستہ اور خفیہ افضل بتاتے ہوئے دلیل میں ان الذکر الخفی الحدیث پیش کرتا ہے اور سورۃ اعراف کی آیت (اذعوا ربکم تضرعا وخفیہ ...الایۃ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں تضرعا کے معنی انکسار اور اظہار تذلل کے ہیں اور خفیہ کے معنی پوشیدہ چھپا ہوا. جیسا کہ اردو زبان میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں بولا جاتا ہے۔ ان دونوں لفظوں میں دعاء وذکر کے لئے دو اہم آداب کا بیان ہے --------- غرض پہلے لفظ میں روح دعاء بتلادی گئی کہ وہ عاجزی وانکساری اور اپنی ذلت، پستی کا اظہار کر کے اللہ تعالی سے اپنی حاجت مانگنا ہے۔ دوسرے لفظ میں ایک دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ دعاء کا خفیہ اور آہستہ مانگنا افضل اور قریں قبول ہے۔ کیونکہ باآواز بلند دعاء مانگنے میں اول تو تواضع و انکساری باقی رہنا مشکل ہے۔ ثانیا اس میں ریاء وشہرت کا بھی خطرہ ہے ثالثا اسکی صورت عمل ایسی ہے کہ گویا یہ شخص یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالی سمیع وعلیم ہے۔ ہمارے ظاہر و باطن کو یکساں جانتے ہیں ہر بات خفیہ ہو یا جھر اسکو سنتے ہیں اسی لئے غزوۂ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام کی آواز دعاء میں بلند ہو گئی تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی بہرے کو یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو. جو اتنی بلند آواز سے کہتے ہو۔ بلکہ ایک سمیع وقریب تمھارا مخاطب ہے یعنی اللہ تعالی (اس لئے آواز بلند کرنا فضول ہے) خود

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اللہ جل شانہ نے ایک مرد صالح کی دعاء کا ذکر ان الفاظ سے فرمایا ہے ۔ از نادیٰ ربہ نداء خفیا ۔ یعنی جب انھوں نے رب کو پکارا آہستہ آواز سے ' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو دعاء کی یہ کیفیت پسند ہے کہ پست اور آہستہ آواز سے دعاء مانگی جائے ۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ علانیہ اور جھرا دعاء کرنے میں اور آہستہ پست آواز سے کرنے میں ستر درجہ فضیلت کا فرق ہے سلف الصالحین کی عادت یہ تھی کہ ذکر اور دعاء میں بڑا مجاہدہ کرتے اور اکثر اوقات مشغول رہتے تھے۔ مگر کوئی انکی آواز نہ سنتا تھا بلکہ ان کی دعائیں صرف ان کے اور انکے رب کے درمیان رہتی تھیں ان میں بہت سے حضرات پورا قرآن حفظ کرتے اور تلاوت کرتے رہتے تھے ۔ مگر کسی دوسرے کو خبر نہ ہوتی تھی اور بہت سے حضرات بڑا علم دین حاصل کرتے مگر لوگوں پر جتلاتے ہوئے نہیں پھرتے تھے ، بہت سے حضرات راتوں کو اپنے گھروں میں طویل طویل نمازیں ادا کرتے مگر آنے والوں کو کچھ خبر نہ ہوتی تھی۔ اور فرمایا کہ ہم نے ایسے حضرات کو دیکھا ہے کہ وہ تمام عبادات جنکو وہ پوشیدہ کر کے ادا کر سکتے تھے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اسکو ظاہر کر کے ادا کرتے ہوں (افسوس صد افسوس ہے آج کے ذاکرین پر کہ انکو مزہ نہیں آتا مگر جہر میں اور وہ بھی جہر مفرط جو یقیناً ناجائز ممنوع اور بدعت ہے عبدالمقدسؒ جسکی تفصیل

انشاء اللہ عنقریب ہے) اور انکی آوازیں دعاؤں میں نہایت پست ہوتی تھیں (ابن کثیر ص ۲۲۱ ج ۲ مظہری ص ۳۶۱ ج ۳)۔

ابن جریج نے فرمایا کہ دعاء میں آواز بلند کرنا اور شور کرنا مکروہ ہے امام ابو بکر جصاص حنفی نے احکام القران میں فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دعاء کا آہستہ مانگنا اظہار کے نسبت سے افضل ہے۔ حضرت حسن بصری اور ابن عباسؓ سے ایسا منقول ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے ختم پر جو آمین کہی جاتی ہے اسکو بھی آہستہ کہنا افضل ہے کیونکہ آمین بھی ایک دعاء ہے .... اگر دعاء کے معنی اس جگہ ذکر و عبادت کے لیے جاویں۔ تو اس میں بھی علماء سلف کی تحقیق یہی ہے کہ ذکر سری جھر سے افضل ہے۔ اور۔ صوفیائے کرام میں مشائخ چشتیہ جو مبتدی کو ذکرِ جھر (جھر معتدل غیر مفرط جسکی تفصیل انشاء اللہ آنے والی ہے (عبد المقدس) کی تلقین فرماتے ہیں۔ وہ اس شخص کے حال کی مناسبت سے بطور علاج کے ہے تاکہ جھر کے ذریعہ کسل اور غفلت دور ہو جائے۔ اور قلب میں ذکر اللہ سے لگاؤ پیدا ہو جائے ورنہ فی نفسہ ذکر میں جھر کرنا انکے یہاں بھی مطلوب نہیں گو جائز ہے۔ اور اسکا جواز بھی حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ اسمیں ریاء و نمود نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل، ابن حبان بیہقی وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیر الذکر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الخفی و خیر الرزق ما یکفی، یعنی بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین
رزق وہ ہے جو انسان کے لئے کافی ہو جائے۔ ہاں خاص حالات اور اوقات
میں جہری مطلوب اور افضل ہے۔ ان اوقات وحالات کی تفصیل رسول
اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے واضح فرمادی ہے مثلاً اذان و اقامت کا
آواز سے کہنا جہری نمازوں میں بلند آواز سے تلاوت قرآن کرنا
یرات نماز تکبیرات تشریق، حج میں تلبیہ بلند آواز سے کہنا وغیرہ اسی
فقہاء رحمھم اللہ نے فیصلہ اس باب میں یہ فرمایا ہے کہ جن خاص
ت اور مقامات میں رسول کریم ﷺ نے قولا یا عملا جہر کرنے کی
قین فرمائی ہے وہاں تو جہر کرنا چاہئے اسکے علاوہ دوسرے حالات،
قامات میں ذکر خفی اولی وانفع ہے (تفسیر معارف القرآن ص ۵۷۶ تا ۵۷۹
ج ۳)۔

مہ ابوالفداء ابن کثیر لکھتے ہیں

داء خفیا کے تحت لکھتے ہیں کہ وقال آخرون انما اخفاه لانه احب
لی الله (ابن کثیر ص ۱۱۰ ج ۳)۔

ور دیگر مفسرین نے کہا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعاء میں اخفاء
کیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کو بہت زیادہ پسند ہے۔

مہ جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں

راعی سنة الله فی اخفاء دعوته لان الجهر و الاخفاء عند الله

سیان فکان الاخفاء اولی لانه ابعده من الریاء و ادخل فی
الاخلاص (کشاف ص ۵۰۲ ج ۲)

حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی دعاء میں اخفاء کو جو اللہ تعالی کا بتلایا
ہوا طریقہ ہے ملحوظ رکھا اسلئے کہ اللہ تعالی کے نزدیک تو جہر اور اخفاء
دونوں برابر ہیں سو اخفاء (چپکے چپکے سے مانگنا) بہتر ہے کیونکہ یہ ریاو
نمود سے بہت دور ہے اور اخلاص میں بہت زیادہ داخل ہے۔

بالکل یہی عبارت امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ص ۱۸۰ ج ۲۱ اور تفسیر
ابوالسعود ص ۲۵۳ ج ۵ اور شیخ القرآن آف راولپنڈی نے جواہر
القرآن ص ۶۷۶ ج ۲ اور علامہ صوفی خازن نے تفسیر خازن ص
۲۲۹ ج ۳ میں ذکر کیا ہے

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں

فقہاء نے آیت سے استدلال کیا ہے کہ دعاء میں اخفاء کو افضلیت
حاصل ہے مدحه باخفاء الدعاء و فیه الدلیل علی ان اخفائه
افضل من الجهر به (جصاص) (ماجدی ص ۶۲۳ ج ۲)۔

محمد نعیم الدین بریلوی لکھتے ہیں

کیونکہ اخفاء ریاء سے دور اور اخلاص سے معمور ہوتا ہے

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

کہتے ہیں رات کی تاریکی اور خلوت میں پست آواز سے دعاء کی جیسا کہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دعاء کا اصل قاعدہ ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیه (الاعراف
رکوع ۷) ایسی دعاء ریا سے دور اور کمال اخلاص سے معمور ہوتی ہے
(تفسیر عثمانی ص ۲۰۷)۔ علامہ روح المعانی نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔
(روح المعانی ص ۵۹ ج ۱۶)۔

علامہ ابن جزی الکلبیؒ لکھتے ہیں

اخفاء لانه یسمع الخفی کما یسمع الجهر ولان الاخفاء اقرب الی الاخلاص، ابعد من الریاء (تسہیل ص ۲ ج ۳) ترجمہ کئی بار گزر گیا۔

گزشتہ عبارات پر تبصرہ

قارئین کرام! آپ نے کئی عبارات تفاسیر اور اقوال سلف صالحین پڑھ کر خود بھی سوچا ہوگا۔ اور میں بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہماری سلامتی سلف صالحین کی اقتداء میں ہے اپنی بے راہ روی میں نہیں۔ تقریباً تمام علماء کرام لکھتے ہیں کہ مواضع مخصوصہ کے علاوہ دعاء (اور اسی طرح حکم ذکر کا بھی ہے۔ کہ دونوں) میں افضیلت اخفاء کو حاصل ہے کیونکہ ریاء سے بھی کوسوں دور ہے اور اخلاص سے بھی بھرپور ہے اور سکینت و وقار بھی بحال ہے دعا یا ذکر عبادت ہے اور عبادت میں اطمینان و وقار برقرار رکھنا حکم شرعی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وعلیکم السکینة والوقار ولا تسرعوا (بخاری ص ۸۸ ج ۱ مسلم ص ۲۲۰ ج ۱ مشکوۃ ص ۶۷)۔

ذکر اذکار میں اپنے اطمینان و وقار پر چھری پھیرنا خلاف عقل و شریعت ہے۔ اور جب رب کریم بھی وہی ذات ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ جو یعلم ما تبدون وما تکتمون ہے۔ جو یعلم السر واخفی ہے۔ جو یعلم سرکم و جهرکم ویعلم ما تکسبون ہے یعلم سرهم ونجواهم۔ یعلم السر فی السموات والارض۔ یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منها وماینزل من السماء وما یعرج فیها۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وھوالسمیع العلیم ، بکل شئی علیم ھے . احاط بکل شئی
علما ہے۔ رب کریم تو وہی ذات ہے جو قریب ہے۔ واذا سئالك
عبادی عنی فانی قریب ۔ بلکہ قریب تر ہے ونحن اقرب الیہ من
حبل الورید . نحن اقرب الیہ منکم بلکہ میرا رب کریم قریب "
مجیب ھے . سمیع " قریب ہے۔ جو سینوں کے بھید جانتا ہے جو عالم
ہے خفی اور اخفی کا جس پر کوئی راز زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں۔ جو
بالکل قریب اور ہر قسم آوازوں کا سننے والا ہے۔ سوچیے سوچیے خدا کے لیے
سوچیے جو قریب تر بھی ہو اور خوب سنتا بھی ہو۔ اسے پکار پکار کر بلانا گلے
پھاڑ پھاڑ کر سکون و اطمینان عزت و وقار کو قربان قربان کر کے نقل و حرکت
اور اضطراب کو ہوا دیکر ذکر اذکار کرنا رب کریم کی بے ادبی نہیں تو اور
کیا ہے؟ اسکے فرمان جلی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة سے روگردانی
نہیں تو اور کیا ہے۔ خدارا خدارا۔ اسکے فرمان اذکر ربك فی نفسك
تضرعا وخیفة ودون الجھر سے منہ موڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ زید عمرو
کے قریب بیٹھا ہے اور خوب سنتا ہے بہرا نہیں۔ اگر عمرو نے گلہ
پھاڑ پھاڑ کر زید کو بلایا تو یقیناً زید ناراض ہوگا کہ تم نے میری ناقدری کی۔
لوگ بھی یہی سمجھیں گے۔ اور عمرو کو بے ادب جان کر ڈانٹیں گے
۔ اسلئے کہ تو نے زید کی بے عزتی کی کہ وہ قریب بھی تھا اور سنتا تھا بھی اور
تو نے چلا چلا کر اسکو پکارا۔

ا۔ خیر القرون کے لوگوں نے بھی یہی کچھ سمجھا تھا کہ جو بعید ہوتا ہے
یا بہرا ہوتا ہے تو اُسے چلا چلا . چلا چلا کر پکارنا پڑتا ہے اور جو قریب ہوتا ہے
اور بہرا بھی نہیں تو اسکو آہستہ آہستہ پکارا جاتا ہے واذا سئالك عبادی
عنی فانی قریب (بقرہ الایة ۱۸۶)۔ کی تفسیر میں اکثر مفسیرین نے لکھا
ہے کہ کسی سائل نے سوال کیا اقریب ربنا فنناجیہ ا م بعید ربنا فننا
دیہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس کے ساتھ سرگوشی کریں یا دور ہے
کہ ہم اسکو پکار پکار کر کے بلائیں؟
تفسیر مظھری نے اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے ونزول ھذہ الآیة
فی جواب السائل اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید ربنا فننادیہ .
ارشاد علی الذکر الخفی دون الجھر کمالا یخفی (مظھری
ص ۲۰۱ ج ۱)۔
سائل کا سوال "کہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسکے ساتھ سرگوشی
کر کے مانگیں یا دور ہے کہ ہم اسکو چلا چلا کر پکاریں"؟ اس آیت کی نزول
میں ذکر خفی کا حکم ہے نہ کہ ذکر جھری کا جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں
(بشرطیکہ عقل سلیم نصیب ہو) خدا ہمارے زمانے کے ذاکرین کو عقل
سلیم اور رشد و ھدایت نصیب کرے کیسے گزشتہ فرامین عزیزہ اقوال
مفسرین و سلف صالحین سے روگردانی کر کے سمت مخالف اختیار کیا ہے جو
اخلاص سے دور اور ریاء و نمود سے معمور ہے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کس مخالف سمت کو ظالم؟
سفینہ لے چلا ہے

سعدی شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز
کان سوختہ راجان شد وآواز نیامد
این مدعیان درطلبش بے خبر اند
کان راکہ خبر شدخبرش بازنیامد

اے مرغ سحر! پروانے سے عشق کا طریقہ سیکھ کہ اسکی جان جل گئی آواز نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی طلب میں یہ دعویدار بے خبر ہیں۔ کہ جسکو اللہ تعالیٰ کی خبر حاصل ہوئی۔ پھر اسکی خبر واپس نہیں آئی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت کریں وماذلك على الله بعزيز آمين یا رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الامین۔

فضیلت بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خفی کو حاصل ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا ہے وہ فرماتے تھے:

خير الذكر الخفى وخير الرزق ما يكفى.

(مسند احمد ص ١٧٢ ، ١٨٠ ، ص١٨٧ ج ١ صحيح ابن حبان ص ٣٥، ٣٦ ج٣ تفسير مظهرى ص ٣٦١ ج٣ . معارف القران ص١٧ ج٦ . القرطبى ص٣٦١ ج ٣ ، ص ٧٦ ج١١ . حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ص ٢٩٠. ماة مسائل ص ١٠٢ . تزكرة الابرار والاشرار ص ٢٣٦)۔

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو سکتا ہے

قارئین کرام! قران کریم کا حکم ہے ادعوا ربكم تضرعا وخفية . واذكر ربك فى نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر . واذكروه كما هدا كم اور فرمان محسن اعظم ﷺ ھے خير الذكر الخفى . اور پھر بھی بناسپتی عاشق گلے پھاڑ پھاڑ کر لوڈ سپیکر استمال کر کے ذکر مُحدَث میں سر شار ہیں۔ خدا انھیں ھدایت نصیب فرما کر شیطان کی چنگل سے نجات دیں۔ قران کریم نے تو صاف فرمایا ہے ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاعظيما . (احزاب – ٧١) اور فرمایا ہے ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلاله مبينا (احزاب – ٣٦).

ع ـــ: من نہ گویم کہ آن مکن این کن
مصلحت بین وکار آسان کن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مزید سنیے اور اصلاح مکمل کیجئے

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا ہے کہ سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ....
ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ . (بخاری ص ۹۵۹ ج ۲ ، ۹۱ ،
۱ ج ۱ مسلم ص ۳۳۱.۳۳۲ ج۱ ریاض الصالحین ص ۲۳۳ ، ۲۳۴ .
ترمذی ص ۶۳ ج ۲ و نسائی ص ۳۰۲ ج ۲)-
سات قسم کے آدمی ایسے ہونگے کہ جنکو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ
رحمت میں جگہ مرحمت فرمائیگا جس دن اسکے سایہ کے سوا کہیں کوئی
سایہ نہ ہوگا.......(۷) اور وہ شخص جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے
اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں (اشکبار ہو جائیں) علامہ محمد بن علان
الصدیقی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں
(خالیا) ای عن الخلق لانہ حینئذ یکون ابعد من الریاء
(دلیل الفالحین ص ۳۲۹ ج ۳) یعنی مخلوق سے اکیلے تنہائی
میں ہو کر (خدا کا ذکر کرے) اس لیے کہ اس وقت یہ ذکر ریاء سے بہت
دور ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اسی طرح ذاکرین بنا کر اپنے سایہ رحمت میں جگہ نصیب
فرمائیں۔ اور ان لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ذوق سلیم نصیب فرما کر ھدایت
کریں کہ خواہش نفس کی اتباع چھوڑ اپنی عاقبت سنوار لیں ورنہ

؎ حکم نبی جب چھوڑ کر تم ہو گئے آزاد
ہے خوف کہ ایمان کو برباد کرو گے

ملا علی قاریؒ اور ذکر خفی

صاحب مرقات حدیث عائیشہؓ کان النبی ﷺ یذکر اللہ
عزو جل علی کل احیانہ پر تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔
و قد اخرج ابو یعلی عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ
لفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا .
اذا کان یوم القیامۃ و جمع اللہ الخلائق لحسابھم و جاءت
الحفظۃ بما حفظوا و کتبوا قال لھم انظروا ھل بقی لہ من شئی
فیقولون ما ترکنا شیئا مما علمناہ وحفظناہ الا قد احصیناہ و
کتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنالا تعلمہ وانا اجزیک بہ و
ھو الذکر الخفی کذا ذکرہ السیوطی فی البدور السافرۃ . و
ذکر فی الجامع الصغیر و لفظہ الذکر الذی لا یسمعہ
الحفظۃیزید علی الذکر الذی تسمعہ الحفظۃ سبعین ضعفارواہ
البیھقی فی شعب الایمان عن عائشہ رضی اللہ عنھا (مرقات ص
۴۳ ج۲)-
ابو یعلی نے حضرت عائشہؓ سے حدیث نقل کی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک ذکر خفی جسکو حفظہ فرشتے (کرام

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الکاتبین) نہیں سنتے (ذکر جہری سے) ستر گناہ (اجر و ثواب میں) بہتر ہے جب قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مخلوقات کو حساب کے لیے جمع کریں۔ اور حفظہ کرام الکاتبین جو کچھ انھوں نے یاد کیا ہے اور لکھا ہے لائیں۔ اللہ تعالیٰ انکو کہے گا۔ دیکھو اسکا کوئی عمل تو باقی نہیں؟ سو وہ کہیں گے ہم نے کوئی چیز جو ہم نے سمجھی ہے اور یاد کی ہے نہیں چھوڑی مگر اسے محفوظ کر کے لکھا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اے میرے بندے) تیرا ایک نیک عمل میرے پاس ہے جو یہ فرشتے نہیں جانتے (انکو اسکا علم نہیں) اور میں تجھکو اسکا بدلہ دونگا۔ اور وہ ذکر خفی ہے۔

اسی طرح اسکو امام سیوطیؒ نے البدور السافرة میں ذکر کیا ہے۔ اور جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں وہ ذکر جسکو کرام الکاتبین نہیں سن سکتے اس ذکر پر جسکو یہ حفظہ ملائک سنتے ہیں ستر گنا (اجر و ثواب میں) فضیلت حاصل ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔

آگے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں

فالحدیثان حجتان ظاہرتان للسادة النقشبندیہ زبدة القادة الصوفیة قدس اللہ اسرارھم (مرقات ص ۴۳ ج ۲)

سو دونوں حدیثیں صاف دلائل ہیں سادات نقشبندیہ کے لیے جو ..... خلاصہ رہنما صوفیائے کرام کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکے اسرار کو پاک

بنائیں۔ معلوم ہو گیا کہ نقشبندیوں کے نزدیک بھی اخفاء بہتر ہے۔ یہ تو نقشبندیہ رحمھم اللہ ہیں۔ لیکن آج برائے نام نقشبندیہ ہیں۔ فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشھوات خداوند کریم ان پر اپنی رحم و کرم فرما کر ھدایت نصیب کریں

آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم.

اسی طرح یہی ابو یعلیٰؒ والی روایت حضرت عائشہؓ کی ملا علی قاریؒ نے مرقات ص ۶۵ ج ۵ میں پھر نقل کی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

ذکر خفی کو ترغیب دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں :۔

ویستدل علیہ بادلة منھا الحدیث الوارد عنہ علیہ الصلوة والسلام (فی ان الذکر الخفی یفضل الجلی بسبعین درجة) والحدیث الآخر (الجاھر بالقرآن کالجاھر بالصدقة) والحدیث الآخر (سبعة یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ) وذکر فیھم (ورجل تصدق بصدقة فاخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ) المدخل ص ۱۰۱ ج ۱.

اور ذکر خفی پر کئی دلائل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث وارد ہے کہ ذکر خفی ذکر جلی سے ستر گنا درجے بہتر ہے اور دیگر حدیث ہے کہ قرآن کریم پڑھنے پر جہر کرنے والا صدقہ پر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اظہار کرنے والے جیسا ہے۔ اور دیگر حدیث ہے کہ سات قسم کے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو اس دن میں (قیامت کے دن) کہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔

سو اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت کے اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے دینگے اور ان میں سے ایک کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ آدمی جو صدقہ اتنی پوشید گی سے دے کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔

محمد بن محمد بن محمد العبدریؒ اور دلیل عقلی اور دلیل عقلی دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:۔

ومن الکتاب العزیز قوله تعالى یایها الذین آمنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ۔ و قد تقرر عندنا و علم ان التاجر اذا وجد الربح فی سلعة سبعین دینارا و اخری و احدا انه یأخذما فیه ربح سبعین ولا یأخذ السلعة التی یحصل له فیها الدینار الواحد ۔ فان عکس التاجر ذلك و اخذ السلعة التی یحصل فیها الدینار الواحد و ترك السلعة التی یأخذ فیها السبعین قلنا عنه تاجر سفیه ۔ و التاجر الحقیقی هو المؤمن لانه یتجر فیما یبقی و غیره یتجر فیما یفنی و اذا کان ذلك كذلك فكیف یقدم علی فعل له فیه اجر واحد مع قدرته علی ان یحصل له سبعون ۔ هذا سفه فاین هذا من هذه التجارة ۔(

المدخل ص ۱۰۱، ۱۰۲ ج ۱)

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب عزیز سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ایمان والوں! کیا میں تمہیں ایسی سوداگری نہ بتادوں جو تمہیں عذاب دردناک سے بچا دے؟ اور ہمارے ہاں بھی متعین اور معلوم ہے کہ تاجر جب کسی سامان تجارت میں ستر دینار نفع پاتا ہے اور دیگر سامان تجارت میں ایک دینار نفع پاتا ہے تو یہ وہی لیتا ہے جس میں نفع ستر دینار ملتا ہے اور وہی سامان نہیں لیتا جسمیں ایک دینار نفع حاصل ہوتا اور اگر تاجر نے اس سے الٹا کام کیا اور وہی سامان لیا جسمیں ایک دینار نفع حاصل ہو اور وہ سامان تجارت چھوڑ دیا جسمیں نفع ستر دینار حاصل کر سکتا تھا تو ہم اسی تاجر کے بارے میں کہینگے کہ یہ بے وقوف تاجر ہے۔

اور حقیقی تاجر تو مؤمن ہے کیونکہ یہ تو اس چیز میں تجارت کرتا ہے جو باقی رہے گی۔ اور اسکے علاوہ (غیر مؤمن) تجارت فانی چیز میں کرتا ہے اور جب یہ اسی طرح ہے سو ایسے فعل پر کیسے اقدام کرتا ہے جسمیں ایک نفع ہے جبکہ اسکی طاقت ہے اس پر کہ ستر (گنا نفع) حاصل کرلے یہ بے وقوفی ہے۔ پس کہاں یہ تجارت اور کہاں وہ؟

قارئین کرام! اگر اور کوئی نہ ہو تو آپ خدا کے لئے ضرور سوچیں۔ کیسی انصاف والی بات کی ہے۔ اور خدا ہمارے زمانے کے ذاکرین کو ھدایت نصیبی کے لئے سر بگریبان ہونے اور غور کرنے کی توفیق عطا فرمائیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور ضد و ہٹ دھرمی سے بچائیں۔ بات بالکل واضح ہے لیکن دامن انصاف سے وابستگی کہاں؟

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں

ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

ذکر خفی کی افضلیت پر علماء کرام کی اجماع ہے

قاضی ثناء اللہ صاحب نے ذکر خفی کی افضلیت اور ذکر بالجھر کی مواضع مخصوصہ کے علاوہ بدعت ہونے پر علماء کرام کا اجماع یوں ذکر کیا ہے۔

ثم اجمع العلماء على ان الذكر سرا هو الافضل والجهر بالذكر بدعة الا فى مواضع مخصوصة مستحقيها الى الجهر به كالاذان والاقامة وتكبيرات الانتقال فى الصلوة للامام والتسبيح للمقتدى اذا نابت نائبة والتلبية فى الحج ونحو ذلك (تفسير مظهرى ص ۳۶۱ ج ۳)

پھر علماء کرام نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ذکر آہستہ ہی بہتر ہے اور ذکر بالجھر بدعت ہے مگر ان جگہوں میں جن میں خصوصیت سے جہر کی حاجت پیش آتی ہو مثلاً اذان اور اقامت اور تکبیرات تشریق اور امام کے لئے نماز میں انتقال کی تکبیریں۔ اور جب کوئی ضرورت پیش آئے تو مقتدی کا تسبیح کہنا اور حج میں تلبیہ اور اسکے مانند اور مواقع۔

قارئین کرام! اس عبارت میں اجمع العلماء کے الفاظ تو بالکل بصراحت موجود ہیں کہ علماء اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ذکر آہستہ ہونا چاہئیے اور اسی کو فضیلت حاصل ہے۔ اور ذکر بالجھر بدعت ہے۔ ہاں جہاں جہاں ذکر بالجھر ثابت ہے جیسے آذان و اقامت تلبیہ وغیرہ تو وہ اس امر سے خارج ہیں مستثنٰی ہیں بدعت نہیں۔ اور اس اجماع سے ھشنغر (چارسدہ) کے علماء کرام کا اجماع مراد نہیں۔ بلکہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین اور حضرات تابعین کا اجماع مراد ہے۔ جیسا کہ قاضی صاحب نے اسکی بھی تصریح کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

والاصل فى الاذكار الاخفاء والجهر به بدعة فاذا وقع التعارض فى الجهر يرجح الاقل ويدل على كون ذكر السرا فضل ومجمعا عليه من الصحابة من تبعهم قول الحسن ان بين دعوة السر ودعوة العلانية سبعون ضعفا ولقد كان المسلمون يجتهدون فى الدعاء ومايسمع لهم صوتاان كان الاهمسا بينهم وبين ربهم وذلك ان الله سبحانه تعالى يقول ادعواربكم تضرعا وخفية وان الله ذكرعبدا صالحا ورضى فعله فقال اذنادى ربه نداء خفيا وايضايدل على فضل الذكر الخفى حديث سعد بن ابى وقاص قال رسول الله ﷺ خيرالذكر الخفى وخيرالرزق

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مایکفی ۔ رواہ احمد وابن حبان فی صحیحه والبیهقی فی شعب الایمان (تفسیر مظہری ص ۳۶۱ ج ۳)۔

اور اصل اذکار میں اخفاء ہے جہر سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ پس جب جہر کے سلسلہ میں تعارض واقع ہو تو اقل کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اس پر کہ آہستہ ذکر افضل ہے۔ اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کا اجماع ہے۔

دلیل حضرت حسن بصریؒ کا یہ ارشاد ہے کہ بے شک آہستہ دعا اور بلند آواز سے دعا میں ستر گنا فرق ہے اور بلاشبہ مسلمان دعا میں کوشش کرتے تھے۔ اور حال یہ تھا۔ کہ انکی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ انکی دعاء انکے اور انکے رب کے درمیان نہایت آہستہ ہوتی تھی اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم اپنے رب کو پکارو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندے (حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ذکر فرمایا جسکے فعل پر وہ راضی ہوئے جب اُنہوں نے اپنے رب کو پکارا تو آہستہ پکارا۔ اور نیز ذکر خفی کے افضل ہونے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر سکے۔

قارئین کرام یعنی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع ذکر کیا کہ ذکر بالجہر بدعت ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا عمل ذکر

کیا کہ وما یسمع لھم صوتا کہ انکی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے زمانے کے ذاکرین کو ھدایت نصیب کریں کیسی بے راہ روی کرتے ہیں۔ اور اجماع صحابہ و تابعین اور تمام مسلمانوں رضی اللہ عنھم کے خلاف جاتے ہیں۔

ع ۔: عاشقان کشتگان معشوق اند
وبر نیاید زکشتگان آواز

من عرف ربه فقد کل لسانه

تیسرے بار بھی سُنئیے پانی پتیؒ لکھتے ہیں :

فصل :

اعلم ان الذکر علی ثلاثة مراتب احدها الجهر ورفع الصوت بها وذلك مکروه اجماعا الا اذا دعت الیه داعیة واقتضته حکمة فحیئذ قد یکون افضل من الاخفاء کالاذان والتلبیة ونحو ذلك ۔ (تفسیر المظهری ص ۳۶۲ ج ۳)

تو جان لے کہ ذکر کے : تین مراتب ہیں پہلا مرتبہ ذکر بالجھر ہے۔ اور یہ بالاجماع مکروہ ہے۔ ہاں مگر وہاں جہاں جھر کی ضرورت پیش آئے اور حکمت بھی اسکا تقاضا کرے پس اس وقت جہر اخفا سے بلاشبہ افضل ہے مثلا آذان اور تلبیہ وغیرہ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

رسول ﷺ واصحابؓ رسول اور ذکر بالجہر

محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔

۸۲۔ و ذکر الحسن رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ کان یکرہ رفع الصوت عند ثلاثة عند قرائة القرآن و عند الجنائز و عند الزحف اے القتال۔

۸۳۔ وعن قیس بن عبادؓ قال: کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یکرھون الصوت عند الثلاثة، الجنائز والقتال و الذکر (شرح السیر الکبیر ص ۸۹ ج ۱)۔

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین موقعوں میں آواز بلند کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔ قرآن کریم پڑھتے وقت اور جنازوں کے ساتھ اور جنگ کے موقع پر۔ یعنی قتال کے وقت۔ اور حضرت قیس بن عبادؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ تین اوقات میں بلند آواز مکروہ سمجھتے تھے۔ جنائز۔ جہاد اور ذکر کے اوقات میں۔ حضرت قیس بن عبادؓ کی روایت شیخ ابو بکر جابر الجزائری نے بھی ذکر کی ہے (منہاج المسلم ص ۲۷۹) اور الحافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبة الکوفی نے روایت ذکر کیا ہے

حدثنا وکیع ...... عن قیس بن عبادة قال کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یکرھون رفع الصوت عند الذکر (مصنف ابن ابی شیبة ص ۱۸۹ ج ۷)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

قال قیس بن عبادة و ھو من کبار التابعین کانوا یستحبون خفض الصوت عند الذکر و عند القتال و عند الجنائز. و کذلك سائر الا ثار تقضی انھم کانت علیھم السکینة فی ھذہ المواطن مع امتلاء القلوب بذکر اللہ و اجلاله و اکرامه کما ان حالھم فی الصلوة کذلك. و کان رفع الصوت فی ھذہ المواطن الثلاث عادة اھل الکتاب و الاعاجم ثم قد ابتلی بھا کثیر من ھذہ الامة (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۱۱۹)۔

حضرت قیس بن عبادہؒ جو بڑے بزرگ تابعین میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ذکر کے وقت۔ جنگ کے وقت اور جنازوں کے وقت آہستہ آواز کو مستحب جانتے تھے۔ اور اسیطرح باقی آثار سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان پر ایسے موقعوں میں سکینہ طاری ہوتی تھی۔ اس کے باوجود کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر بزرگی اور اعزاز و اکرام سے بھرپور تھے۔ جیساکہ انکی یہ حالت نماز میں بھی ہوتی تھی۔ اور ان تین موقعوں میں آواز بلند کرنا یہود اور عجم لوگوں کی عادت ہے۔ اور پھر اس امت میں سے تو بہت سے لوگ اسمیں مبتلاء ہیں۔ جیساکہ ہمارے زمانے میں تو بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو ذاکرین کہتے ہیں اسمیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بہت شدومد کے ساتھ سرشار ہیں ۔خداوند کریم انکو ھدایت نصیب فرمائے ۔ آمین و صلی اللہ علی النبی الکریم–

ابن بطالؒ اور اجماع مذاہب اربعۃ

ابن بطالؒ نے اسپر کہ ذکر بلند آواز سے کرنا مستحب نہیں۔ مذاہب اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں :۔

و نقل ابن بطال و آخرون ان اصحاب المذاهب المتبوعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالذكر و التكبير (نووی شرح مسلم ص ۲۱۷ ج۱ حاشیہ بخاری ص ۱۱۶ ج۱)-

ابن بطالؒ وغیرہ علماء کرام نے یہ بات نقل کی ہے کہ ائمہ مذاہب (اربعہ) جنکی عام لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اور انکی طرح دیگر ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور تکبیر کہنا مستحب نہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ اور ذکر بالجھر

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اس قسم کے اعتراضات مولو یوں پر ہی کیے جاتے ہیں۔ صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا حالانکہ بعض دفعہ وہ مولویوں سے بھی زیادہ وحشت ناک حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مجلس میں ایک شخص کی زبان سے جہر کے ساتھ لفظ اللہ نکل گیا چونکہ وہ نقشبندی تھے جنکے یہاں ضبط احوال کی تاکید ہے یہاں تک کہ ذکر بھی خفی بتاتے ہیں جہری نہیں بتاتے اس لئے آپ نے فرمایا نکال

دو اسکو۔ ظاہر میں یہ حکم بہت وحشتناک تھا کہ اللہ کہنے پر مجلس سے نکال دیا۔ اگر کوئی مولوی ایسا کرتا تو اسی وقت کفر کا فتوی دیا جاتا ذکر اللہ سے منع کرتے ہیں مگر صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ (اشرف الجواب ص ۱۴۴)۔

اس زمانے کے بناسپتی نقشبندی خدا کے لئے اس پر ذرا سوچ لیں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ھدایت نصیب کریں۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الامین–

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی امام نقشبندیہؒ فرماتے ہیں :

واز حضرت ایشان شنیدام کہ حضرت خواجہ نقشبند علماء بخارارا جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشان راز ذکر جہر منع فرمایند علماء بحضرت امیر گفتند کہ ذکر جہر بدعت است نکنند ایشان درجواب فرمودند کہ نکنیم ۔ اکابر این طریق ہرگاہ درمنع ذکر جہر این ہمہ مبالغہ نمایند۔ منتخبات ازمکتوب امام ربانی ص۱۷۳۔

اور میں نے حضرت (خواجہ باقی اللہ) سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے بخارا کے علماء کرام کو جمع کیا۔ اور امیر کلالؒ کی خانقاہ کو لے گئے تاکہ اسکو ذکر بالجھر سے منع کریں۔ علماء کرام نے حضرت امیر کو فرمایا کہ ذکر بالجھر بدعت ہے ایسا مت کریں انھوں نے جواب میں فرمایا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کہ نہیں کرونگا اس طریق کے اکابریں تو ہر وقت ذکر بالجہر کے منع کرنے میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں۔ خدا اصاغرین کو بھی سوچنے کا موقعہ دیں۔

نقشبندیہ اور ذکر بالجہر

حضرت مجدد الف ثانی جو کہ نقشبندیہ کے امام ہیں خود نقشبندیوں کے بارے میں لکھتے ہیں بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن نمودہ اند وثمراتیکہ بران مرتب شود التفات بآن نشودہ منتخاب از مکتوبات امام ربانی ۱۷۲،۱۷۳۔ بلکہ ذکر بالجہر کو بدعت سمجھتے تھے اس سے منع کرتے تھے۔ اور اس پر جو ثمرات مرتب ہو جاتے تھے اُن کو نہیں دیکھتے تھے۔

نقشبندیہ کا ذکر بالجہر کے منع کرنے میں مبالغہ ملاخطہ فرمایئے

روزے بمجلس طعام در ملازمت حضرت ایشان حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصان حضرت خواجہ ما بودہ دروقت افتتاح طعام درحضور ایشان اسم اللہ رابلند گفت ایشاں رانا خوش آمد بحدیکہ زجر بلیغ فرمودند فرمودند کہ اور امنع کنند کہ درمجلس طعام ماحاضر نشود۔ منتخاب از مکتوبات (امام ربانی ص ۱۷۳)۔

ایک دن میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ

کمال جو کہ میرے حضرت خواجہؒ کے مخلصین میں سے ایک ہے نے کھانا شروع کرتے وقت آپکے حضور میں اللہ کا نام بلند آواز سے لیا جو آپ کو پسند نہیں آیا۔ اور اس حد تک زجر فرما کر انکو منع فرمایا کہ میری مجلس طعام کو حاضر نہ ہو جاؤ۔

ع : خواب غفلت میں رہیں گے تابہ کے اہل چمن
برق کے شعلے حدود گلستاں تک آگئے

اخند زادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی لکھتے ہیں

شاہد ارچی حال مقیم کھجوری باڑہ خیبرا یجینسی کی بات ان عاشقین زمانہ کو مقبول تر ہو۔ اس لئے کہ اسکا بھی بڑا دعوی ہے کہ میں نقشبندی ہوں جیسا کہ لکھتا ہے : پس فقیر طریقہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندیہؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے تابع اور بالواسطہ مرید ہے اور ان بزرگان دین نے جو کمالات اور علوم اور معارف بیان فرمائے ہیں ان تمام کے لئے فقیر الحمد للہ بدرجۂ اتم واکمل حامل ہے۔ (ھدایت السالکین ص ۲۸۲)۔

تو ارچی صاحب لکھتا ہے :

طریقۂ نقشبندیہ میں کوئی سبق زبان قال سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو نقشبندیہ سے مسمی کرنا بدعت فی الطریقت ہے (ھدایت السالکین ص ۳۱۳)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور اس سے پہلے لکھتا ہے

طریقہ نقشبندیہ کے اسباق میں ذکر لسانی داخل کرنا عظیم بدعت ہے۔ کما حققہ المجدد فی المکتوبات۔ (ھدایت السالکین ص ۲۳۲)

اور پیر سیف الرحمان مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں لکھتا ہے: اور مشائخ عظام اور علمائے راسخین نے تصریح فرمائی ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے صرف اور صرف زندیق آدمی انکار اور خلاف کرے گا (ھدایت السالکین ص ۱۸۲)۔

یہ حوالہ صرف ذاکرین بالجہر کی تنبیہ کے لئے نقل کیا گیا تاکہ وہ اصلاح کی کوشش کریں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ کل یؤخذ من قولہ ویرد الا صاحب ھذاالقبر۔ ہر کسی کا قول قابل عمل بھی ہوتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے ماسوائے قول اس صاحب قبر کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے) کہ اسے کسی صورت میں رد نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اور مقام پر اپنی صاحب لکھتا ہے۔

وعن عائشة قالت افضل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظة سبعون ضعفا (ھدایت السالکین ص ۱۸۵) جسکا ترجمہ ملا علی قاری صاحب کی کتاب مرقات کی حوالہ سے گزر گیا ہے اور ایک جگہ شعر لکھتا

ہے۔

ع : ذکر خاص الخاص ذکر سر بود
ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

(ھدایت السالکین ص ۱۸۸)

یہی کچھ تو الحمد للہ ہم کہتے ہیں :

ع : تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جانان پہ جا ملے

ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ لکھتے ہیں

علامہ قرطبیؒ سورۃ اعراف کے آخر میں آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة الآیة کے ذیل میں فرماتے ہیں :۔ ودل ھذا علی ان رفع الصوت بالذکر ممنوع (القرطبیؒ ص ۳۵۵ ج ۷) اور اول یہ اس پر دلالت کرتا ہیں کہ آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ ممنوع ہے۔

وحید الزمان صاحب، لکھتے ہیں

ویکرہ رفع الصوت بالذکر فیه (نزل الابرار ص ۱۲۰ ج ۱) مسجد میں ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنا مکروہ ہے بلکہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک تو یہ ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا ہی مکروہ ہے اگرچہ ذکر کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صاحب مرقات لکھتے ہیں مذھبه کراھة رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر (مرقات ص ۲۲۳ ج ۲)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو مکروہ ہے پھر دوبارہ بھی اسی صفحہ پر لکھتے ہیں :۔ او یر فع صوته ولو بالذکر ۔یا اپنی آواز بلند کرتا ہے اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو یہ مکروہ ہے۔

شاہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی مرقات سے یہ عبارت (فیض الباری ص ۲۶۴ ج ۲) میں نقل کی ہے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفیؒ لکھتے ہیں :۔

ور رفع صوت بذکر الا للمتفقه . (شامی ص ۸۸٤ ج ۱)۔

ور آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ مکروہ ہے۔ مگر دین کی تعلیم دینے والے یلئے مکروہ نہیں۔

علی قاریؒ لکھتے ہیں

حدیث و ظهرت الا صوات فی المساجد کی تشریح کر کے فرمایا ہے وقد نص بعض علمائنا بان رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر حرام (مرقات ص ۱۷۱ ج ۱۰)۔

اور ہمارے بعض حضرات علمائے کرام نے صراحت سے فرمایا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا حرام ہے اگرچہ ذکر کی آواز ہی کیوں نہ ہو۔ یہی عبارت مظاہر حق ص ۳۴۹ ج ۴ میں بھی نقل کی گئی ہے اور مسند الامام الاعظم ص ۷۴ کے حاشیہ میں بھی ذکر کی گئی ہے اور حاشیہ (مشکوۃ ص ۷۰ ۴) پر بھی درج ہے۔

مفتی اعظم ہند عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں

سوال وجواب دونوں کو الی موضع الضرورۃ ملاحظہ کیجئے نماز کے بعد التزام لا الہ الا اللہ وغیرہ کرنا بدعت ہے

سوال (۵۴) ہر فرض نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا......

الجواب :۔ ہر فرض نماز کے بعد اسکا التزام بدعت و مکروہ ہے در مختار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور ہر چند کہ ذکر جھر جائز و مستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام خاص کے ساتھ خصوصاً جب کہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے لاریب غیر ثابت بلکہ مکروہ ہے بدعت ہے .... (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۱۰۰، ۱۰۱ ج ۱)۔

مفتی العصر رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں

ایک طویل جواب میں (جو انشاء اللہ آگے نقل کیا جائیگا) یوں لکھتے ہیں :

قطع نظر اس سے کہ ذکر میں اخفاء اولی بلکہ مطلوب ہے۔

(جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے عبد المقدس) مسجد کے اندر یا اسکے قریب زور سے آواز و شور خواہ ذکر بلکہ تلاوت قرآن ہی سے کیوں نہ ہو، ممنوع ہے (احسن الفتاوی ص ۳۷۰ ج ۱)

امام نوویؒ فرماتے ہیں :

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نوویؒ (باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ میں فزجرھم عمر و قال لا ترفعوا اصواتکم عند منبر رسول اللہ ﷺ کی تشریح میں) لکھتے ہیں:

فیہ کراھیۃ رفع الصوت فی المساجد یوم الجمعہ و غیرہ و انہ لا یرفع الصوت بعلم و لا غیرہ عند اجتماع الناس للصلوۃ لما فیہ من التھویش علیھم و علی المصلین ،و الذاکرین و اللہ اعلم

(شرح مسلم للنوویؒ ص ۱۳۴ ج۲) ۔

اس حدیث میں جمعہ وغیرہ کے دن مساجد میں آواز بلند کرنے کی کراہت ہے (یعنی مکروہ ہے) اور یہ کہ لوگوں کی نماز کے لئے جمع ہوتے وقت علم وغیرہ پر بھی آواز بلند نہیں کی جائیگی۔ کیونکہ اس بلند آواز میں نمازیوں اور ذکر کرنے والوں پر تشویش واضطراب ہوگا۔

قارئین کرام اس عبارت کو بار بار پڑھئے تو آپکو نصف النہار کی طرح واضح ہو جائیگا کہ نمازی اور ذاکرین نماز اور ذکر میں مشغول ہیں تو بلند آواز سے انکو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ نمازیوں اور ذاکرین کو اسلئے ایک ہی حکم میں جمع کیا کہ انکو پریشانی ہوگی جب کوئی مسجد میں آواز بلند کریں کہ یہ دونوں ذکر کے دو مختلف قسموں میں مشغول ہیں۔ ایک نماز ہے اور دوسرا ذکر اگر ذاکرین خود بلند آواز سے ذکر کریں اور خوب چلا چلا کر ذکر میں مشغول رہیں تو پھر تو مصلین (نمازیوں) کو خود ذاکرین سے تشویش

لاحق ہوگی اور کسی کی آواز بلند کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل: کہ یہ ذاکرین ذکر خفی (آہستہ ذکر) کرنے میں مشغول ہیں۔ یہ ہے کہ اگر یہ ذکر کرنے والے خود بلند آواز سے ذکر کرتے تھے اور چلا چلا کر ذکر میں سرشار ہوتے جیسا کہ آجکل ذاکرین خوب گلے پھاڑ پھاڑ کر ذکر میں کود پڑتے ہیں۔ اسی طرح وہ ذکر کرتے تو پھر اور کسی کو تعلیم وغیرہ پر آواز بلند کرنے سے ان ذاکرین کو تشویش کہاں سے لاحق ہوتی وہ تو خود باآواز بلند ذکر میں مشغول ہیں۔

تیسری دلیل: ۔ اگر یہ ذاکرین خود ذکر بالجہر میں مشغول ہیں تو پھر دوسروں کو تعلیم وغیرہ کا موقعہ کہاں سے میسر ہوتا ہے؟ کہ علم وغیرہ پر آواز بلند کر کے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کر سکیں۔ حاشا و کلا!

خدارا سوچئے سوچئے: فارجع البصر ھل تری من فطور

ع: اپنی ہر بات کو تول اس میں تردد کیسا
تیرے سینے میں امین دل ہے ترازو کی طرح

حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے: باب مایکرہ من رفع الصوت فی التکبیر:

عن ابی موسی الاشعریؓ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشرفنا علی واد ھللنا و کبرنا ارتفعت اصواتنا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم یآیها النا س اربعو علی انفسکم فانکم لا تدعو ن اصم ولا غائبا انه معکم انه سمیع قریب

(بخاری ص ۴۲۰ ج ۱)۔

باب ہے اس میں کہ تکبیر میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے :

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (جنگ خیبر سے واپسی کے موقع پر) سو جب ہم وادی پر چڑھتے تو ہم لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں اپنی جانوں پر نرمی کرو بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے وہ تو تمہارے ساتھ ہے بیشک سننے والا اور قریب ہے

یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھئے ۔

بخاری ص ۶۰۵ ج ۱، ۹۳۸، ۹۴۹، ۹۴۴، ۹۷۸، ۱۰۹۹ ج ۲ مسلم ص ۳۴۶ ج ۲۔ ترمذی ص ۱۸۳ ج ۲ ابو داؤد ص ۲۲۰، ۲۲۱ ج ۱۔ مسند احمد ص ۳۹۴، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۱۸، ۴۱۹ ج ۴۔ صحیح ابن حبان ص ۳۳ ج ۳۔ الترغیب والترهیب ص ۴۵۵ ج ۲۔ قرطبی ص ۲۲۴ ج ۶۔ ابن کثیر ص ۲۲۱ ج ۲۔ مظہری ص ۳۶۱، ۳۶۲ ج ۳۔ روح المعانی ص ۱۴۳ ج ۱۹، ۳۴ ج ۸۔ تفسیر کبیر ص ۱۳۱ ج ۱۴، ماجدی ص ۳۴۷ ج ۱، الکفایہ شرح الهدایہ ص ۲۹ ج ۲، خازن ص ۱۰۳ ج ۲، ۲۴۴ ج ۱، مدارک ص ۱۰۳ ج ۲، علی الخازن معارف القرآن ص ۵۸۰ ج ۳، ریاض الصالحین ص ۴۱۵)۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ (مستثنیات کے علاوہ) رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے تکبیر اور ذکر اذکار پسند نہیں تھے اور اسی لئے تو آپ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو منع فرمایا۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں :

چنانچہ امام نووی ابو زکریا یحییٰ بن شرفؒ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

معناه ارفقوا بانفسکم وا خفضوا صواتکم فان رفع الصوت انما یفعله الانسان لبعد من یخاطبه لیسمعه وانتم تدعون الله تعالیٰ ولیس هو باصم ولا غائب بل هو سمیع قریب وهو معکم بالعلم والاحاطة (شرح مسلم لنوویؒ ص ۳۴۶ ج ۲)

اسکا معنی یہ ہے کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو اور اپنی آوازں کو پست کرو بے شک انسان مخاطب کی دوری کی وجہ سے آواز کو بلند کرتا ہے تاکہ اسکو سنا دے ۔ اور تم تو اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہو۔ اور وہ تو نہ بہرہ ہے اور نہ غائب ہے بلکہ وہ تو سننے والا اور نزدیک ہے اور وہ تو علم واحاطہ کے اعتبار سے تمہارے ساتھ ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

ففیه الندب الی خفض الصوت بالذکر اذالم تدع حاجة الی رفعه فانه اذاخفضه کان ابلغ فی تو قیره وتعظیمه فان دعت حاجة الی الرفع رفع کما جاءت به احادیث (شرح مسلم للنوویؒ ص ۳۴۶ ج ۲)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

سواس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب جہر کی کوئی ضروت پیش نہ آئے (جیسا کہ آذان تلبیہ اور تعلیم و تعلم ہے) تو ذکر میں آواز پست ہونی چاھئیے۔ کیونکہ آہستہ آواز اسکی توقیر و تعظیم پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔ہاں اگر بلند آواز سے ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئے (جیساکہ تلبیہ آذان اور تعلیم تعلم وغیرہ ہے عبدالمقدس) تو پھر آواز بلند کرنی چاھئیے جیساکہ احادیث میں آتا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی الحنفی ؒ فرماتے ہیں :

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ان حاصل المعنى فيه انه صلى الله عليه وسلم كره رفع الصوت بالذكر والدعاء (عمدۃ القاری شرح البخاری ص ۲۴۴ ج ۱۴)

کیونکہ اسکے معنی کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے ذکر اور دعاء دونوں کو مکروہ سمجھا ہے پھر لکھتے ہیں :

وقال الخطابى يريد امسكوا عن الجهر وقفوا عنه (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۱۴)۔

اور محدث خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کرتے تھے کہ جہر سے منع ہو جایئے اور اس سے بند ہو جایئے پھر حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین تین موقعوں میں آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتے۔ کان الصحابة يكرهون رفع الصوت عند الذكر وعند القتال وعند الجنائز (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۱۴)۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں

قال الطبرى فيه كراهية رفع الصوت بالدعاء والذكر وبه قال عامة السلف من الصحابة والتابعين (فتح الباری ص ۱۵۷ ج ۶)

امام طبریؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے دعا اور ذکر کرنا مکروہ ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اور تابعینؒ میں اکثر سلف اسی کے قائل تھے یہی عبارت حاشیہ (بخاری ص ۴۲۰ ج ۱) پر بھی منقول ہے قارئین کرام بغور فرمایئے کہ جب جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باآواز بلند ذکر اذکار اور دعاء مکروہ سمجھیں اور عام صحابہ کرام اور تابعین عظام رحمھم اللہ بھی اسکو مکروہ سمجھیں جیساکہ حضرت ابو موسی اشعریؓ کی حدیث کی تشریح میں محدثین عظامؒ نے فرمایا اور جیساکہ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کان الصحابۃ یکرھون رفع الصوت عند الذکر..... تو پھر بجز مستثنیات کے ذکر بالجھر کو کون جائز اور مباح سمجھ سکتا ہے اللہ تعالی ہمارے زمانے کے ذاکرین کو ھدایت فرمائیں۔آمین وصلى الله على النبى الامين

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں

اسی لئے غزوۂ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام کی آواز دعاء میں بلند ہو گئی۔ تو

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی بہرے کو یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو جو اتنی بلند آواز سے کہتے ہو۔ بلکہ ایک سمیع و قریب تمھارا مخاطب ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) اس لئے آواز بلند کرنا فضول ہے۔ (معارف القرآن ص ۷۷ ج ۳)۔

تکبیرات التشریق اور امام ابو حنیفہ

اس میں خلاف ہے کہ تکبیرات التشریق صرف عید الاضحیٰ میں کہی جائینگی یا عید الفطر میں بھی کہی جائینگی۔ اور پھر یہ خلاف اصل تکبیر میں ہے یا صفت تکبیر میں کہ جھر یا اخفاء ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ دونوں عیدوں میں کہی جائینگی۔ اور جھراً کہی جائینگی۔ امام ابو حنیفہ کا اصل قول یہ ہے:

عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہی جائینگی اور عید الفطر کے موقع پر بلند آواز سے جیساکہ فتح القدیر نے ذکر کیا ہے' بدعت ہے اور صرف تکبیرات کہنے میں کوئی خلاف نہیں۔ چنانچہ فتح القدیر نے یوں فرمایا ہے

علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں:

الخلاف فی الجھر بالتکبیر فی الفطر .... فی اصله لا نه داخل فی عموم ذکر اللہ تعالی فعند هما یجهر به کا لا ضحی وعنده لا یجهر وعن ابی حنیفة کقولهما و فی الخلاصة ما یفیدان الخلاف فی اصل التکبیر ولیس بشئی اذلا یمنع من ذکر اللہ

بسائر الالفاظ فی شیئی من الاوقات بل من ایقاعه علی وجه البدعة فقال ابو حنیفة رفع الصوت بالذکر بدعة یخالف الامر من قوله تعالی واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول فیقتصر فیه علی مورد به فی الاضحی وهو قوله تعالی وذکروا اللہ فی ایام معدودات . جاء فی التفسیر ان المراد التکبیر فی هذه الایام (فتح القدیر ص ۴۱ ج ۲)۔

خلاف عید الفطر میں بلند آواز سے تکبیر کہنے میں ہے اصل تکبیر کہنے میں نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہے سو صاحبین کے نزدیک عید الاضحیٰ کی طرح بلند آواز سے کہی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر جھر نہیں کیا جائیگا۔ اور امام سے ایک قول صاحبین کی طرح بھی ہے اور خلاصہ میں ہے جسکا فائدہ یہ ہے کہ خلاف اصل تکبیر کہنے میں ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جس وقت میں اور جن الفاظ میں ہو جائز ہے۔ اور اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ ممانعت صرف ذکر جھری کی ہے جو کہ بدعت ہے سو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذکر بلند آواز سے بدعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مخالف ہے کہ اپنے رب کو یاد کرو اپنی نفس میں عاجزی اور ڈر کے ساتھ اور نہ اونچی آواز سے۔ سو بلند آواز سے ذکر کرنا ان مقامات کے ساتھ خاص ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ اور بیشک وہ اجازت عید الاضحیٰ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو چند گِنے چُنے دنوں میں۔ اور تفسیر میں آیا ہے کہ اس سے مراد ان دنوں میں تکبیر ہے۔

صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں:

اول تو خلاصہ کی عبارت نقل کی ہے پھر علامہ ابن الھمامؒ صاحب فتح القدیر کی تردید نقل کی ہے کہ خلاف اس میں ہے کہ بدعی طریقے سے کہی جائے جو کہ جھر ہے۔ سو اسی طرح نقل کیا ہے کہ :-

و رده فی فتح القدیر بانه لیس بشئی اذ لایمنع من ذکر اللّٰہ تعالی فی وقت من الاوقات بل من ایقاعه علی و جه البدعة و هو الجهر لمخالفته قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك فیقتصر علی مورد الشر ع (ردالمحتار ص ٦١٣ ج١) —

سو ذکر بالجہر کو اپنی مورد کے علاوہ بدعت کہا اور اسکو آیت کریمہ سے مخالفت کرنا قرار دیا۔

الدر المختار لکھتے ہیں:

ان تکبیرات میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ووجه الاول: ان ر فع الصو ت بالذکر بدعة فیقتصر علی مورد الشر ع الدرالمختار ص ٦١٤ ج١)-

اول قول کی دلیل یہ ہے کہ ذکر میں آواز بلند کرنی بدعت ہے سو اپنی مورد پر بند کیا جائیگا۔

maktabatulishaat.com

ابو حنیفہء ثانی علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں

.... فقال ابو حنیفةؒ رفع الصوت بالذکر بدعة و یخالف الامر من قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة و دون الجهر من القول فیقتصر علی مورد الشر ع . (البحر الرائق ص ١٥٩ ج٢) .

سو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذکر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مخالف ہے کہ واذکر ربک........ پھر علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

فالحاصل ان الجهر بالتکبیر بدعة فی کل وقت الا فی المواضع المخصوصة . (البحر الرائق ص ١٥٩ ج٢) .

سو حاصل یہ ہے کہ تکبیر پر جھر کرنا ہر وقت بدعت ہے ہاں مگر مواضع مخصوصہ میں جائز ہے۔

حضرت شاہ اسحاقؒ فرماتے ہیں :

سوال و جواب دونوں کو ملاحظہ کیجئے:

سوال ہفتاد و پنجم۔ ذکر جہر در شرع جائز است یا گناہ کدام گناہ

جواب: ذکر جہر در مذہب حنفیہ بدعت است مگر جائیکہ دران ذکر جہر آمدہ مثل اذان و غیرہ دران

بدعت نیست وسوائے آن بدعت است ۔ قال فی فتح القدیر والاصل فی الاذکار الاخفاء و الجهر بها بدعة ۔ جائیکہ بدعت را مطلق گزارند بدعت سیئہ مراد مے باشد۔ چنانچہ از عبارات کتب فقہیہ معلوم میشود۔

وفی غایۃ البیان شرح الهدایۃ فی تعلیل مذهب ابی حنیفه لان الجهر بالتکبیر بدعة لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا و خفیة انتهی۔

قال فی الکفایة شرح الهدایة . ان الجهر بالتکبیر بدعة فی کل وقت الا المواضع المستثنیات .و صرح قاضی خان فی فتاواه بکراهة الذکر جهرا و تبعه علی ذلك صاحب المصفی.

وفی فتاوی العلامیة و یمنع الصوفیةمن رفع الصوت و الصفق وصرح فی بحریة المغنی شرح التحفة . و منع علی من یفعله مدعیا انه من الصوفیة . وفی البرهان شرح مواهب الرحمن رفع الصوت بالذکر بدعة لمخالفة قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة ودون الجهر من القول و قوله ﷺ خیر الذکر الخفی فیقتصر فیه علی مورد الشرع و قد ورد فی الاضحی . کذا فی رسالة محمد عابد الاسدی

الانصاری انتهی الی موضع الضرورة (ماة مسائل ص ۱۰۱، ۱۰۲)

سوال نمبر ۷۵ : ذکر بالجہر شرع میں جائز ہے یا گناہ ہے اور کب گناہ ہے؟

جواب : ذکر بالجہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر جہاں کہ ذکر بالجہر آیا ہے جیسا آذان وغیرہ ہے وہاں بدعت نہیں اور اسکے سوا بدعت ہے۔ فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ اصل اذکار میں آہستگی ہے اور اس پر جہر بدعت ہے انتھی۔ اور جہاں کہ بدعت مطلق آجاتا ہے۔ اس سے بدعت سیئہ مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور غایۃ البیان شرح ھدایہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہبؒ کے لیے علت بیان کرتے ہیں کیونکہ تکبیر پر جھر کرنا بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان کہ اپنے پروردگار کو پکارو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے انتھی۔ اور الکفایہ شرح الھدایہ میں فرمایا ہے کہ تکبیر پر جہر کرنا ہر وقت بدعت ہے مگر مستثنیات میں بدعت نہیں۔ اور قاضی خان نے اپنے فتاوی میں بلند آواز سے ذکر کرنے پر مکروہ کی تصریح کی ہے۔ اور صاحب المصفی نے اس پر آپ کا اتباع کیا ہے۔ اور فتاوی علامیہ میں ہے کہ صوفیہ کو بلند آواز سے ذکر کرنے اور تالیاں بجانے سے منع کیا جائے گا ۔ اور بحریۃ المغنی شرح تحفہ میں تصریح کی ہے کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ میں صوفیائے کرام میں سے ہوں۔ اور یہ کام کرتا ہے تو اسے منع کیا جائیگا (یعنی بلند آواز سے ذکر اور تالیاں بجانے سے) اور البرھان شرح مواھب

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الرحمن میں ہے کہ ذکر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مخالف ہے کہ اپنے رب کو یاد کرو اپنے جی میں عاجزی اور ڈر کے ساتھ ۔ اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے مخالف ہے کہ بہترین ذکر خفی ذکر ہے سو اس میں حکم مورد شرع تک بند ہوگا اور عید الاضحیٰ میں جہر کا حکم وارد ہے۔ اسی طرح محمد عابد الاسدی الانصاریؒ کے رسالہ میں ہے۔

اسی طرح عبارت اور مسئلہ تکبیرات مولانا خرم علیؒ نے شفاء العلیل ترجمۃ القول الجمیل ص ۴۷۔۴۸ میں بھی نقل کیا ہے ۔

علامہ سید محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں

قال ابن نجیم فی البحر نقلا عن المحقق ابن الهمام فی فتح القدير مانصه قال ابو حنيفه رفع الصوت بالذكر بدعة مخالفة للامر من قوله تعالى واذكر ربك فى نفسك الاية..... فيقتصر على موردالشرع وقدوردبه فى الا ضحى وهو قوله سبحانه واذكر والله فى ايام معدودات .(روح المعانی ص۱۶۳ ج۱۶)۔

علامہ ابن نجیم نے البحر الرائق میں محقق ابن الھمام سے نقل کیا ہے جو اُس نے فتح القدیر میں فرمایا ہے۔ جسکا بیان یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے ذکر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالی کے اس امر سے

maktabatulishaat.com

مخالف ہے کہ **واذکر ربك فی نفسك.... الآیۃ**۔ کہ اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو۔ سو یہ (ذکر بالجھر) اپنے مورد شرعی پر بند کیا جائیگا۔ اور شرع اس پر عید الاضحیٰ میں وارد ہے۔ اور وہ اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان ہے کہ واذکروا اللہ فی ایام معدودات۔ اور اپنے اللہ کو چند گنے چنے دنوں میں یاد کرو۔

قارئین کرام! یہ تو حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب تھا کہ یہ تکبیرات عید الاضحیٰ میں بلند آواز کے ساتھ کہی جائیں گی۔ عید الفطر میں بلند آواز سے نہیں۔ اسمیں اصل قانون پر عمل کیا جائیگا کہ والاصل فی الاذکار الاخفاء والجھر بھابدعۃ۔ آگے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب تکبیرات التشریق کے بارے میں ملاحظہ کیجئے کہ یہ کب تک کہی جائیں گی ۔ تو امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ یہ آٹھ نمازوں میں جہر کے ساتھ کہی جائینگی یوم عرفہ نماز فجر سے لیکر عید الاضحیٰ کے دن نماز عصر تک کہی جائینگی۔

صاحب ہدایہ اور مذہب امام ابو حنیفہؒ

صاحب ھدایہ نے امام صاحب کی دلیل کو اس طرح ذکر کیا ہے

واخذ بقول ابن مسعو د اخذا بالاقل لا ن الجهر با لتكبير بد عة .(ھدایہ ص ۱۵۵ ج۱)

اور حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

Scanned by CamScanner

قول پر عمل کیا ہے جو کم پر عمل کرتا ہے کیونکہ تکبیر پر جہر کرنا بدعت ہے۔

علامہ فتح القدیر لکھتے ہیں

ابن الہمام نے ان لوگوں پر رد کیا ہے جنہوں نے خلاف مقتضی صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے پھر لکھتے ہے:

والاصل فی الاذکار الاخفاء والجہر بہ بدعة. (فتح القدیر ص۹۴ ج۲)

اور اصل ذکر اذکار میں اخفاء ہے اور اسپر جہر کرنا بدعت ہے۔

علامہ جلال الدین الخوارزمی لکھتے ہیں

ثم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اخذ بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی الحتم اخذا بالاقل لان الجہر بالتکبیر بدعة ولا خلاف فی الاقل فیجہر فیما ثبت یقینا والاکثر مختلف فیہ فلا یتیقن بجوازہ وکون الجہر بالتکبیر بدعة متیقن والاخذ بالمتیقن اولی وقال اللہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجہر وراى النبی علیہ السلام اقواما یرفعون اصواتہم عند الدعاء فقال انکم لن تدعو اصم ولا غائبا. (الکفایہ شرح الہدایہ مع فتح القدیر ص۴۹ ج۲)۔

پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ختم ہونے میں حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ کے قول کو لیکر عمل اقل پر کیا ہے۔ کیونکہ تکبیر پر جہر کرنا بدعت ہے۔ اور کم پر عمل کرنے میں کوئی خلاف نہیں سو جو یقینی ثابت ہے اس میں جھر کیا جائیگا۔ اور اس سے زیادہ میں اختلاف کیا گیا ہے سو اسکا جواز یقینی نہیں۔ اور تکبیر پر جہر کرنا یقیناً بدعت ہے اور عمل کرنا یقینی چیز پر اولی ہے۔ اور اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو عاجزی اور ڈر کے ساتھ۔ اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بعض قوموں کو دیکھا کہ دعا میں آواز نکالتے ہیں (غزوہ خبیر میں یا واپسی پر جیسا کہ حدیث ابو موسی اشعری میں گزر چکا ہے) سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر گز بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے۔

شیخ محمد ابراھیم حلبیؒ لکھتے ہیں

وقال ابو حنیفہؒ لیس کلامنا فی مطلق الذکر فانہ امر مرغوب فیہ فی کل الاحیان بل فی الجہریة وھو بدعة لقولہ تعالی ادعو اربکم تضرعا وخفیة الا ما استثناہ الشرع فاذا تعارضت الادلة فی مقدار المستثنی فالاخذ بالاقل والعمل فیما وراءہ بالاصل ھو الاحتیاط اذفیہ الجمع بین الادلة. (کبری شرح منیة المصلی ص ۵۷۵،۵۷۴)۔

اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کلام مطلق ذکر کے بارے میں نہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کیونکہ ذکر تو ہر وقت مطلوب ہے۔ بلکہ ہمارا کلام جہر کے بارے میں ہے اور ذکر بالجہر بدعت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم اپنے رب کو پکار وعاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ۔ مگر وہاں جہر ہو گا جہاں شریعت نے استثنا کی ہو۔ سو جب دلائل مستثنی کی مقدار میں متعارض ہیں تو اقل کو لیا جائیگا۔ اور اس کے علاوہ باقی اپنی اصل پر رہیگا۔ احتیاط بھی اسی میں ہے۔ کیونکہ اسی طریقہ سے دلائل کی تطبیق ہوتی ہے۔

صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں

علامہ ابن نجیمؒ مذھب امام ابو حنیفہؒ کو اس طرح ذکر کرتا ہے :

ورجح ابو حنیفه قول ابن مسعود لا ن الجهر بالتكبير بدعة فكان الا خذ بالاقل اولى احتياطا (بحر الرائق ص ۱٦٥ ج ۲).

اور امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کو ترجیح دی ہے (کہ آٹھ نمازوں تک تکبیرات تشریق ہونگی) کیونکہ تکبیر پر جہر کرنا بدعت ہے سو کم پر عمل کرنا احتیاط کے طور پر بہتر ہے۔

ملک العلماء امام کاسانیؒ لکھتے ہیں

امام ابو حنیفہ کا مذھب ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے احتیاط کی بناء پر قلیل پر عمل کیا اس لئے کہ :۔

يكون رفع الصوت با لتكبير بدعة الا في مو ضع ثبت با لشرع (بدائع الصنائع ص ۱۹٦ ج ۱)

کیونکہ تکبیر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے مگر جہاں کہ شرع سے ثابت ہو۔ پھر دوبارہ نہایت بہترین تحقیق کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

ولابی حنيفة ان رفع الصوت با لتكبير بدعة فی الا صل لانه ذكر والسنة فی الا ذكار المخافتة لقوله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية ولقول النبی ﷺ خير الدعاء الخفی ولذا هو اقرب الى التضرع والا دب وابعد عن الرياء فلا يترك هذا الا صل الاعند قيام الدليل المخصص .... بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ص ۱۹٦ ج ۱)۔

اور امام ابو حنیفہؒ کے لئے دلیل یہ ہے کہ اصل میں تکبیر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے۔ اس لئے کہ یہ ذکر ہے. اور اذکار میں اخفاء سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ پکارو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ بہترین دعا آہستہ ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ وہ عاجزی سے نزدیک تر ہے اور ادب سے بھی۔ اور ریاء و نمود سے بعید تر ہوتا ہے سو اس قاعدہ و قانون کو ترک نہیں کیا جاتا۔ مگر جب دلیل مخصص کا وجود آجائے....... یعنی جب کہ جہر کی دلیل آجائے گا جیسا کہ آذان و تلبیہ یا تکبیرات تشریق وغیرہ تو پھر اس اصل کو ترک کیا جائے گا اور دلیل مخصص پر عمل کیا جائیگا۔

مفتی وقت صاحب مظہری لکھتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے علامہ ابن الھمامؒ کا قول ذکر کیا ہے کہ ....

فان الخلاف فيه مع رفع الصوت لا فى نفس الذكر والا صل فى الا ذكار الاخفاء والجهر به بدعة (تفسير المظهرى ص ۳٦۱ ج ۳) ترجمہ پہلے گزر چکا۔

قارئین کرام آپ نے سوچا ہوگا ورنہ اب غور و فکر سے کام لیجئے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ ذکر اذکار کے مسئلے میں کتنا محتاط ہے۔ اور بدعت سے کیسا متنفر اور اجتناب کرنے والا ہے اللہ تعالی مدعیان حنفیت کو ھدایت نصیب فرما کر دارین میں کامیاب و کامران کریں آمین وصلى الله على النبى الا مين.

تکبیرات التشریق کس پر واجب ہیں

اسمیں بھی حضرت امام ابو حنیفہ کا مذھب بدعت سے نفرت کرتے ہوئے نہایت محتاط ہے۔ آپکا مذھب یہ ہے کہ یہ صرف فرض نمازوں کے بعد واجب ہیں اور وہ بھی جب کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں۔

اور واجب کے بعد جو کہ وتر یا نماز عید ہے نوافل کے بعد پڑھنا واجب نہیں۔ اسی طرح منفرد غیر عاقل غلام، عورت، مسافر، دیہاتیوں اور معذورین پر جو جمعہ کے دن نماز ظہر باجماعت ادا کریں ہاں اگر یہ لوگ مقیم کے پیچھے اقتداء کریں تو پھر بالتبع ان پر بھی واجب ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جیسا کہ شیخ محمد ابراھیم الحلبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ

وله ان الجهر با لتكبير خلاف السنة والشرع ور دبه عند استجماع هذه الشرائط فيقتصر. (كبيرى شرح منية المصلى ۵۷٤).

اور امام ابو حنیفہؒ کے لئے دلیل یہ ہے کہ تکبیر پر جہر کرنا خلاف سنت ہے۔ اور شرع ان شرائط کے اجتماع کے وقت اس کا حکم دیتا ہے سو حکم اس پر بند ہوگا۔ اسی طرح یہ مسئلہ صاحب ہدایہ نے بھی ذکر کیا ہے (ھدایہ ص ۱۵۵ ج ۱)۔

صلوۃ العیدین میں تکبیرات زوائد اور مذھب احناف

اس میں بھی احنافؒ کی انتہائی احتیاط ملاحظہ کیجئے۔ احناف نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت پر عمل کیا ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کرینگے۔ اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں۔ چھ تکبیریں زوائد ہونگیں۔ اور تین تکبیریں جو ہیں ایک تکبیر افتتاح ہے اور دو رکوع کی تکبیریں ہیں۔

امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندیؒ فرماتے ہیں:

وبه اخذ اصحابنا رحمهم الله تعالى لا ن الجهر با لتكبير بدعة فلا يؤخذ الا بما اتفق عليه الصحابة رضى الله عنهم (فتاوى قاضيخان على الهندية ص ۱۸٤ ج ۱).

اور اس پر ھمارے علماء احناف رحمھم اللہ تعالی نے عمل کیا ہے کیونکہ تکبیر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

پر جہر کرنا بدعت ہے۔ سو عمل صرف اس پر کیا جائیگا جس پر حضرات صحابہ کرامؓ متفق ہیں۔ قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ علماء احناف کثر اللہ سوادھم کتنے محتاط ہیں۔ اور بدعات سے کیسے مجتنب ہیں۔ اور اپنی اصل پر ہر وقت عمل پیرا ہیں کہ۔

والاصل فی الا ذکار الا خفاء والجھر به بدعة الا ما ورد علیه الشرع فیقتصر به

آگے اور بھی عبارات ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی خفا باقی نہ رہے

ع: دام میں یار کے میں دیدہ دانستہ پھنسا
مجھ کو نادان نہ سمجھیں دل دانا والے

تکبیرات تشریق کی قضاء اور مذہب حنفی

اصول فقہ کی ابتدائی کتاب اصول الشاشی میں ہے:

ولو ترك الصلوۃ فی ایام التشریق فقضا ھا فی غیر ایام التشریق لا یکبر لانه لیس له التکبیر بالجھر شرعا. (اصول الشاشی ص۴۲، ۴۳). بحث الاداء القاصر و حکمه) اگر ایام التشریق میں نماز چھوڑ دی۔ سو اسکی غیر ایام التشریق میں قضا کی تو تکبیر نہیں کہے گا۔ کیونکہ اس کے لئے شرعاً تکبیر جہراً کہنا جائز نہیں۔ اسکی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

...... ونحن نقول الجھر با لتکبیر بدعة الا فی زمان

مخصوص. (اصول الشاشی ص۴۳)۔

اور ہم کہتے ہیں کہ جہر کرنا تکبیر پر بدعت ہے مگر مخصوص زمانے میں (ایام التشریق میں)۔

مولانا محمد اسحاق صدیقیؒ لکھتے ہیں

اسکی وجہ یہ ہے کہ بلند آواز سے تکبیر بدعت ہے مگر خاص ایام التشریق میں واجب ہے (معلم الاصول ۱۲۰، ۱۲۱)۔

صاحب فصول الحواشی لکھتے ہیں

وانا نقول الجھر با لتکبیر بدعة لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة الا فی زمان مخصوص فلا یکون له التکبیر بالجھر شرعا الا فی ھذہ الا یام. (فصول الحواشی شرح الشاشی ۱۷۳).

اور ہم کہتے ہیں کہ تکبیر پر جہر کرنا بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور چپکے چپکے مگر خاص زمانے میں (جہر کرنا بدعت نہیں جو ایام التشریق ہیں)

تین بار کہنے والا مبتدع ہے

مولانا مفتی العصر رشید احمد لدھیانوی صاحب سے سوال کیا گیا ہے کہ ......اگر کوئی شخص تکبیر تشریق تین مرتبہ کہنے کو ضروری سمجھے تو عندالشرع یہ شخص گناہ گار ہو گا یا نہیں۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تو جواب میں لکھتے ہیں

راجح یہ ہے کہ ایک بار سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔ تین بار تکبیر کو ضروری سمجھنے والا شخص گنہگار اور مبتدع ہے۔ اس پر اس بدعت سے توبہ کرنا فرض ہے (احسن الفتاوی ص ۳۴۲ ج ۴)۔

مفتی عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں

سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمایئے:

عیدگاہ میں جا کر اس طور پر تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے اسکے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں۔ اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں یہ شرعا جائز بلا کراہت ہے یا مع الکراہت؟

جواب:۔ یہ جائز نہیں اور اس میں کراہت ہے

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۱۰ ج ۵)۔

اعوذ باللہ اور اسپر جہر کرنا

احناف کثر اللہ سوادھم کا مذہب ہے کہ امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں کو آہستہ پڑھے جیساکہ محمد بن علی النیموی نے حضرت ابووائل سے روایت کو نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے (آثار السنن ۹۳)۔ اور ابن ابی شیبہ نے ۲۳ احادیث ذکر کیں ہیں (ابن شیبہ ص ۳۴۷ ..... ص ۳۴۹ ج ۱)۔

ملک العلماء امام کاسانی نے اعوذ باللہ میں اسکا سبب

یوں ذکر کیا ہے کہ:۔

ولان الاصل فی الاذکار الاخفاء لقوله تعالٰی واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخيفة فلا يترك الا للضرورة ۔(بدائع الصنائع ص ۲۰۱ ج ۱)۔

اور چونکہ قاعدہ کلیہ اذکار میں اخفاء ہے اسلئے کہ فرمان خداوندی ہے کہ اپنے پروردگار کو اپنے دل میں یاد کرو عاجزی اور ڈر کے ساتھ پس اس قانون کو نہیں چھوڑا جائیگا مگر ضرورت (جیسے تعلیم کیلئے) کی وجہ سے۔

بسم اللہ اور اس پر جہر کرنا :

اس میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۃ الفاتحہ سے ہے یا نہیں؟

علماء احناف کے نزدیک یہ سورہ فاتحہ میں سے نہیں اور اسکا حکم اخفاء ہے جہر نہیں کیونکہ یہ اذکار کے ساتھ ملحق ہے۔ ملک العلماء امام کاسائی اس پر بحث کرتے ہوئے اسی طرح لکھتے ہیں ۔

ولان التسمية متى ترددت بين ان تكون من الفاتحة و بين ان لا تكون تردد الجهر بين السنة و البدعة لانها اذا لم تكن منها التحقت بالاذكار و الجهر بالاذكار بدعة و الفعل اذا تردد بين السنة و البدعة تغلب جهة البدعة لان الامتناع عن البدعة فرض ولا فرضية فی تحصيل السنة والواجب فكان الاخفاء بها اولی ۔(بدائع الصنائع ص ۲۰۴ ج ۱)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور جہر اس لئے نہیں کہ جب بسم اللہ کے متعلق تردد ہوا کہ یہ سورۃ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں۔ تو جہر کا تردد ہوا۔ اور جب اس میں تردد ہوا کہ یہ سنت ہے یا بدعت ہے؟ اسلئے کہ جب بسم اللہ سورۃ فاتحہ سے نہیں ہوا۔ تو بسم اللہ اذکار سے ملا اور اذکار میں جہر بدعت ہے۔ اور جب فعل کا سنت اور بدعت ہونے میں تردد پیدا ہو جائے تو بدعت کی جانب کو غلبہ دیا جائیگا۔ اسلئے کہ بدعت سے اپنے آپکو بچانا فرض ہے۔ اور سنت و واجب کی تحصیل میں فرضیت نہیں ہے۔ سو بسم اللہ آہستہ کہنا اولی ہے آگے اس پر کلام کرتے ہوئے پھر لکھتے ہیں :

لان المخافتة اصل فی الا ذکار والجھر بھا بدعة فی الاصل (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۲۰٤ ج۱)

کیونکہ اصل اذکار میں اخفاء اور اس پر جہر کرنا اصل میں بدعت ہے اور اس سے پہلے ملک العلماء تکبیرات تشریق میں یوں لکھتے ہیں :

و بہ تبین ان الاحیاط فی الترك لا فی الاتیان . لا ن ترك السنة اولی من اتیان البدعة (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۱۹٦ ج۱)

اور اس سے ظاہر ہوا کہ احتیاط ترک جہر میں ہے اور اس (جھر) پر عمل کرنے میں نہیں کیونکہ سنت چھوڑنا بدعت کرنے سے بہتر ہے -

بدعت سے ڈرانے کے لیے صرف ایک حوالہ

مولینا محمد منظور علی لکھتے ہیں :-

ثم اعلم ان فعل البدعة اشد ضر امن ترك السنة بدلیل ان الفقھاء قالوا اذا تردد فی شئی بین کو نه سنة او بدعة فترکه لازم .(طریقه محمدیه ص ۳٤) پھر سمجھ لو کہ بے شک بدعت کرنا سنت چھوڑنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ جب ایک چیز کے بارے میں تردد واقع ہوا کہ یہ سنت ہے یا بدعت ہے سو اسکو چھوڑ دینا لازمی ہے ۔

قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں

قاضی صاحب نے بھی امام کاسائیؒ سے عبارت نقل کر کے فرمایا ہے :

و لان التسمیه متی ترددت بین ان تکون من الفاتحة و بین ان لا تکون تردد الجھر بین السنة والبدعة لا نھا اذا لم تکن منھا التحقت بالاذکار و الجھر بالاذکار بدعة و الفعل اذا تردد بین السنة و البدعة تغلب جھة البدعة لان الامتناع عن البدعة فرض و لا فرضیة فی تحصیل السنة او الواجب فکان الاخفاء بھا اولی .(التعلیق الفصیح ص ۱۰٦ ج۱) ۔ ترجمہ گزر چکا ہے میرے نزدیک قاضی شمس الدین رحمہ اللہ کا بڑا شان ہے اسلئے بطور استلذاذ آپکا حوالہ پیش کیا گیا۔

دعاء قنوت اور جھر

اس میں اختلاف ہے کہ امام دعاء قنوت آہستہ پڑھے گا یا جھرا علماء احناف

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

میں سے بعض نے جھر کو تعلیم کے لئے اختیار کیا ہے۔ اسلئے کہ مقتدی دعاء قنوت سیکھیں اور پھر اخفاء کرے گا۔ لیکن جھر کرنے کے لئے یہ علت قوی نہیں اسلئے کہ نماز محل تعلیم نہیں اسلئے محققین احناف صاحب ہدایہ وغیرہ نے اخفاء اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ذکر اور دعاء ہے۔ اور اصل اس میں اخفاء ہے۔ چنانچہ شیخ ابراھیم الحلبی ؒ نے اسی طرح فرمایا ہے :۔

و لانہ ذکر و دعاء و المختار فیھما الاخفاء کما فی الثناء و التأمین و سائر الادعیۃ و الاذکار قال تعالی ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ وقال تعالی و اذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ و دون الجھر من القول و قال علیہ الصلوۃ و السلام خیر الذکر الخفی (کبیری ص ۴۲۳).

اور اس لئے کہ یہ ذکر اور دعاء ہے۔ اور ان دونوں میں اخفاء مختار ہے جیساکہ سبحانک اللھم، آمین اور دیگر ادعیہ اور اذکار ہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو (دعاء مانگو) اور آپکا فرمان ہے کہ اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔

صاحب ہدایہ اور دعاء قنوت

لکھتے ہیں : و المختار فی القنوت الاخفاء لانہ دعاء (ھدایہ اولین ص ۱۲۵) دعاء قنوت میں اخفاء مختار ہے کیونکہ یہ دعاء ہے۔

علامہ ابن نجیم ؒ لکھتے ہیں

و نص فی الھدایۃ علی ان المختار المخافتۃ و فی المحیط علی انہ الاصح و فی البدائع و اختار مشائخنا بما وراء النھر الاخفاء فی القنوت فی حق الامام و القوم جمیعا لقولہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ و قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم خیر الدعاء الخفی و ھو مروی فی صحیح ابن حبان (بحر الرائق ص ۴۳ ج ۲)۔

صاحب ہدایہ نے تصریح کی ہے کہ آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ اور محیط میں ہے کہ یہ اصح قول ہے۔ اور بدائع الصنائع میں ہے کہ ہمارے ماوراء النھر کے مشائخ نے دعائے قنوت میں امام اور قوم سب کے لئے اخفاء اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ دعاء مانگو اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ بہترین دعاء وہ ہے جو آہستہ ہو۔ اور یہ روایت صحیح ابن حبان میں ہے۔

اسی طرح یہی تحقیق درج ذیل کتابوں اور صفحات میں خود دیکھ لیں (فتاوی عالمگیری ص ۱۱۱ ج ۱ فتاوی قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص ۵ ۴ ۲ ج ۱ الکفایہ اور فتح القدیر ص ۳۸۲ ج ۱ بدائع الصنائع ص ۲۷۴ ج ۱)۔

نماز جنازہ اور ذکر بالجھر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بعض علاقوں میں یہ طریقہ ہے کہ جب جنازہ اٹھاکر مقبرے کی طرف لے جاتے ہیں تو جنازے کے ساتھ باآواز بلند ذکر بھی کرتے ہیں اسکو بھی علماء کرام خصوصاً احناف کثراللہ سوادھم مکروہ اور بدعت سمجھتے ہیں جیسا کہ حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی" یوں لکھتے ہیں :۔

و یکرہ رفع الصوت بالذکر (نور الایضاح ص ۱۳۰)

اور (جنازے کے ساتھ) ذکر پر آواز بلند کرنا مکروہ ہے ۔ اور یہ شرنبلالی حنفیؒ نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں ۔

و یکرہ رفع الصوت . قیل یکرہ تحریما کما فی القهستانی عن القنیة و فی الشرح عن الظهیریة فان اراد ان یذکر الله تعالی ففی نفسه ای سرا بحیث یسمع نفسه . و فی السراج و یستحب لمن تبع الجنازة ان یکون مشغولا بذکر الله تعالی و التفکر فیما یلقاه المیت وان هذا عاقبة اهل الدنیا و لیحذر عما لا فائدة فیه من الکلام فان هذاوقت ذکر وموعظة فتقبح فیه الغفلةفان لم یذکر الله تعالی فلیلزم الصمت و لا یر فع صوته بالقرائة و لا بالذکر و لا یغتر بکثرة من یفعل ذلك

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۳۳۲)۔

اور آوازبلند کرنا مکروہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ آوازبلند کرنا مکروہ تحریمی ہے جیساکہ قہستانی میں قنیہ سے نقل ہے اور شرح میں ظہیریہ سے نقل

ہے۔ سو اگر اللہ تعالی کے ذکر کرنے کا ارادہ کیا سو اپنے نفس میں اللہ کا ذکر کریں یعنی آہستہ ذکر کریں اسی طرح کہ اپنے نفس کو سنادیں اور سراج میں ہے کہ جو جنازے کے پیچھے جاتے ہیں انکے لئے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول ہوں اور اس فکر میں مشغول ہوں جسکے ساتھ میت کو ملنا ہے (کہ اب اسکو خاک میں دفن کرنا ہے اس پر مٹی ڈالنا ہے۔ اب اس سے اقرباواحباب اور مال سب واپس ہونگے صرف اسکے ساتھ عمل رہے گا ۔ سوال وجواب ہوگا وغیرہ) اور یہ دنیا والوں کی عاقبت ہے اور بے فائدہ کلام میں مشغول ہونے سے ڈریں۔ کیونکہ یہ وقت ذکر اور نصیحت کا ہے۔ سو اس میں غفلت کرنا قبیح ہے سو اگر اللہ تعالی کا ذکر اذکار نہیں کرتے سو اپنے آپ پر چپ رہنا لازم کریں۔ اور اپنی آواز کو قراءت اور ذکر پر بلند نہ کریں اور جو لوگ اس موقع میں ذکر اور قرأت قرآن پر اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں۔ انکی کثرت پر دھوکہ نہ ہو جائیں ۔

قارئین کرام! اس عبارت اور معنی کو بار بار پڑھیئے تو آپکو انشاء اللہ ضرور مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہو جائیں گی ۔ کہ اس موقع پر بلند آواز سے ذکر مکروہ تحریمی ہے اور احناف اس موقع پر بھی ذکر خفی کی ترغیب دیتے ہیں اور صاف بتاتے ہیں کہ فان هذا وقت ذکر و موعظة لیکن ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ و لا یر فع صوته بالقراه

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

و لا مالد کر ذاکرین زمانہ کو خدا کا واسطے دیکر کہتا ہوں کہ خدا کے لئے بدعی طریقے سے ذکر اذکار سے اجتناب کریں اور اپنی آخرت کو برباد کرنے سے بچائیں اور ہمیشہ کیلئے ذکر اذکار میں ہمہ اوقات مشغول رہیں۔

اللھم اجعلنا من الذاکرین اللہ کثیر او الذاکرات آمین و صلی اللہ علی النبی الامی الامین ۔

ابراھیم الحلبیؒ لکھتے ہیں

یکرہ رفع الصوت فیھا بالذکر و قرأۃ القرآن : (کبیریؒ شرح المصلی ص ۵۹۴)

جنازے کے ساتھ ذکر اور قرآن کریم پڑھنے پر آواز بلند کرنا مکروہ ہے

لکھتے ہیں:

ومن اراد الذکرا والقراء ۃ ولیذکر و لیقرأ فی نفسہ (کبیری ص ۵)

جو ذکر اور قرأت قران کریم کا ارادہ رکھتے ہوں تو ذکر اور قرأت اپنی دل میں کریں۔ یعنی آہستہ کریں بلند آواز سے نہ کریں۔

العصر رشید احمد لدھیانوی صاحب فرماتے ہیں:

سوال وجواب دونوں ملاخطہ کریں جنازہ کے ساتھ جہرا کلمہ پڑھنا:

سوال:۔ یہاں دستور ہے میت کا جنازہ جب لے جاتے ہیں۔ تو ساتھ ساتھ بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا شرع میں اس کی کوئی اصل ہے؟ بینوا توجروا

الجواب ومنه الصدق والصواب

جنازہ کے ساتھ جہرا کلمہ پڑھنا بدعت ہے ....(احسن الفتاوی ص ۲۴۸،۳۴۷ ج ۱)

شیخ احمد رومیؒ لکھتے ہیں

شیخ احمد رومیؒ بدعت سیئہ اور حسنہ کی حقیقت پر کلام کرتے ہوئے اور ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

.....اس لئے کہ اگر عبادت ہونا ہر بدعت کو حسنہ بنادیا کرے تو پھر عبادت میں بدعت مکروہ نہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ عبادات میں بھی بدعت مکروہ موجود ہے۔ جیسا کہ علماء نے اپنی تصانیف میں تصریح کی ہے۔ مثلا نماز رغائب اور اسکی جماعت اور اثناء خطبہ میں علیہ ﷺ اور رضی اللہ اور آمین کہنا۔ اور خطبہ اور اذان اور تلاوت قران میں گا کر پڑھنا اور جنازہ اور دولہن کے آگے۔ (جیسا کہ ہمارے زمانے میں پیر صاحب کو جب روپیوں کی ضرورت پڑجاتی ہے اور اسکے مریدوں کو کھانا کھانے سے سیر سیر ہو کر لطف اندوز ہونا پیش آجاتا ہے۔ تو لوگوں کو کہتے ہیں کہ شریعت بلایا آیا ہے۔ اور دولہن کو لے جاتے وقت عبدالمقدس) راستہ میں پکار کے ساتھ ذکر کرنا علاوہ اُس کے اور بری بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ باتیں بدعت سیئہ مکروہ نہیں ہیں ۔

(مجالس الابرار ص ۱۶۵ مترجم)

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جو لوگ بدعت حسنہ کے حیلے حوالے ڈھونڈتے ہیں وہ بدعات میں شیطان نے مبتلا کیے ہیں وہ یہی عبارت بار بار پڑھکر اپنی نفس کی اصلاح کریں اور بدعات سے توبہ تائب ہو جائیں ورنہ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته اللہ تعالی بدعتی کا کوئی عمل بدعت چھوڑے بغیر قبول کرنے سے انکار کرتا ہے ۔

امام شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

صاحب کتاب الاعتصام بدعات کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کما انہ سئل عن الذکر الجھری امام الجنازة فاجاب بان السنة اتباع الجنائز الصمت والتفکر والاعتبار وان ذلك فعل السلف واتباعھم سنة ومخالفتھم بدعة وقد قال مالك لن یاتی آخر ھذہ الامة باھدی مما کان علیه اولھا .(الاعتصام ص ۲۷٤ ج۱).

جیسا کہ اس (ابو الحسن القرافی) سے جنازے کے آگے ذکر بالجھر کے بارے میں سوال کیا گیا سو آپ نے جواب دیا کہ سنت جنازے کے پیچھے خاموشی، فکر مندی اور عبرت لینا ہے۔ اور یہ سلف صالحین کا طریقہ تھا۔ اور انکا اتباع سنت ہے۔ اور انکی مخالفت بدعت ہے۔ اور امام مدینہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ ہرگز اس امت کے آخری لوگ ھدایت میں اس امت کے اولین سے زیادہ ھدایت یافتہ نہیں ہو سکتے۔

محمد احمد العدویؒ لکھتے ہیں

رفع الصوت بالذکر والقرآن امام الجنازہ فان الذکر باعتبار ذاته مشروع وکذاالقرآن باعتبار ذاته مشروع وباعتبار ماعرض له من رفع الصوت غیر مشروع .(اصول فی البدع والسنن ص ۲۷) بدعت اضافیہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ساتویں مثال۔ جنازے کیساتھ قرآن کریم پڑھنا اور ذکر کرنا بلند آواز کیساتھ۔ سو ذکر اپنی ذات کی اعتبار سے مشروع ہے۔ اور اس پر جو زیادت بلند آواز کے ساتھ کی گئی ہے اس اعتبار سے غیر مشروع ہے :

قارئین کرام! علماء امت کو اللہ تعالی اجر جزیل سے سرفراز کرے کیسے سنن اور بدعات کی تمیز کر کے الگ الگ کرتے ہیں لیکن بعد میں نااہل فخلف من بعدھم خلف نے آکر جان بوجھ کر تلبیس الحق بالباطل سے کام لیا۔ فقاتلھمُ اللہ ای علم افسدوا ۔ اس مسئلے پر اور زیادہ تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں خود دیکھ لیں۔

(قاضیخان علی الھندیة ص ۱۹۰ ج۱. الفتاوی الھندیة ص۱٦۲ ج۱ الدر المختار ص٦٥۸ ج۱ . کفایت المفتی ص ۳۳ ج٤ . نزل الابرار ص ۱۸٥ ج۱ روح المعانی ص ۱٦۲ ج ۱٦ البزازیه علی الھندیه ص ۸۰ ج ٤ فتاوی دارالعلوم دیو بند ص ۲۷۲ - ۲۷٦ ج ٥ . بھشتی زیور ص ۸٤۳ . نور الفتاح ص ۲٦۸ .البحر الرائق ص ۱۹۲ ج۲ . بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۳۱۰ ج۱ .فتح القدیر ص ۹۷ ج۲. عقد اللآلی والدرر ص۲۲۲ مرقات ص ٥۷ ج٤ الاذکار للنووی ص ۱٤٥ . مدخل ص۲٦۳ ج۲ اختلاف امت

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ص ۵۹، رد المحتار ص ۶۵۸ ج ۱)۔

درود شریف میں اخفاء مستحب ہے اور جہر ناجائز اور بدعت ہے

درود شریف پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا۔ (مسلم ص ۶۶۱، ۱۷۵ ج ۱ ریاض الصالحین ص ۵۲۹ ۔ ابو داود ص ۲۲۱ ج ۱ ترمذی ص ۱۱۰ ج ۱ نسائی ص ۱۱۰ ج ۱)۔

جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرمائے گا امام بوصیریؒ نے اتحاف الخیرۃ المھرۃ میں تقریباً ۲۴ احادیث فضائل درود میں ذکر کیں ہیں۔ (اتحاف الخیرۃ المھرۃ ص ۴۷۴ ..... ص ۴۸۴ ج ۸)

لیکن درود شریف پر جہر کرنا یعنی آواز بلند کرنا بدعت ہے اور مستحب یہ ہے کہ آہستہ آواز سے درود شریف پڑھی جائے

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب لکھتے ہیں

شیخ الحدیث صاحب فضائل درود میں در مختار سے نقل کرتے ہیں کہ در مختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور بلند آواز کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں قابل ترک ہے (فضائل درود ص ۸۸)۔

جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں

وتکلفھم رفع الصوت فی الصلاۃ علی النبی ﷺ وذلک جہل فان الصلاۃ علی النبی ﷺ انما ھو دعاء لہ والا دعیۃ جمیعھا السنۃ فیھا الا سرار دون الجھر وحیث لیسن الجھر فھو لمصلحۃ کدعاء القنوت (الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع ص ۲۴۸، ۲۴۹) اور نبی ﷺ پر درود بھیجتے وقت انکی آواز بلند کرنے کی تکلف بدعت ہے۔ اور یہ جہل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا آپ کے لئے دعاء ہے۔ اور تمام دعاؤں میں اخفاء سنت ہے جہر سنت نہیں۔ اور جہاں جہر سنت ہے سو وہ مصلحت کے لئے ہے جیسا کہ دعاء قنوت تاکہ مقتدیوں کو یاد ہو جائے اور جب یاد ہو گئی پھر اس پر بھی جہر کرنا جائز نہیں تفصیل انشاء اللہ العزیز بعد میں آئیگی۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

سوال وجواب دونوں ملاخطہ فرمائیے۔

مسئلہ: فی الصلاۃ علی النبی ﷺ الافضل فیھا سرا ام جھرا وھل روی/النبی صلی اللہ انہ قال ازعجوا اعضاءکم بالصلاۃ علی ام لا والحدیث الذی عن عباس انہ امرھم بالجھر لیسمع من لم یسمع افتونا ماجورین

الجواب ۔ اما الحديث المذكور فهو كذب موضوع باتفاق اهل العلم و كذلك الحديث الاخر و كذلك سائر ما يروى فى رفع الصوت بالصلاة عليه مثل الا حاديث التى يرويها الباعة لتنفيق السلع او يرويها السؤال من قصاص و غيرهم لجمع الناس و جبايتهم ونحو ذلك والصلاة عليه هى دعاء من الادعية كما علم النبى ﷺ امته حين قالو ا قد علمنا السلام عليك فكيف الصلاة عليك فقال قولو ا اللهم صل على محمد و على آل محمد كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم انك حميد مجيد و بارك على محمد و على آل محمد كما باركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد . اخر جاه فى الصحيحين والسنة فى الدعاء كله المخافتة الا ان يكون هنالك سبب يشر ع له الجهر قال تعالى ادعوا ربكم تضر عا و خفية آنه لا يحب المعتدين وقال تعالى عن زكريا اذ نادىٰ ربه نداء خفيا بل السنة فى الذكر كله ذلك كما قال تعالى واذكر ربك فى نفسك تضرعاً وخيفة ودون الجهر من القول بالغدو والآصال . وفى الصحيحين ان اصحاب الرسول ﷺ كا نوا معه فى سفر فجعلو ا يرفعون اصواتهم فقال النبى ﷺ ايها الناس ار بعو ا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائبا وانما تدعون

سميعا قريبا ان الذى تد عونه اقرب الى احدكم من عنق راحلته وهذا الذى ذكر ناه فى الصلاة عليه والدعاء مما اتفق عليه العلماء فكلهم يامرون العبد اذا دعا ان يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم كما يدعو لا ير فع صوته بالصلاة عليه اكثر من الدعاء سواء كان فى صلاة كالصلا ة التا مة وصلا ةالجنازه او كان خارج الصلاة حتى عقيب التلبيه فانه يرفع صوته بالتلبية ثم عقيب ذلك يصلى على النبى ﷺ ويدعو سرا و كذلك بين تكبيرات العيد اذا ذكر الله و صلى على النبى ﷺ فانه وان جهر بالتكبير لا يجهر بذلك و كذلك لو اقتصر على الصلاة عليه ﷺ خارج الصلاة مثل ان يذكر فيصلى عليه فانه لم يستحب احد من اهل العلم رفع الصوت بذلك . فقائل ذلك مخطئ مخالف لما عليه علماء المسلمين واما رفع الصوت بالصلاة او الرضى الذى يفعله بعض المو ذين قدام بعض الخطباء فى الجمع فهذا مكر وه او محرم با تفاق الا مة لكن منهم من يقول يصلى عليه سرا ومنهم من يقول يسكت والله اعلم

(الفتاوى الكبرىٰ ص ۱٦٦٬ ١٦٧ ج ١)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بارے میں مسئلہ کہ آہستہ افضل ہے یا بلند آواز سے۔ اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ درود شریف کہنے میں اپنی اعضاء کو حرکت دو یا نہیں؟ ہمیں فتوی دیں اللہ آپکو اجر دیں؟

<u>جواب</u> ۔ ہر چہ حدیث مذکور ہے سو اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ جھوٹی موضوعی حدیث ہے اور اسی طرح یہ دوسری حدیث (حضرت ابن عباسؓ) ہے اور اسی طرح اور ساری احادیث (جھوٹی اور موضوع) ہیں جو درود شریف پر آواز بلند کرنے کے بارے میں روایت کی جاتی ہیں ۔ جیسا کہ وہ احادیث ہیں جو سوداگر لوگ سامان کو رائج کرنے کے لیے روایت کرتے ہیں یا وہ احادیث جن میں سوال کرنے والے قصہ گو وغیرہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اور ان کی عطیات کی وصولی کے لئے روایت کرتے ہیں۔ اور رسول ﷺ پر درود بھیجنا دعاؤں میں سے ایک دعا ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے اپنی امت کو سکھلایا جب انھوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو سلام کرنا سیکھا ہے سو آپ پر درود شریف کیسے بھیجیں؟ فرمایا کہ کہو' اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انك حمید مجید و بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم انك حمید مجید .

یہ محققین نے ذکر کیا ہے اور ہر دعاء میں آواز آہستہ کرنا سنت ہے۔ ہاں

مگر جب وہاں کوئی جہر کی سبب ہو (جیسا تعلیم تعلم) تو اسکے لئے جہر کرنا شروع ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ پکارو بے شک وہ (اعتداء)۔ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالی نے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب اس نے اپنے رب کو پکارا چھپی آواز سے پکارنا بلکہ ہر ذکر میں (مستثنیات کے علاوہ) یہی سنت ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور اللہ تعالی کو اپنی نفس میں یاد کرو عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے۔ اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو صبح و شام۔ اور بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول ﷺ کے صحابہ کرام آپکے ساتھ ایک سفر میں تھے سو انھوں نے اپنی آوازوں کو (ذکر اذکار پر) بلند کیا۔

سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر نرمی کریں کیونکہ آپ تو کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلکہ آپ تو سننے والے اور نزدیک کو پکارتے ہیں۔ بے شک وہی ذات جسے آپ پکارتے ہیں وہ آپ میں سے ہر ایک کو اسکی سواری کے گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے ۔ اور یہ جو ہم نے درود و دعاء کے بارے میں ذکر کیا یہ علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے سو یہ سارے علماء بندہ کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ دعاء مانگتا ہے تو رسول اللہ ﷺ پر دعاء کی طرح درود شریف بھی پڑھ لے اور اپنی آواز کو آپ پر درود بھیجتے وقت دعاء سے زیادہ بلند نہ کرے ۔ ایک ہی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بات ہے چاہے یہ درود نماز میں ہو جیساکہ عام نماز اور نماز جنازہ میں ہے یا یہ درود نماز سے باہر ہو حتی کہ تلبیہ کے بعد (بھی یہی حکم ہے) سو یہ تلبیہ پر آواز بلند کرے گا پھر اسکے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے گا اور دعا آہستہ مانگے گا۔ اسی طرح کا حکم تکبیرات عید میں بھی ہے کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتا ہے سو اس نے اگرچہ تکبیر پر آواز بلند کی تھی مگر اس (درود شریف) پر جہر نہیں کرے گا۔ اور اسی طرح اگر نماز سے باہر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے میں اختصار کیا مثلاً یہ کہ آپکا ذکر کیا گیا۔ سو وہ اسپر درود بھیجتا ہے تو اہل علم میں سے کسی نے بھی اس پر آواز بلند کرنا مستحب نہیں بتایا سو اسکا قائل غلطی پر ہے علماء مسلمین کا مخالف ہے اور یہ جو آواز بلند کرنا ہے صلی اللہ علیہ وسلم پر یا رضی اللہ عنہ پر جیساکہ بعض مؤذنین بعض خطیبوں کے سامنے جمعوں میں کرتے ہیں سو یہ باتفاق امت مکروہ یا حرام ہے۔ لیکن علماء میں سے بعض کہتے ہیں کہ درود شریف آہستہ پڑھ لے اور بعض کہتے ہیں کہ خاموش بیٹھا رہے ' واللہ اعلم .

قارئین کرام! شیخ الاسلامؒ نے تو بہترین تحقیق کی کہ درود شریف کے تمام مواضع پر بحث کیا کہ سبب شرعی جیسی تعلیم تعلم کے علاوہ ہر جگہ آہستہ پڑھنا چاہیئے یہاں تک کہ تلبیہ میں بھی درود شریف کو آہستہ پڑھنا ہوگا بلکہ یہ درود شریف تو دیگر دعاؤں کی طرح دعاء ہے

اور دعاء میں تو قانون یہ ہے کہ آہستہ آواز سے ہو جیساکہ فرمان جلی ہے

" ادعوا ربکم تضرعا و خفية انه لا يحب المعتدين "

اور درود شریف جہر ایں جو احادیث وارد ہیں ان پر کلام ہے کہ یہ جھوٹی اور موضوعی ہیں فجزاه الله خير الجزاء فى الاولى و الاخرة

فتاوی عالمگیریہ میں ہے

کہ آدمی تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھے گا لکھتے ہیں کہ :

ثم اذالبى صلى على المعلم للخيرات و دعا بما شاء الا انه يخفض صوته اذا صلى عليه كذا فى فتح القدير -

(الفتاوى الهندية ص ۲۲۳ ج ۱) -

پھر جب تلبیہ پڑھ لیا تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر کہ تمام احکام دینیہ کا معلم ہے درود شریف پڑھیگا اور جو دعا چاہے مانگے - لیکن جب آپؐ پر درود بھیجے تو آواز کو آہستہ کرے اسی طرح فتح القدیر میں ہے -

ردالمحتار میں لکھتے ہیں

تتمہ فى اللباب و شرحه و يستحب ان يرفع صوته بالتلبية ثم يخفضه و يصلى على النبى ﷺ ثم يدعو بما شاء

(رد المحتار ص ۱۷۳ ج ۲)۔

لباب اور اسکی شرح میں ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تلبیہ پر اپنی آواز بلند کریں پھر اسکو آہستہ کریں اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

لیں اور پھر جو بھی دعا پسند ہو مانگیں -

مولانا محمد حسن شاہ مہاجر مکیؒ لکھتے ہیں

و اذالبی یستحب ان یخفض صوتہ و یصلی علی النبی ﷺ و یدعو بما شاء . (غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک ص۳۸)

اور جب تلبیہ پڑھ لیا تو مستحب یہ ہے کہ آواز آہستہ کریں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھ لیں اور جو بھی دعا چاہیں مانگیں۔

علامہ ابن الھمامؒ لکھتے ہیں

ثم اذا لبی صلی علی النبی المعلم للخیرات ﷺ و دعا بما شاء روی عن القاسم بن محمد انه قال یستحب للرجل الصلوة علی النبی ﷺ بعد التلبیه (رواہ ابو داود والدار قطنی).

ویستحب فی التلبیه کلها رفع الصوت من غیر ان یبلغ الجھد فی ذلك کی لا یضعف والصلاۃ علی النبی ﷺ بعدھا الا انه یخفض صوته اذا صلی علیه ﷺ (الفتح القدیر ص ۳۴۵ ج۲).

پھر جب تلبیہ پڑھ لیا تو معلم الخیرات ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں اور جو دعاء چاہیں مانگیں۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے۔ اس نے کہا ہے آدمی کیلئے تلبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ اس روایت کو ابو داود اور دار قطنی نے نقل کیا ہے۔ اور سارے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ لیکن آواز بلند کرنے میں زیادہ کوشش نہ کریں

اسلئے کہ ضعیف نہ ہو جائے۔ اور اسکے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجے لیکن یہ جب درود شریف رسول اللہ ﷺ پر بھیجیں تو آواز کو آہستہ کریں۔

مساجد میں باجتماع درود شریف اور علماء کرام

مفتی مولانا محمد شفیعؒ سے اسکے بارے میں استفتاء طلب کیا گیا ہے تو انھوں نے یوں جواب ارقام کیا ہے :-

.... اسی طرح آنحضرت ﷺ پر درود و سلام افضل عبادات وموجب برکات اور سعادت دُنیاو آخرت ہے مگر دوسری سب عبادات کی طرح اسکے بھی آداب وشرائط ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے سے ثواب کے بجائے گناہ لازم آتا ہے :

(الف) جس ہیت سے مساجد میں بطرز ندکور اجتماع اور التزام کے ساتھ درود و سلام کے نام پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے۔ اسکو درود و سلام کی نمائش تو کہا جاسکتا ہے۔ درود و سلام کہنا اسکو صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے

(ا) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسجد پوری مسلمان قوم کی مشترک عبادت گاہ ہے۔ اُس میں کسی فرد یا جماعت کو فرائض وواجبات کے علاوہ کسی ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی جو دوسرے لوگوں کی انفرادی عبادت نماز، تسبیح، درود، تلاوت قرآن وغیرہ میں خلل انداز ہو۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اگرچہ وہ عمل سب کے نزدیک بالکل جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں باآواز بلند قرآن کریم یا ذکر جہری جس سے دوسرے لوگوں کی نماز یا تسبیح و تلاوت میں خلل آتا ہو ناجائز ہے (شامی خلاصہ الفتاوی وغیرہ)

ظاہر ہے کہ جب قرآن اور ذکر اللہ کو باآواز بلند مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں تو درود و سلام کے لیے کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔

(۲) کسی نماز کے بعد اجتماع و التزام کے ساتھ بلند آواز سے درود و سلام پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ و تابعین سے اور اسی طرح ائمہ مجتہدین اور علماء سلف میں بھی کسی سے ثابت نہیں۔ اگر یہ عمل اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مستحسن ہوتا تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اسکو پوری پابندی کے ساتھ کرتے۔ حالانکہ انکی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود و سلام کے لئے اجتماع اور التزام کو یہ حضرات بدعت و ناجائز سمجھتے تھے۔ جس کے متعلق رسول کریم ﷺ کا ارشاد صحیح بخاری و مسلم میں بروایت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد

یعنی جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اسمیں داخل نہ تھی تو وہ مردود ہے۔ اور صحیح مسلم میں بروایت جابر وارد ہے۔ وشر الامور

محدثاتها و کل بدعة ضلالة .

یعنی بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کی جائیں اور ہر نو ایجاد عبادت گمراہی ہے۔ عبادت کے نام پر دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ تعلیمات رسول ؐ کو ناقص قرار دینے کے مرادف ہے اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریف دین کا راستہ ہے۔ اسی لئے حضرات صحابہ و تابعین نے اس معاملہ میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ نے فرمایا :

کل عبادة لم یتعبد ھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلا تتعبدو ھا (الی) وخذ وا بطریق من کان قبلکم

یعنی جس طرح عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اسکو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسلاف صحابہ کا طریق اختیار کرو۔ (کتاب الاعتصام ص ۱۱۳ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا :

اتبعوا آثار نا ولا تبتدعوا فقد کفیتم۔

یعنی تم لوگ ہمارے صحابہ کرام کے آثار کا اتباع کرو اور نئی نئی عبادتیں نہ گھڑو کیونکہ تم سے پہلے عبادت کا یقین ہو چکا ہے۔

(تنبیہ) یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب کام انفرادی درود و سلام کے بارے میں نہیں کیونکہ انفرادی طور ہر درود کی کثرت کے فضائل حدیث و قرآن میں مذکور ہیں اور صحابہ و تابعین کا معمول ہے۔ اُس کیلئے کوئی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وقت مقرر ہے نہ تعداد۔ جتنا کسی سے ہو سکے اختیار کرے اور سعادت دارین حاصل کرے۔ کلام صرف اسکی مروجہ اجتماعی صورت میں ہے............

(جواہر الفقہ ص ۲۱۲ ..... ۲۱٤ سنت وبدعت ۵۱..... ۵٤)

مولانا محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں

[illegible] یہ میں فتاوی قاضی خان کے حوالے سے نقل کیا ہے :۔

رفع الصوت بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انه سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یهللون ویصلون علیه علیه الصلوة والسلام جهرا فراح الیهم فقال ما عهد نا ذلك علی عهده علیه السلام ولا ارا کم الا مبتد عین فما زال یذکر ذلك حتی اخر جهم من المسجد (بزازیہ بر حاشیة فتاوی عالمگیری ص ۳۷۸ ج ٦)۔

بلند آواز سے ذکر حرام ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بسند صحیح منقول ہے کہ آپ نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کر رہے ہیں۔ آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ہم نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہ چیز نہیں دیکھی۔ میرا خیال ہے کہ تم بدعت کر رہے ہو ۔ آپ بار بار یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ انھیں مسجد سے نکال دیا (بزازیہ حاشیہ فتاوی عالمگیری ص ۳۷۸ ج ٦)

اس سے معلوم ہوا ہو گا آج کل مسجدوں میں زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے

اور گا گا کر درود و سلام پڑھنے کا جو بعض لوگوں نے رواج نکالا ہے یہ بدعت ہے اور اس سے مساجد کو پاک کرنا لازم ہے (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۱٤، ۱۱۵)۔

مشہور غیر مقلد عبدالستار صاحب لکھتے ہیں

سوال (۵۵) کچھ لوگ مساجد کے اندر بعد جمعہ یا پانچ وقتہ نمازوں کے بعد مروجہ محفل میلاد کی طرح سلام گا گا کر اس طرح بلند آواز سے پڑھتے ہیں کہ جس سے نمازیوں یا تلاوت کرنے والوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے یہ نیا طریقہ ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب (۵۵) صورت مسئولہ میں واضح باد- کہ شرعا بہیئت مذکورہ بالا در سوال درود و سلام پڑھنا عہد نبوی سے ثابت ہے نہ عہد صحابہ و تابعین وغیرھم سے۔ صحیحین میں بروایت عائشہؓ مروی ہے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهور د. یعنی جو کام ہمارے اس دین میں نیا نکالا جائے کار ثواب سمجھ کر ایجاد کیا جائے جسکا ثبوت قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ مردود و نا قابل قبول ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة نیز فرمایا ما اتا کم الرسول فخدوه وما نها کم عنه فانتهوا . .

بس درود و سلام اسی طریقہ پر مقبول و معتبر ہے جو نبی علیہ السلام و صحابہ کرام سے ثابت ہو۔ (فتاوی ستاریہ ص ۸٦ ج ٤)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جمعہ کے دن وعظ اور بالجہر درود شریف

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب ایک طویل سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں :...... اور وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنے میں بھی دراصل کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن امام اور سامعین کا علی الدوام بالجہر درود شریف پڑھنا اور اسکا التزام کرنا قواعد شرعیہ کی رو سے مکروہ اور بدعت ہے اسلئے کہ امر غیر لازم کو لازم کر لینا یا اس کے ساتھ معاملہ لازم کا سا کرنا جس سے دیکھنے والوں اور سننے والوں کو اس وقت خاص میں اس کا التزام ضروری معلوم ہو جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارا لعلوم دیو بند مکمل و مدلل ص ۶۸ ج ۵) اور اس سے پہلے صفحہ ۶۶ ج ۵ پر بھی اسی طرح بحث ہے اور اس سے پہلے تکبیر و اقامت کے وقت جہر اور درود شریف پڑھنے کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں۔

تکبیر کے وقت درود جہر سے پڑھنا ثابت نہیں

سوال........

الجواب : شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الا قامة . یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے ۔ لیکن جہر کی قید اس میں نہیں ہے۔ اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ درود شریف آہستہ

پڑھے۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ص ۳۶ ج ۵)

اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنا

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب سے اسکے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ سوال وجواب دونوں ملاخطہ کیجئے :

سوال : بعد از نماز جمعہ اجتماعی طور پر کچھ لوگ بیٹھ کر کسی درخت کے پتوں پر ہر جمعہ آہستہ آواز سے درود شریف پڑھیں تو جائز ہو گا یا نہیں ؟

الجواب : باسم ملهم الصواب .

کبھی کبھی بلا اہتمام ایسا کرنا اگرچہ جائز ہے مگر آئندہ چل کر ایسی چیزیں بدعت کی حد تک پہنچ جاتی ہیں ان کا اہتمام اور التزام ہونے لگتا ہے اور طرح طرح کی قیود کا اضافہ ہونے لگتا ہے۔ جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ شریعت پر زیادتی ہے جس کا کسی کو حق نہیں اسلئے ایسے امور سے اجتناب ضروری ہے۔ اپنے طور پر ہر شخص جتنا چاہے درود شریف پڑھے باعث برکت ہے فقط واللہ تعالی اعلم (احسن الفتاوی ۳۸۰ ج ۱)۔

اس میں اگرچہ جہر کا ذکر نہیں لیکن جب نفس اجتماع اہتمام والتزام کی وجہ سے یہ بدعت ہے تو پھر جب اس کے ساتھ جہر اور بلند آواز بھی مل جائے پھر تو یہ بدرجہ اولی بدعت ہو گی۔

قارئین کرام! معاملہ نے طول پکڑ لیا کب تک عبارات نقل کرتا رہوں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

گا۔ مندرجہ ذیل کتابیں اور صفحات خود دیکھ لیں۔

(مدخل لابن الحاج ص ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ج ۲۔ نزل الابرار ص ۶۰ ج ۱ صدیق حسن خان۔ احسن الفتاوی ص ۳۶۹، ۳۷۰ ج ۱۔ نمار مسعود کلاں ص ۲۶۰، مرقات شرح مشکوۃ ص ۱۶۱ ج ۲۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۰۴، للسیوطیؒ الابداع فی مضار الابتداع ص ۵۹، مجالس الابرار ص ۳۵۲، شیخ احمد رومیؒ وفتاوی ثنائیہ ص ۳۵۸ ج ۱، کفایة المفتی ص ۱۵۹، ۲۲۸ ج ۳، غلط مسئلے مولانا اشرف تھانوی ص ۱۴)۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا اور مطالعہ کیا کہ احناف کثر اللہ سواد ھم جن کا ہم بھی دعوی کرتے ہیں کہ ہم الحمد اللہ احناف ہیں۔ اور عاشقین زمانہ بھی خوب دعوے کرتے ہیں کہ ہم مذہب امام ابو حنیفہؒ کے تابعین ہیں اگر چہ عمل کے اعتبار سے سراسر دشمنان مذہب احناف ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ تو ہر جگہ۔ ادعو اربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین یعنی پکارو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ آہستہ بے شک اللہ تعالی تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفةودون الجهر من القول اور خیر الذکر الخفی، وغیرہ پر کڑی نظر رکھ کر اپنے اصول و قواعد پر ہر وقت معتصم ہیں اور اسی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ آپ نے دیکھا کہ اعوذ اللہ بسم اللہ، تکبیرات تشریق نماز جنازہ کے ساتھ ذکر اذکار اور درود شریف وغیرہ میں صاف صاف ان دلائل کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ ذکر باآواز

بلکہ بدعت ہے مکروہ ہے ناجائز و ممنوع ہے۔ سبب شرعی اور مستثنیات کے علاوہ اپنے قواعد و اصول اور دلائل پر کانھم بنیان مرصوص کھڑے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیر او لیجعلنا منهم برحمته آمین وصلی اللہ علی من بعث کافة للعالمین اور اللہ تعالی ان بد عتی پیروں کو بھی ہدایت نصیب کر کے داخل زمرۂ صالحین فائزین فی الدارین کریں وما ذلك علی اللہ بعزیز آمین برحمتك یاارحم الراحمین

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ اور ذکر بالجہر

حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب اکثر بلکہ تقریباً ۷۹ فیصد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہے۔ یہ وہی صحابی رسول ﷺ ہیں جن کے بارے میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد و سخطت لها ما سخط لها ابن ام عبد (مرقات ص ۱۲۰ ج ۱)۔

میں اپنی امت کے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو اسکے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کرتے ہیں اور میں ان کے لئے وہی چیز برا جانتا ہوں جو چیز انکے لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ برا جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگوں نے ہم جلس ہو کر فرمایا ما راینا رجلا احسن خلقا و لا ارفق تعلیما ولا احسن مجالسة ولا اشد ورعا من ابن مسعود قال علی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

انشدکم اللہ اھو الصدق من قلوبکم قالوا نعم قال اللھم اشھد انی اقول مثل ما قالوا او افضل (اسد الغابة ص ۲۵۹ ج ۳)

کہ ہم نے کامل بااخلاق تعلیم دینے میں نرمی برتنے والا مجلس میں بارونق اور پرہیزگاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔ "حضرت علیؓ نے انکو اللہ کی قسم دیکر فرمایا" کہ یہ آپکے دلوں میں سے سچائی کی بات ہے انھوں نے فرمایا ہاں! تو حضرت علیؓ ہے فرمایا اے اللہ تعالی تو گواہ رہ کہ میں بھی ان جیسا کہتا ہوں اور اس سے بھی افضل کہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا! کنیف ملئی علما (اسد الغابة فی معرفة الصحابة ص ۲۵۹ ج ۱) چھوٹا سا برتن علم سے لبریز کیا گیا ہے خود اپنے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

لقد علم اصحاب محمد انی اعلمھم بکتاب اللہ و ما انا بخیرھم و لو انی اعلم ان احدا اعلم بکتاب اللہ منی تبلغنیه الابل لاتیته فقال ابو وائل فقمت الی الخلق اسمع ما یقولون فما سمعت احدا من اصحاب محمد ینکر ذلك علیه

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة ص ۲۵۹ ج ۱)۔

بے شک محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام جانتے ہیں کہ میں ان میں سے اللہ کی کتاب کا بہترین عالم ہوں اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں اور

اگر مجھے کوئی معلوم ہوتا کہ وہ مجھ سے بھی کتاب اللہ کا بہترین عالم ہے اور مجھے اس تک اونٹ پہنچا سکتے تھے تو میں ضرور اسکے پاس جاتا۔ سو ابو وائل نے کہا میں اٹھ کر لوگوں کے پاس گیا کہ میں سنوں کہ وہ اس کے بارے کیا کہتے ہیں۔ سو میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو اس پر [illegible]تے ہوئے نہیں پایا۔ اسی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مبتدعین ذاکرین پر سخت انکار کیا یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکالا۔

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ لکھتے ہیں

ابوالبختری سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خبر دی کہ کچھ لوگ مسجد میں مغرب کے بعد بیٹھتے ہیں جن میں ایک آدمی ہے جو یہ کہتا ہے کہ اتنی اتنی مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ اور اتنی اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو اور اتنی اتنی مرتبہ الحمدللہ کہو۔

حضرت عبداللہ نے دریافت کیا کہ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا ہاں! حضرت عبداللہ نے فرمایا جب تم انھیں دیکھو کہ ایسا کر رہے ہیں۔ میرے پاس آنا اور انکی مجلس کی مجھے خبر دینا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کے سر پر لمبی گول ٹوپی تھی۔ اور بیٹھ گئے اور جب سنا کہ وہ کیا کہتے ہیں کھڑے ہوئے اور یہ تیز اور غصہ ور آدمی تھے. فرمایا میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔ قسم اس ذات

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تم لوگ زبردستی ایک بدعت لائے ہو اور تم نے اصحاب محمد ﷺ پر علم میں فضیلت دکھائی ہے۔ تو معضد نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم کسی بدعت کو ظلما نہیں لائے۔ اور نہ ہم نے اپنے آپکو علم میں اصحاب محمد ﷺ پر فضیلت دی ہے۔ اس کے بعد عمرو بن عتبہؓ نے عرض کیا کہ اے ابو عبد الرحمٰن ہم اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ تم سنت کو لازم پکڑ لو اور اسی پر جمے رہو پس خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کر لیا۔ تو بہت زیادہ سبقت لے جاؤ گے۔ اور اگر تم نے دائیں اور بائیں کی راہ اختیار کی تو انتہاء سے زیادہ گمراہ ہو جاؤ گے ابو عراء نے بیان کیا ہے کہ مسیّب بن نجبہؒ حضرت عبداللہ مسعودؓ کے پاس آئے۔ اور کہا میں نے کچھ لوگوں کو مسجد میں چھوڑا ہے۔ اس کے بعد پہلی جیسی حدیث نقل کی ابو البختری نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اسکے بعد پہلی جیسی حدیث نقل کی اور اس روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم زبردستی ایک بدعت لائے ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو ہم اصحاب محمد ﷺ کو گمراہی پر بتائیں (نعوذ باللہ) یہ سن کر عمرو بن عتبہ بن فرقد نے کہا استغفر اللہ رلی اے ابن مسعودؓ میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ جدا ہو جائیں.......... بعض روایت میں اس طرح ہے کہ ،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنا منہ چھپا کر آئے اور فرمایا جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے۔ اور جو مجھے نہیں جانتا ہے تو میں عبداللہ بن مسعود ہوں کیا تم لوگ حضرت محمد ﷺ اور انکے صحابہ سے زیادہ ھدایت پر ہو؟ یا تم لوگوں نے گمراہی کی پونچ پکڑ رکھی ہے۔ (حیاۃ الصحابۃ ص ۲۷۳،۲۷۲ ج۳۔ اسی طرح دیکھو تلبیس ابلیس ص ۷۱)

امام سیوطیؒ نقل کرتے ہیں

وعن ابی البختری قال اخبر رجل ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان قوما یجلسون فی المسجد بعدالمغرب فیھم رجل یقول کبر واللہ کذا وسبحو اللہ کذا و کذا واحمدوہ کذاکذا قال عبداللہ فاذارایتھم فعلوا ذلک فأتنی فاخبرنی بمجلسھم فلماجلسوا اتاہ رجل فاخبرہ فجاء عبداللہ بن مسعود فقال والذی لاالہ غیرہ لقد جئتم ببدعۃ ظلما اوقد فضلتم اصحاب محمدعلما فقال عمرو بن عتبہ نستغفراللہ فقال علیکم الطریق فالزموہ ولئن اخذتھم یمینا وشمالا لتضلن ضلالا بعیدا۔

(الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع ص ۸۳، ۸۴).

ترجمہ: حیاۃ الصحابہ کے حوالے سے گزر گیا۔ اسی طرح دیکھو!

(مجالس الابرار ص ۱۶۵. کفایت المفتی ص ۵۳ ج ٤).

امام محمد بن وضاح القرطبی الاندلسیؒ لکھتے ہیں

الاکل کل ما احدثت من الھیات فھی بدعۃ یجب ازالتھا)

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عبداللہ بن رجاء عن عبیداللہ بن عمر عن یسار ابی الحکم ان عبداللہ بن مسعود حدث ان اناسا بالکوفۃ یسبحون بالحصا فی المسجد فاتاھم وقد کوم کل رجل منھم بین یدیہ کومۃ حصا قال فلم یزل یحصبھم بالحصا حتی اخرجھم من المسجد و یقول لقد احدثتم بدعۃ ظلما او قد فضلتم اصحاب محمد ﷺ علما (کتاب البدع النھی عنہا ص ۱۰)۔

باب ہے اس میں کہ حیات میں جو ایجاد کیا گیا سو وہ بدعت ہوگا اسکا ازالہ واجب ہے .... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا گیا کہ کوفہ میں کچھ لوگ ہیں جو مسجد میں کنکریوں پر تسبیح پڑھتے ہیں۔ سو انہیں آیا۔ اور ان میں سے ہر کوئی نے اپنے سامنے کنکریوں کا ڈھیر لگایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے سو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ انکو کنکریوں ہر مارتے تھے یہاں تک کہ انکو مسجد سے نکال دیا۔ اور وہ کہتا تھا بے شک تم نے زبردستی ایک بدعت پیدا کی۔ اور یا تم نے اصحاب محمد ﷺ پر علم میں فوقیت حاصل کی ہے۔

امام ابن البزاز الکردری حنفی لکھتے ہیں

وفی فتاوی القاضی رفع الصوت بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انہ سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یھللون ویصلون علیہ علیہ الصلوۃ والسلام جہرا فراح الیھم فقال ما عھدنا ذلک علی

عھدہ علیہ السلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجھم عن المسجد (البزازیۃ علی الھندیۃ ص ۳۷۸ ج ۶)۔

فتاوی قاضی خان میں ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا حرام ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے بسند صحیح منقول ہے کہ آپ نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کر رہے ہیں آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ ہم نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہ چیز نہیں دیکھی مجھے تو تم خالص بدعتی معلوم ہو رہے ہو آپ بار بار یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا۔

اسی طرح یہ تحقیق درج ذیل کتابوں میں خود دیکھ لیں۔ (البریقۃ شرح الطریقۃ ص ۱۱۹۱، ۱۱۹۲. احسن الفتاوی ص ۳۶۳ ج ۱۔ ردالمحتار ص ۲۸۲ ج ۵).

مفتی اعظم ھند مولانا عزیز الرحمان صاحب لکھتے ہیں

........اور عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہو کر باواز بلند ذکر اور ورد میں مشغول تھے مبتدع قرار دیکر مسجد سے نکلوادیا.

(فتاوی دارلعلوم دیوبند ص ۵۵ ج ۳)

مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دھلویؒ لکھتے ہیں

سوال وجواب دونوں ایک حد تک ملاحظہ فرمائیں

(سوال) (از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

سوال عربی میں ہے میں سوال میں صرف ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں ہیں جن کو حلق ذکر کہا جاتا ہے بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتے میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ۔ ان محفلوں میں لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور تکبیر و تسبیح اور تمجید بیان کرتے ہیں کلمہ طیبہ استغفار تحمید کا ورد۔ درود شریف پڑھتے ہیں........

﴿جواب﴾: اعلموا رحمکم اللہ انه لاخیر الا فی اتباع سیدنا ومولانا محمد المصطفی ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس منه الا یکون مردودا علیه ما احدث . ومامن حدث الا و یدری المحدث انه احدث خیر افیضل ویضل وقد رایٰ ابن مسعودؓ قوما یجمتعون فیذکرون اللہ تعالٰی یسبحون ویهللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا ا راکم الا قد احدثتم ما هکذا وجدنا اصحاب النبی ﷺ فمن کان منکم ذا کر افلیذ کر اللہ فی نفسه وفی بیته او کما قال .

بیان لوخدا تم پر رحم فرمائے۔ کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے۔ جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اسکی ایجاد ہوئی بدعت ہے جو اسی پر رد کر دی جاتی ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے اچھا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے۔ اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہو کر اللہ تعالٰی کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کر تے ہیں۔ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابن مسعود ہوں۔ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو۔ یہ تمھاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے۔ ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے

(کفایۃ المفتی ص ۴۹ ، ۵۰ ج ۲)

قارئین کرام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقام تو آپ نے مطالعہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ رضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبدو سخطت لها ما سخط لها ابن ام عبد

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ص ۲۵۹ ج ۳)۔

میں اپنی امت کیلئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے لئے پسند کرتا ہے اور میں ان کے لئے وہی چیز برا جانتا ہوں۔ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ برا جانتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان ذاکرین کو کیسے مسجد سے نکالا اور انکو فرمایا کہ تم نے زبردستی ایک بدعت ایجاد کی۔ مفتی کفایت اللہؒ کی کتاب کے آخری سطور بار بار پڑھکر سوچو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امت کے لئے کیا پسند کیا اور کیا کیا برا سمجھا جو ہم بھی اپنے لیے برا سمجھیں انھوں نے تو فرمایا یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمھاری ایجاد کی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے صحابہؓ کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے۔ اور اپنے گھر میں جاکر کرے۔ خداوند قدوس ہمارے زمانے کے ذاکرین کو ہدایت نصیب فرماکر اس بدعت ظلما چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور انکی عاقبت سنوارے۔ وما ذلك على الله بعزيز، ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم آمين وصلى الله على النبى الامى الامين۔

خداوند تعالیٰ ہمکو عقل سلیم سے نوازیں اور خسران آخرت سے بچانے کی فکر عطا فرمائیں دارین۔

يعض الظالم على يديه يقول يا ليتنى اتخذ ت مع الرسو ل سبيلا يا ويلتى ليتنى لم اتخذ ت فلا نا خليلا لقد اضلنى عن الذكر بعد اذ جا ءنى وكان الشيطا ن للا نسان خذولا .

امام شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وفی مثل ذلك قال ابن مسعود رضى الله عنه فيما روى عن ابن وضاح لقد هديتم لما لم يهتد نبيكم وانكم لتمسكون بذ نب ضلالة اذمر بقوم كان رجل يجمعهم يقول رحم الله من قال كذا وكذا مرة سبحان الله فيقول القوم ويقول رحم الله من قال كذا وكذا مرة الحمد لله فيقول القوم (الاعتصام للشاطبی

الشاطبی ص ۱۳۲، ۱۳۳ ج ۱)۔

اور اس کے مثل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جس کے بارے میں ابن وضاحؒ (القرطبی الاندلسی) سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ جس کام کے لیے تمھارے نبی ﷺ نے ہدایت نہیں پائی تھی تم نے ہدایت پائی ہے اور بیشک تم نے گمراھی کے گناہ کو تھاما ہے۔ یہ بات اس وقت فرمائی جب آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا کہ ایک آدمی نے انکو جمع کیے تھا اور کہتا تھا کہ جس نے سبحان اللہ اتنی اتنی مرتبہ کہا خدا اُس پر رحم کرے سو قوم کہتی تھی۔ اور کہتا تھا کہ جس نے الحمد اللہ اتنی اتنی مرتبہ کہا خدا اُس پر رحم کرے سو قوم کہتی تھی۔

اور ایک مقام میں امام شاطبیؒ لکھتے ہیں :۔

اما بالعا دة فكا لجهر والا جتماع فى الذكر مشهور بين متصو فة الزمان فان بينه وبين الذكر المشروع بونا بعيدا اذهما كالمتضادين عادة وكالذى حكى ابن وضاح عن الاعمش عن بعض اصحابه قال مر عبدالله برجل يقص فى المسجد على اصحابه وهو يقول سبحو اعشر او هللوا عشرا فقال عبدالله انكم لا هدى من اصحاب محمد ﷺ اواضل بل هذه (يعنى اضل) وفى رواية عنه ان رجلا كان يجمع الناس فيقول رحم الله من قال كذا وكذا مرة سبحان الله قال فيقول القوم ويقول رحم

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الله من قال كذا وكذا مرة الحمدالله . قال فيقول القوم قال فمر بهم عبدالله بن مسعودؓ فقال لهم هديتم لما لم يهد نبيكم وانكم لتمسكون بذنب ضلالة . وذكر له ان ناسا با لكوفة يسبحون بالحصى فى المسجد فا تا هم وقد كوم كل رجل منهم بين يديه كوما من حصى . قال فلم يزل يحصبهم بالحصى حتى اخرجهم من المسجد ويقول . لقد جئتم بدعة ظلما ً وقد فضلتم اصحاب محمد ﷺ علما فهذه امور اخرجت الذكر المشروع كا لذى تقدم من النهى عن الصلوة فى الا وقات المكروهة او الصلوات المفرضة اذا صليت قبل اوقاتها فانا قد فهمنا من الشرع القصد الى النهى عنها والمنهى عنه لا يكون متعبدا او كذلك صيام يوم العيد (الاعتصام ص ۲۸، ۲۹ ج ۲)۔

اور جو زیادت عبادت میں عادت کے اعتبار سے ہو۔ پس جیسا کہ ذکر میں صوفیوں کا زمانے سے جہر کرنا اور اکٹھا ہونا مشہور ہے (اسکی مثال ہے) سو اس میں اور شرعی ذکر میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ یہ دونوں عادت کے اعتبار سے متضاد ہیں۔ اور جیسا کہ ابن وضاح نے امام اعمش سے روایت کی ہے وہ اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا گذر ایک آدمی پر ہو گیا جو مسجد میں اپنے ساتھیوں کو کہتا تھا کہ اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ اور دس مرتبہ لاالہ الا اللہ کہو تو اس (حضرت

ابن مسعودؓ) نے فرمایا کہ بیشک تم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا بہت گمراہ ہو۔ بلکہ یہی بات ہے یعنی زیادہ گمراہ ہو اور اس سے ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی لوگوں کو جمع کرتا تھا اور کہتا تھا۔ اللہ رحم کرے اس پر جس نے اتنی اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سو قوم کہتی تھی۔ اور کہتے تھے اللہ اس پر رحم کرے جس نے اتنی اتنی مرتبہ الحمد للہ پڑھا۔ راوی کہتا ہے۔ پس قوم پڑھتی تھی راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان پر گزر گئے۔ سو انکو فرمایا تم نے اس چیز کے لئے ھدایت پائی جس چیز کے لئے تمہارے پیغمبر ﷺ نے ھدایت نہیں پائی تھی اور بے شک تم نے گمراہی کے گناہ پر ہاتھ رکھے ہیں۔ اور ان سے کہا گیا کہ کوفہ میں کچھ لوگ ہیں جو مسجد میں کنکریوں پر تسبیح پڑھتے ہیں۔ سو انکے پاس آئے۔ اور ہر آدمی نے اپنے سامنے کنکریوں کا ڈھیر لگایا تھا۔ راوی کہتا ہے۔ سو انکو کنکریوں سے مارتے رہے یہاں تک کہ انکو مسجد سے نکال لیا اور کہتے تھے بے شک تم نے بدعت کی اور ظلم کیا۔ اور بے شک تم نے محمد ﷺ کے صحابہ کرام پر علم میں فضیلت حاصل کرلی؟ سو یہی امور ہیں کہ مشروع ذکر کو مشروعیت سے نکال کر بدعت میں داخل کرتے ہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ اوقات مکروھہ میں نماز پڑھنے سے نہی کی گئی ہے۔ یا جیسا کہ فرض نمازیں جب اپنی اوقات سے پہلے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

پڑھی جائیں ۔ سو ہم نے شریعت کی اس سے منع کرنے کا مطلب سمجھا ہے (کہ نفل نماز یا فرائض سے شریعت منع نہیں کرتا بلکہ اوقات مکروہ اور قبل الوقت پڑھنے سے منع کرتا ہے) اور جس سے منع کیا جاتا وہ عبادت نہیں بن سکتی اور اسی طرح عید کے دن روزہ رکھنا بھی ہے

قارئین کرام! امام شاطبیؒ کی طویل عبارت کا خلاصہ مقصد یہ ہے کہ ذکر فی نفسہ بہترین عبادت ہے لیکن یہ امور زائدہ سے پھر عبادت نہیں بلکہ بدعت بن جاتی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ اوقات مکروہ میں یا قبل ازوقت فرض نمازیں پڑھنا۔ کہ نماز تو بہترین بدنی عبادت ہے لیکن امور زائدہ کی وجہ سے عبادت نہیں رہ گئی بلکہ بدعت و معصیت بن گئی جس سے نہی کی گئی ہے ۔

قارئین کرام: صاحب بصیرت کے لئے اتنی بات کافی ہے لیکن ہم ان لوگوں سے کیا کریں کہ۔ فانها لاتعمى الابصار و لكن تعمى القلوب التى فى الصدور.

عبدالغنی خان ایک جگہ کہتے ہیں :۔

یہ جو گیدڑ کی طرح ہو ہو کرتا ہے یہ ذاکر نہیں صرف تجھ کو اپنی جان کی یاد دلاتا ہے۔

ہم دارمی نقل کرتے ہیں

ہمیں حکم بن مبارک نے خبر دی ہے.........وہ کہتا ہے کہ ہم حضرت

پس ابو موسی اشعریؓ ہمارے پاس آئے۔ ہمیں فرمایا کہ آیا ابو عبدالرحمن ابھی تک تمھارے پاس نہیں آئے۔ اور جب وہ نکل آئے تو ہم سب ان کے لئے اٹھ گئے۔ ابو موسی اشعریؓ نے انہیں فرمایا! اے ابو عبدالرحمن: ہم نے اب مسجد میں ایک کام دیکھا جسے میں ناآشنا جانتا ہوں۔ اور الحمدللہ میں نے خیر دیکھا ہے۔ اس نے فرمایا وہ کیا ہے تو ابو موسیٰؓ نے فرمایا اگر آپ زندہ رہ گئے تو دیکھیں گے۔ پھر فرمایا میں نے مسجد میں ایک قوم کو حلقوں میں بیٹھے ہوئے نماز کے انتظار کرتے دیکھا۔ انکے سامنے کنکریاں تھی اور ہر حلقے میں ایک آدمی تھا وہ کہتا تھا کہ اللہ اکبر سوبار کہو۔ پس وہ لوگ سوبار اللہ اکبر کہتے تھے ۔ پھر کہتا کہ سو مرتبہ لااله الا الله کہو سو وہ سو مرتبہ لااله الله کہتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ سو وہ لوگ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے انہیں کیا کہا؟ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپکی رائے کا انتظار یا (راوی کہتا ہے) کہ آپ کے حکم کا انتظار کرتے ہوئے کچھ نہیں کہا (یعنی ابو موسیٰؓ نے 'انتظار رائیک' یا 'انتظار امرک' کے الفاظ کہے ہیں۔ راوی کے شک کے وقت اسی طرح کہا جاتا ہے) ابن مسعودؓ نے کہا آپ نے انہیں حکم کیوں نہیں دیا کہ اپنے گناہوں کو شمار کیجئے۔ اور آپ انکے لئے ضامن ہوتے کہ اللہ تعالی انکے نیکیوں میں سے کسی چیز کو برباد نہیں کرے گا۔ پھر وہ بھی گئے اور ہم

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اپنے گناہوں کو شمار کیجئے۔ اور آپ انکے لئے ضامن ہوتے کہ اللہ تعالی
انکے نیکیوں میں سے کسی چیز کو برباد نہیں کرے گا۔ پھر وہ بھی گئے اور ہم
بھی ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس
آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے جو میں دیکھتا ہوں کہ تم
کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن یہ کنکریاں ہیں ہم اس پر
اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھتے ہوئے گنتے ہیں انہوں نے
فرمایا کہ اپنی گناہوں کو یاد کر کے شمار کریں میں تم کو ضمانت دیتا ہوں کہ
تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی برباد نہ ہو گی۔ کتنی تعجب ہے تم پر اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمھاری ھلاکت کتنی جلد آرہی ہے؟
تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابہ کرام تم میں بہت سے موجود
ہیں۔ اور یہ آپکے کپڑے ہیں کہ پھٹے بھی نہیں۔ اور آپکے کھانے پینے کے
برتن ٹوٹے بھی نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری نفس
ہے۔ کیا تم اپنے خیال میں ایسے دین پر ہو جو دین محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت
والا ہے یا گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو انہوں نے کہا اللہ کی قسم اے
ابو عبد الرحمٰن ہم نے نیکی کا ارادہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بہت سے
لوگ ہیں کہ نیکی کا ارادہ کرنے والے ہیں لیکن نیکی تک پہنچ بھی نہیں سکتے
بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ ایک قوم قرآن کریم کو
پڑھے گی لیکن وہ ان کی ہنسلیوں کی ہڈیوں سے تجاوز نہیں کریگا۔ اللہ کی قسم

میں خوارج کے ساتھ دیکھا کہ ہم سے لڑتے تھے (سنن دارمی ص ۸۳، ۸۴)۔

باب فی کراھیۃ اخذ الرأی

مولانا عبد الحی لکھنویؒ نے بھی اسی روایت کو سنن دارمی سے نقل کیا ہے۔
دیکھئے (مجموعۃ الفتاوی علی الخلاصۃ الفتاوی ص ۱۳۴ ج ۱)
اسی طرح یہی تحقیق درج ذیل کتابوں میں خود دیکھئے۔ (کتاب الحوادث والبدع
ص ۲۸۹ .... ص ۲۹۱۔ سنت وبدعت ص ۵۳۔ عقد اللآلی والدرر ص ۲۲۲۔ راہ
سنت ص ۱۱۷ ..... ۱۱۹۔ حکم الذکر بالجھر ص ۲۰۱ الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۸۳)

بدعت کی قباحت اور اس سے نفرت

کوئی ناعاقبت اندیش یہ نہ کہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے انکو مسجد
سے کیوں نکالا یہ تو (معاذ اللہ استغفر اللہ) ظلم عظیم ہے کیونکہ فرمان الٰھی
ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ اور اس
سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی مسجدوں میں سے روک دے کہ ان
میں اس کا نام لیا جائے کیونکہ اگر اب بھی مسجد میں کوئی ایسا عمل شروع
ہو گیا جو خیر القرون میں نہیں تھا اور ایک مسلمان خلیفہ بر سر اقتدار ہو تو وہ
بھی اس بدعت کو مٹانے کے لئے انکو مسجد سے نکالیں گے مثلاً اب کسی
نے مسجد میں بارہ بجے باجماعت نماز ظہر شروع کی تو خلیفۃ المسلمین
ان کو بزور شمشیر منع کر کے مسجد سے ضرور نکالے گا۔
۱۔ دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تثویب کرنے والے کو مسجد
سے نکال دیا تھا اور اسکے عمل کو بدعت قرار دیا۔ ابو حنیفہ ثانی علامہ ابن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نجیمؒ لکھتے ہیں۔

روی ان علیاً رای موذنا یثوب فی العشاء فقال اخرجوا ھذا المتبدع من المسجد (البحر الرائق ص ۲٦۱ ج ۱)۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک مؤذن کو نماز عشاء کے لئے تثویب کرتے ہوئے دیکھا۔ تو فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔

پھر لکھتے ہیں وعن ابن عمرؓ مثلہ (ص ۲٦۱ ج ۱)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت آتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ یوں روایت نقل کرتے ہیں :

وروی عن مجاھد قال دخلت مع عبداللہ بن عمر مسجد اوقداذن فیه ونحن نرید ان نصلی فیه فثوب المؤذن فخرج عبداللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عندھذا المبتدع ولم یصل فیه (الترمذی ص ۵۰ ج ۱) -

امام مجاھدؒ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہو گیا۔ اذان ہو چکی تھی۔ اور ہم اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ کر رکھتے تھے۔ سو مؤذن نے تثویب شروع کی۔ پس حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسجد سے نکل گئے اور (مجھے) کہا ہم کو اس مبتدع کی مسجد سے نکال دو۔

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس وقت نابینا ہو گئے تھے) اور انہوں نے اس

مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ انہی (مجاھد) سے روایت کرتے ہیں۔

قال کنت مع ابن عمر فثوّب رجل فی الظھراو العصر قال اخرج بنا فان ھذہ بدعة (ابوداؤد ص ۸٦ ج ۱ ، کتاب الحوادث والبدع ص ۲۹)۔

میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا۔ سو ایک آدمی نے نماز ظہر میں یا نماز عصر میں (راوی کا شک ہے) تثویب شروع کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ مجھے اس مسجد سے نکال دو کیونکہ یہ بدعت ہے۔

اسی طرح یہ تحقیق مجموعۃ الفتاوی علی خلاصۃ الفتاوی ص ۱۳۴ ج ۱۔) میں بھی ہے مبتدع تو اس کے لائق ہے کہ اسکو بدعت سے توبہ کئے بغیر خلفاء مسلمین مساجد سے نکال دیں۔ ذرا دیکھئے آیات واحادیث تاکہ بدعت اور بدعتی کی قباحت اور اس سے نفرت ذھن نشین ہو جائے اور اگر اللہ تعالی نے اس کو کسی کے لیے ھدایت کا ذخیرہ بنایا تو مجھے حمر النعم سے زیادہ محبوب ہو گا ورنہ وما علینا الا البلاغ۔ حق گوئی کا حق تو ادا ہو جائیگا ہر مبتدع اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان اور گمراہ ہے

۱۔ ومن یعص اللہ ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا (نساء-۱٤)

۲۔ ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا .(احزاب-۳٦)

۳۔ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يجد وافی انفسهم حرجا مما قضيت و يسلمو اتسليما.

(نساء-٦٥)

٤-ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و نصله جهنم وساءت مصيرا (نسآء-١١٥)

٥-وانّ هذا صراطی مستقيما فاتبعوه ولا تبتعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (انعام-١٥٣). هر مبتدع فی الدين ظالم هے.

٦-واذا رأيت الذين يخوضون فی آياتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا فی حديث غيره وا ما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين (الانعام-٦٨)-

٧- وقد نزل عليكم فی الكتاب ان اذا سمعتم ايات الله يكفر بها و يستهزا بها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فی حديث غيره -(نسآء-١٤٠)

قال الضحاك عن ابن عباس رضی الله عنه دخل فی هذه الآية كل محدث فی الدين وكل مبتدع الى يوم القيامة - (مظهری ص٢٦٣ ج٢)

٨- بدعتی کے سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے کہا کہ فلاں آدمی نے تمھیں

سلام بھیجا ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدعت کی ہے پس اگر اس نے بدعت کی ہو تو میرا سلام اسکو نہ کہنا انه بلغنی انه قد احدث فان كان قد احدث فلا تقرأه منی السلام (مشکوۃ ص ٢٣ ترمذی ص٣٧-٣٨ ج٢)-

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں لا تقرأه منی السلام لانا امرنا بمها جرة اهل البدع (مرقات ص١٨٦ ج١) میرا سلام اس کو نہ کہو۔ کیونکہ ہم کو تو حکم دیا گیا ہے اہل بدعت سے ترک تعلق کا۔

٩-ہر بدعتی بلسان قال یا حالاً یہ کہتا ہے کہ دین مکمل نہیں فلان چیز مستحب ہے۔ فلاں چیز سنت ہے' واجب ہے اس لئے یہ گمراہ اور صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے سے تقریباً ٨٢ دن پہلے جمعۃ اور عرفہ کے دن دین کے مکمل ہونے کا اعلان مسرت ہو گیا تھا اور یہ آیت کریمہ 'اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی ورضيت لكم الاسلام دينا (المائده-٣)' نازل ہو گئی تھی

امام شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :-

فالمبتدع انما محصول قوله بلسان حاله او مقاله ان الشريعة لم تتم وانه بقی منها اشياء يجب او يستحب استدراكها لانه

لو کان معتقد الکمالها و تمامها من کل وجه لم یبتدع و لا استدرك علیها و قائل هذا ضال عن الصراط المستقیم

(الاعتصام ص ۴۹ ج۱).

۱۰۔بدعتی متبع الھوی ھے . افرأیت من اتخذالهه هواه و اضله الله (جاثیه۔۲۳)

۱۱۔بدعتی روز قیامت میں اپنے ہاتھوں کو دانتوں میں پکڑ پکڑ کر کاٹے گا

یوم یعض الظالم علی یدیه یقول یآلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا .

۱۲۔ہر مبتدع رسول اللہ ﷺ پر دین میں خیانت کرنے کا گمان کرتا ہے

من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنةً فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالة (الاعتصام ص ۴۹ ج۱)

(نوٹ) فروعی اور فقہی مسائل الگ چیز ہے ۔ فرمان الٰہی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار (الحشر الایة ۲).

ولوردوہ الی الرسول والی اولی الا مر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم . (نساء الایة ۸۳) اور حدیث معاذ بن جبلؓ

ہے...... فان لم تجد فی سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا فی کتاب الله قال اجتهد برأی ولا الو . (ابو داؤد ص ۱۴۹ ج۲) ۔

۱۳۔ مبتدع کا عمل قبول نہیں کیا جاتا بلکہ مردود عمل ہوگا۔

قال رسول الله ﷺ من احدث فی امر نا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری ص ۳۷۱ ج۱ مسلم ص ۲۷۷ مسند احمد ص ۲۷۰ ج۶)

۱۴۔ مبتدع کا کوئی عمل قبول نہیں مگر یہ کہ بدعت چھوڑ دے تو پھر قبول ہوجاتا ہے

ابی الله ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته .(ابن ماجه ص۶) لایقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا صدقة ولا حجًا ولا عمرة ولا جهاد اولا صرفا ولا عدلا

(ابن ماجه ص ۶)

۱۵۔دین میں بدترین چیز بدعت ہے۔

وشر الامور محدثا تها و کل بدعة ضلالة .(ابن ماجه ۶ مسلم ص ۲۸۵ ج۱ مشکوٰة ص ۲۷ سنن دارمی ص ۸۵)۔

۱۶: بدعتی کو بغض کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

من نظر الی صاحب بدعة بغضا له فی الله ملاء الله قلبه امنا وایمانا (غنیة الطالبین ص ۸۰ ج۱ شیخ عبد القادر جیلانیؒ)۔

۱۷: بدعتی کو جھڑکنا چاہیے :

ومن انتهر صاحب بدعة بغضا له فی الله امنه الله یوم القیامة (غنیة الطالبین ص ۸۰ ج ۱ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ومن انتهر صاحب بدعة بغضا له فی الله امنه الله یوم القیامة

(غنیة الطالبین ص ۸۰ ج ۱ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)۔

۱۸: بدعتی کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھنا چاہیئے

ومن استحقر بصاحب بدعة رفعه الله تعالی فی الجنه مأته درجه (حوالہ مذکورہ)

۱۹: بدعتی کے ساتھ ہشاش بشاش ملنا استخفاف دین ہے

ومن لقیه بالبشر او بما یسره فقد استخف بما انزل الله تعالی علی محمد ﷺ (حوالہ مذکورہ)

۲۰: صاحب بدعت کے ساتھ محبت کرنے سے عمل برباد ہو جاتا ہے ۔

قال فضیل بن عیاضؒ من احب صاحب بدعة احبط الله عمله (حوالہ مذکورہ)۔

۲۱: جس راستے پر صاحب بدعت چلتا ہے تو آپ دوسرا راستہ اختیار کریں یہی فضیل ابن عیاضؒ کہتے ہیں۔

واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر.........

۲۲: بدعتی کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہونا چاہیئے اللہ تعالی کی غیظ و غضب سے خوف کرنا چاہیئے۔

فضیل ابن عیاضؒ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہؒ سے سنا ہے کہ

من تبع جنازة مبتدع لم یزل فی سخط الله تعالی حتی

لعنتی ہیں۔ من احدث اواوی محدثا فعلیه لعنة الله و الملائکة والناس اجمعین . حوالہ مذکورہ (بخاری ص ۲۵۱، ص ۴۵۰ ج ۱. ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۸۶ ج ۲. مسلم ص ۴۴۱، ص ۴۴۲ ج ۱)۔

۲۴: ہر صاحب بدعت ذلیل ہوتا ہے۔

وجاء عن سفیان بن عیینهؒ وابی قلابة وغیر هما انهم قالوا کل صاحب بدعة او فریة ذلیل واستدلوا بقول الله تعالی. ان الذین اتخذو االعجل سینالهم غضب من ربهم وذلة فی الحیاة الدنیا وکذلك نجزی المفترین (الاعتصام ص ٦٧ ج ١)۔

قال مالك بن انس مامن مبتدع الا وهو یجد فوق رأسه ذلة ثم قرء هذه الآیة....... ان الذین اتخذواالعجل الآیة (خازن ص ۱٤۳ ج ۲) قال ابن سیرینؒ ذل البدعة علی اکتافهم وان هملجت بهم البغلات وطقطقت بهم البراذین واهل هوا وبدعت را ذلیل وخوار باید داشت من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام .

(منتخبات از مکتوبات شیخ احمد سرهندی مجددالف ثانیؒ ص ۹۸.۹۹)

۲۵:۔ ہر بدعت گمراہی ہے اس میں حسنہ نہیں :۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وایا کم ومحدثات الا مور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة .

ہر گاہ ہر محدث بدعت باشند وہر بدعت ضلالت پس معنی حسن دربدعت چہ بود وایضا آنچہ ازاحادیث مفہوم میگر ددآنست کہ ہر بدعت رافع سنت است تخصیص بہ بعض ندارد پس ہر بدعت سیئہ بود(منتخبات ازمکتوبات امام ربانی ص١٠١)۔

٢٦۔صاحب بدعت کارد کرنا ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

محدث محمد بن وضاح القرطبی الاندلسیؒ لکھتے ہیں ۔

باب الرد علی المبتدع احب من الاعتکاف

.... عن عبد الکریم ابی امیة قال لان ارد رجلا عن رأي سئی احب الي من اعتكاف شهر .(کتاب البدع والنهی عنهاص ٤)

٢٧: مبتدع بزبان حال جنت میں داخل ہونے سے انکار کرتا ہے

کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی . (مشکوۃ ص٤٧ بخاری ص١٠٨١ ج٢)۔

٢٨: بدعتی اللہ تعالی کے پیغمبر ﷺ کا وفادار امتی نہیں۔

فمن رغب عن سنتی فلیس منی .(مشکوۃ ص ٢٧)

٢٩: صاحب بدعت اگرچہ روزہ دار اور تہجد گزار ہو اور اپنا سر حجر اسود پر بھی رکھے لیکن پھر بھی روزہ قیامت میں بدعتی ہو گا۔

لووضع رجل رأسه على الحجر الا سود فصام النهار قام الليل لبعثه الله يوم القيا مة مع هواه .(سنن دارمی ص١٠٩)

٣٠: بدعتی نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے

قال عبداللہ بن مسعودؓ .... انکم ستجدون اقوام یزعمون انهم يدعونكم الى كتاب الله وقد نبذوه وراء ظهورهم فعليكم بالعلم واياكم والتبدع واياكم والتنطع واياكم والتعمق وعليكم با لعتيق .(سنن دارمی ص٦٩)

٣١: بدعتی کو مار مار کر اس کے سر سے خون بہانا چاہئے۔

ان رجلا يقال له صبيغ قدم المدينه فجعل يسئل عن متشابه القرآن فارسل اليه عمر ......فاخذ عمر عرجونا من تلك العراجين فضربه وقال انا عبد الله عمر فجعل له ضربا حتى دمي راسه.........(سنن دارمی ص٦٩)

٣٢۔جو شخص بدعتی سے کلام سننے کے لئے مائل ہوا تو اللہ تعالی کی حفاظت سے نکل گیا۔

وعن سفیان الثوریؒ من اصغی سمعه الى صاحب بدعة

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

خرج من عصمة الله (تذکرة الابرار والاشرار ص ٧٤. حضرت علی ترمذی پیر بابا)۔

قارئین کرام کہاں تک یہ قباحتیں ذکر کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی اس سے بھی زیادہ خباثتیں دیکھنا چاہے تو میرے شیخ، شیخ القرآن مولانا محمد طاہر نور اللہ مرقدہ وبردہ اللہ مضجعہ کی کتاب ضیاالنور کو ضرور مطالعہ کریں۔

بدعت کی مذکورہ قباحتیں اور بدعتی کا مقام ومرتبہ معلوم ہونے کے بعد اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ صاحب بدعت کے شایان شان ہے کہ اسکو مسجد سے نکالا جائے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ کو حکم دیا کہ مکہ مکرمہ جاکر وہاں اعلان کیجئے کہ الآیحج بعدالعام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان .(بخاری ص ٦٧١ ج ٢)۔

اور حضرت علیؓ نے یہ اعلان منیٰ میں کیا تھا۔ اور اسی سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر حج تھے تو آپ نے بھی حضرت ابو ھریرہؓ کو مقرر کیا تھا کہ آپ اعلان کریں الا یحجن بعدالعام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان (بخاری ص ٦٧٦ ج ٢)۔

کہ اس سال کے بعد مشرک آدمی حج کے لئے نہیں آئے گا اور نہ ننگا آدمی بیت اللہ سے طواف کریگا سو مشرک اور بدعتی انسانوں کو بیت اللہ آنے سے بند کیا اللہ تعالیٰ ہمارے زمانے کے ذاکرین کو دین کی ذوق سلیم نصیب فرما کر ھدایت کرے تاکہ اپنے اعمال حبط وفساد سے بچا کر عقبی

سنواریں اللهم ثبتنا علی الهدی المستقیم واحسن عاقبتنا فی الامور کلها فی الاولی والآخرة آمین وصلی الله علی النبی الکریم.

مستثنیات اور جہر کرنا

احناف کثر اللہ سوادھم کا مذہب یہ ہے کہ ذکر بالجھر بدعت ہے کیونکہ فرمان ربانی ہے:

واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخفیة ودون الجهر من القول (اعراف الآیة ٢٠٥) اور وادعوا ربکم تضرعا وخیفة..... (اعراف الآیة ٥٥)

اور حدیث ان خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی وغیرہ انکے دلائل ہیں اور انھوں نے اس کے لئے ایک قانون وضع کیا ہے کہ الاصل فی الاذکار الاخفاء والجهر به بدعة۔ لیکن پھر بھی وہ ذکر بالجھر کے خالص منکر نہیں بلکہ جہاں ذکر بالجھر کا ثبوت ہے وہاں ذکر بالجھر کو افضل جانتے ہیں۔ اور اخفاء کو خلاف سنت قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں

ثم اجمع العلماء علی ان الذکر سرا هو الافضل والجهر بالذکر بدعة الا فی مواضع مخصوصة مسّت الحاجة فیها الی الجهر به کالاذان والاقامة وتکبیرات التشریق وتکبیرات

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الانتقال فی الصلوة للامام والتسبیح للمقتدی اذانابه نائبة والتلبیة فی الحج ونحو ذلك . (المظهری ص ٣٦١ ج٣) -

پھر علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آہستہ ذکر کرنا افضل ہے اور جہر سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ مگر خاص جگہوں میں جہاں اس پر جہر کرنے کی ضرورت پیش ہو جیسا کہ اذان اور اقامت اور تکبیرات تشریق اور امام کے لئے نماز میں انتقالات (رکوع سجدہ جلسہ قعدہ وغیرہ) کی تکبیریں۔ اور مقتدی کا سبحان اللہ کہنا جب نماز میں کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ حج میں تلبیہ پڑھنا اور اسی کے مانند اور۔

امام ابن البزاز الکردری لکھتے ہیں :

واما رفع الصوت بالذکر فجائز کمافی الاذان والخطبة والحج (الفتاوی البزازیه علی الهندیة ص ٣٧٩ ج٦)-

اور بہر کہ ذکر پر آواز بلند کرنا ہے سو یہ جائز ہے جیسا کہ آذان، خطبہ اور حج میں۔

ردمحتار لکھتے ہیں :

تکبیر تشریق کی صفت میں لکھتے ہیں :

فهو تهليلة بين اربع تكبيرات ثم تحميدة والجهر به واجب وقيل سنة قهستانی . (رد المحتار ص ٦١٩ ج١)

یہ تکبیر تشریق ایک بار لا الہ الا اللہ ہے چار تکبیروں کے درمیان پھر ایک

بار حمد ہے اور اس پر جہر کرنا واجب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے۔ یہی بات قہستانی نے ذکر کی ہے

علامہ سید محمد آمینؒ لکھتے ہیں

ویستحب فی التلبیة کلها رفع الصوت من غیر ان یبلغ الجهد کیلا یضعف (منحة الخالق علی البحر الرائق ص ٣٢٢ ج٢)-

سارے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مستحب لیکن جہر میں زیادہ زور نہ لگائے اس لئے کہ کمزور نہ ہو جائے۔

امام بخاریؒ اور اذان

امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔

باب رفع الصوت بالنداء۔

یہ باب ہے۔ اذان پر آواز بلند کرنے میں۔ پھر حدیث کے الفاظ ہیں فارفع صوتك بالنداء (بخاری ص ٨٥، ٨٦ ج١)

پس اذان کرنے میں آواز بلند کرو۔

تلبیہ اور رفع الصوت :

امام ترمذیؒ نے باب باندھا ہے۔

باب ماجاء فی رفع الصوت بالتلبیة۔

پھر حدیث یوں ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ اتانی جبرئیل فامرنی ان آمر اصحابی ان

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يرفعوا اصواتهم بالا هلال او بالتلبيلة .

(ترمذی ص ۱۷۱ ج۱) وكذا فى ابن ماجه ۲۱۵

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کرام کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ پڑھنے میں اپنی آواز بلند کریں۔

اقامت اور جہر

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں :۔

ورفع الصوت بها كهو كما صرح به فى القنية الا ان الا قامة اخفض منه كما فى غاية البيان (بحر الرائق ص ۲۵۷ ج ۱).

اور اقامت پر آواز بلند کرنا اذان پر آواز کرنے کے مانند ہے جیسا کہ قنیہ میں اسکی تصریح کی ہے۔ مگر اقامت پر آواز اذان کی نسبت کم ہونی چاہیئے جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے ۔

تکبیرات التشریق اور جہر

وكان عمر رضى الله عنه يكبر فى قبة بمنىٰ فيسمعه اهل المسجد فيكبرون ويكبر اهل الا سواق حتى تر تجّ منىٰ تكبيرا

...... (بخاری ص ۱۳۲ ج ۱)

حضرت عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیر کہتے تھے۔ پس مسجد والے اس کو سن کر وہ بھی تکبیر کہتے تھے اور بازار والے بھی تکبیر کہتے تھے یہاں

تک کہ منیٰ تکبیر سے گونج جاتا۔

خطبہ اور جہر

ان رسول الله ﷺ كان يقول فى خطبة بعد التشهد ان احسن الحديث كتاب الله عزوجل واحسن الهدى هدى محمد قال يحيى ولا اعلمه الا قال وشر الا مور محد ثا تها وكان اذا ذكر الساعة اعلىٰ بها صوته وا شتد غضبه كانه منذر جيش.

(مسند احمد ص ۳۱۹، ۳۱۱، ۳۷۱ ج ۳)

بیشک رسول اللہ ﷺ تشہد کے بعد خطبہ میں فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل کی کتاب بہترین کلام ہے۔ اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے یحییٰ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا مگر آپ نے فرمایا کہ۔ اور بدترین کاموں میں بدعات ہیں۔ اور جب آپ قیامت یاد کرتے تھے تو اس پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور آپکا غصہ سخت ہو جاتا تھا گویا کہ آپؐ لشکر کو ڈرانے والے ہیں۔

نماز میں بوقت ضرورت سبحان اللہ کہنا اور جہر

جب امام سے کوئی سہو نماز میں سرزد ہو یا کچھ اور ضرورت ہو تو مقتدیوں کیلئے سبحان اللہ کہنا چاہیئے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

من نابه شئى فى صلاته فليقل سبحان الله . (بخاری ص ۱٦۵ ج ۱ ص ۱۴۸، موطا الامام مالك ٥

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جس کو کوئی چیز نماز میں پیش آئے پس وہ سبحان اللہ کہے۔

تکبیرات انتقالات اور جھر :

عن عکرمة قال صلیت خلف شیخ بمکة فکبر ثنتین و عشرین تکبیرة فقلت لا بن عباس انه احمق فقال ثکلتک امك سُنة ابی القاسم ﷺ. (بخاری ص ١٦٥ ج ١)۔

حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک شیخ (حضرت ابو ہریرہؓ) کے پیچھے نماز پڑھی سو انہوں نے "۲۲" بائیس تکبیریں کیں تو میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ یہ تو احمق ہے پس آپ نے فرمایا تو مر جائے یہ تو ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔

اسکے علاوہ جھر آیا ہے مثلاً۔ اعوذ باللہ، بسم اللہ اور دعاء قنوت پر جھر کرنا۔ سو احناف کثر اللہ سوادھم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جھر تعلیم کے لئے تھا۔ اور تعلیماً جہر جائز ہے اور سنت اس میں اخفاء ہے۔

قارئین کرام! مستثنیات میں نہایت اختصار کر کے یہ واضح کیا گیا کہ جہاں ذکر بالجھر ثابت ہے وہاں ذکر بالجھر سنت اور موجب خیر کثیر اور ثواب ہے اور اسکے علاوہ ذکر بالجھر بدعت اور خلاف سنت ہے

مولانا عبد الحئی لکھنویؒ اور ذکر بالجھر

مولانا عبد الحئی نے مجموعۃ الفتاوی سے پہلے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ذکر بالجھر کے لئے کچھ مواد جمع کیے ہیں جن کا انشاء اللہ دلائل جھر میں

جائزہ لیا جائیگا۔

لیکن یہاں آپکے فتاوی سے کچھ ادھوری عبارات نقل کرتا ہوں انشاء اللہ مکمل عبارات بعد میں نقل کرونگا۔ اور انشاء اللہ ان ادھوری عبارات سے بھی رسالہ "سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر" کا مقام اس رسالہ پر خوشی سے ناچ کرنے والوں کو معلوم ہو جائے گا بشرطیکہ انصاف پسند ہوں ورنہ دنیا میں ضد دھٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

نماز کے بعد ذکر جہری کرنا

سوال (١٤٥) آجکل ہر نماز کے بعد لوگ باواز بلند تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سر بھی دھنتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ یا انکے بعد امام اعظم اور ان کے شاگردوں کے دور میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔ اور اگر کسی سے منقول ہے تو اس طریقہ کو رواج دینا ہمارے لئے کیسا ہے۔ اور اگر منقول نہیں تو اس طریقہ مروجہ کا کیا حکم ہو گا۔ اور لوگوں کو اس سے منع کرنا ضروری ہے یا خاموشی اختیار کی جائے۔ اور ہمارے حنفی مذہب میں اس ذکر کے علاوہ جو ذکر ثابت ہے اسکو باواز بلند پڑھنا افضل ہے یا آہستہ۔

جواب اس قسم کا ذکر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ وغیرہم کسی سے منقول نہیں۔ اور علماء حنفیہ اور غیر حنفیہ کی تصریح ہے کہ نماز کے بعد آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے۔ .... اسی کتاب مدخل میں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دوسری جگہ ہے ولیحذرو اجمیعا من الجھر بالذکر والدعاء عند الفراغ من الصلوٰۃ کان فی جماعۃ فان ذلك من البدعۃ انتھی۔

اور نصاب الاحتساب (ص ۳۰۶ مطبوعہ مکہ مکرمہ) میں ہے :

اذا کبر وابعد الصلوٰۃ جھرا یکرہ وانہ بدعۃ یعنی سوی ایام النحر والتشریق انتھی۔ اس قسم کی بہت عبارتیں ہیں کہ جن سے چند مخصوص مواقع کے علاوہ ذکر جہری کی کراہت ثابت ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل میرے رسالہ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں ہے

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ذکر جہری ایام تشریق کے علاوہ اگر اتفاقاً کبھی ہو جائے تو حرج نہیں بشرطیکہ جہر بہت زائد نہ ہو اور اگر اس جہر سے مقصود تعلیم ہو تو بھی جائز ہے جیساکہ سوال میں مذکور ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ۔ اور سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے واللہ اعلم (فتاوی مولانا عبدالحی اردو ص ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰)

مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن لکھتے ہیں

نماز کے بعد التزام لاالہ الااللہ وغیرہ ذکر کا بدعت ہے۔

سوال نمبر (۵۴) ہر فرض نماز کے بعد زور سے لاالہ اللہ تین بار پڑھنا۔ اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا اور اسکے بعد اللھم انت السلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نا جائز ہے۔۔۔۔

...ہر فرض نماز کے بعد التزام اسکا بدعت اور مکروہ ہے

...حتار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا

...ہر چند کہ ذکر جہر جائز و مستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام

...کے ساتھ خصوصاً جبکہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے لاریب

...بت بلکہ مکروہ ہے بدعت ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص

...۱۰۱ ج ۱)

...اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں

...نماز (پنجگانہ فجر و عصر کے بعد مل کر بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت

...ہر نماز کے بعد یا فجر و عصر کے بعد سارے نمازی ملکر جہر الاالہ الااللہ

...ہیں۔ اور اس کا سختی کے ساتھ التزام کرتے ہیں۔ حالانکہ سب کے

...بزرگوں نے نہیں کیا تھا بلکہ خاص لوگوں کو (برائے تعلیما) بتلایا تھا۔

...جاہلوں نے اس حکم کو عام ہی بنالیا۔ اور التزام کر لیا۔ اسی واسطے علماء

...اس کو بدعت کہا۔ اب اُن پر آوازے کسے جاتے ہیں کہ

...بھائی ذکر اللہ بھی بدعت ہو گیا۔ (اشرف الجوب ص ۱۴۵)

...نوی صاحبؒ ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں۔ مسئلہ نمبر ۴۔ ذکر جھر مشائخ

...کی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بہت

...اری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو

...سونے والے کی نیند خراب نہ ہو۔ اور جہاں اسکا احتمال ہو (جیساکہ آجکل

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بشب جمعہ اور جمعہ کے دن مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر ذکر کرتے ہیں۔
اور بالکل گلے پھاڑ پھاڑ کر خوب چلاتے ہیں یہ غلط ہے انکو چاہئیے کہ اپنے اعمال ضائع نہ کریں اور) آہستہ ذکر کریں اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو (غلط مسئلے ۱۶ مولانا اشرف تھانویؒ)۔

باب چھارم

دور حاضر کا ذکر یقینی بدعت ہے

ہمارے زمانے میں جو ذاکرین ذکر کرتے ہیں اور اسکے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یقینی بدعت ہے۔ تفصیل سے پہلے بطور اختصار چند امور ذکر کرتا ہوں جن کی وجہ سے یہ ذکر قطعی طور پر بدعت ہے۔

۱:- یہ صرف بشب جمعہ اور بروز جمعہ کیا جاتا ہے جو تخصیص ہے۔

۲:- اس کے لئے ختم خواجگان کیا جاتا ہے۔

۳:- اسمیں تداعی اجتماع اور اظہار ہے۔

۴:- اس سے پہلے نعت کسی گیت گانے کی طرز پر پڑھی جاتی ہے۔

۵:- اسمیں تصنع ہے۔

۶:- اس مین بلند آوازیں ہوتی ہیں۔

۷:- اسمیں بے معانی الفاظ ہوتے ہیں۔

۸:- اسمیں کودنا اچھلنا ہوتا ہے۔

۹:- مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

maktabatulishaat.com

۱۰:- اطمینان وو قار جاتا ہے۔

۱۱:- تضیع مال ہوتا ہے کپڑے پھاڑے جاتے ہیں۔

۱۲:- بیک آواز ذکر ہوتا ہے۔

۱۳:- وجد دلانا ہوتا ہے۔

۱۴:- اللہ محبوب دیکھنے کے دعوے ہوتے ہیں

۱۵:- اس وجد وذکر کو بس کرنا درود شریف سے ہوتا ہے

(ا) ذکر اور تخصیص اوقات

پہلے بدعت کی تعریف ملاخطہ کیجئے تاکہ آگے بات سمجھنے میں دقت نہ ہو۔
علامہ شاطبیؒ نے بدعت کی تعریف یوں کی ہے :۔

طریقة فی الدین مخترعة تضاعی الشرعیة یقصد بالسلوك علیها المبالغة فی التعبدلله سبحانه .(الاعتصام ص ۳۷ ج۱)۔

علامہ علی محفوظؒ لکھتے ہیں

وهو ما احدث بعد النبی ﷺ علی انه دین وشرع بان یجعل من الدین ما لیس منه بناء علی تاویل وشبهة غیر معتد بها (الابداع فی مضار الابتداع ص ۲۸)۔

جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں

والبدعة عبارة عن فعِلَة تصادم الشریعة بالمخالفة او توجب التعاطی علیها بزیادة او نقصان .(الامر بالاتباع والنهی عن الابتداع ص ۸۱)۔

Scanned by CamScanner

امام برکوی لکھتے ہیں :

هو الزيادة فى الدين او النقصان منه الحادثان بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لأصر يحا ولا اشارة (طريقه محمديه ص ۳۱)۔

خلاصہ ما سبق تعریفات اور مفتی محمد شفیع

بدعت کی تعریف میں عبارات نقل کی گئیں اسکا معنی و مطلب مفتی صاحب کی عبارت سے واضح ہو جائے گا۔ اس لئے اختصار سے کام لیا گیا۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں :-

بدعت کی تعریف :- اصل لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادات سے متعلق ہو یا عادات سے اور اصطلاح شرع میں ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں اسکا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولا ثابت ہو نہ فعلا نہ صراحۃ نہ اشارۃ (۔ سنت وبدعت ص ۱۱)۔

قارئین کرام! آپ نے گزشتہ بدعت کی تعریفات سے یہ معلوم کیا ہوگا۔ کہ جو عمل اور طریقہ رسول اللہ ﷺ اور آپکے صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو۔ حالانکہ اور ضرورت، سبب اور داعیہ اس وقت بھی موجود تھیں تو یہ چیز بدعت

ہوگی۔ اب آیئے ذکر کے لئے شب جمعہ اور روز جمعہ کی تخصیص تو یہ بدعت ہے۔ کیونکہ ذکر اور اسکا اهتمام تو اس وقت بھی تھا۔ لیکن یہ تخصیص ثابت نہیں۔

فرمان الٰهی ہے **واذكر ربك فى نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تكن من الغافلين** .

اس آیت میں عموم اوقات کا بیان ہے اور فرمان ربانی ہے **واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون** اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

ولا يزال لسانك رطبا بذكر الله۔ ان ارشادات مبارکہ میں ہفتہ میں دومرتبہ ذکر کرنے کا بیان نہیں اور پھر جب اس کے ساتھ اور بھی بہت سے هئیات محدثہ ہوں۔ یہ ایسی بدعت ہے جیسے جمعہ کی شب کو تہجد اور دن کو بصوم خاص کرنا۔

ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

لا تختصو الیلة الجمعة بقيام من بين الليالى ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام . (مسلم ص ۳۶۱ ج ۱)۔

جمعہ کی رات کو دیگر راتوں میں تہجد کے لئے خاص نہ کریں اور جمعہ کے دن دیگر دنوں میں روزہ رکھنے لئے کے خاص نہ کریں۔ اسی قسم کی احادیث مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھیے (بخاری کتاب ۳۰، کتاب الصوم باب ۶۳ باب صوم يوم الجمعة ، سنن دارمی ص ۵۲۱، کتاب الحوادث والبدع ص ۱۰۷، الامر بالاتباع والنهى عن الابتداع ص ۱۶۲، ۱۶۳،

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابن ماجه کتاب ۷، کتاب الصوم باب ۳۷ باب فی صیام یوم الجمعة ،ابو داؤد ك ١٤ ب ٥١، ٥٣ . ترمذی ص ۱۵۷ ج ۱، مسند احمد ص ۲۸۸ ج ۱) اور دیگر کئی صفحات اور جلدوں میں مسند احمد کے آئی ہیں۔

عبادات کے لئے از خود تعین اوقات بدعت ہے

علامہ شاطبیؒ لکھتے ہیں ومنها التزام العبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين فی الشريعة (الاعتصام ص ۳۹ ج ۱)۔

اور انہی بدعات میں سے خاص اوقات میں ایسی عبادات معلومہ کا التزام کرنا۔ جن کے لئے شریعت میں وہ اوقات مقرر نہیں کیے گئے ہیں

قارئین کرام ہمارے شریعت میں ذکر اذکار کے لئے شب جمعہ اور جمعہ کہاں سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ بدعت ہے ہمارا دین مکمل ہو چکا ہے فرمان خداوندی ہے:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی ورضيت لكم الاسلام دينا (المائده)۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

فما لم يكن يومئذ دينا فلا يكون اليوم دينا

(الابداع فی مضار الابتداع الشيخ علی محفوظ ص ۱۰۸، ۱۷۱. اعتصام ص ۴۹ ج ۱ ،۱۸ ج ۲)۔

پس جو چیز اس وقت دین نہیں تھا وہ آج دین نہیں بن سکتا۔

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں

قال اللہ تعالی۔ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی ورضيت لكم الاسلام دينا . فلا نحتاج فی تكميله الی امر خارج عن الكتاب والسنه (شرح فقه اكبر ص ۱۱)

میں نے تمھارے لئے دین مکمل کیا اور تم پر احسان پورا کیا اور میں نے تمھارا دین اسلام کو پسند کیا سو ہم تکمیل دین میں قرآن و سنت کے علاوہ کسی اور خارجی چیز کے محتاج نہیں

قرآن و سنت میں اس قسم کی تخصیص کرنا اپنے آپ کو شارع تصور کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل ذکر اذکار میں اس تخصیص کے بالکل خلاف تھا آپ ہر وقت اللہ تعالی کو یاد کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ۔ يذكر الله عز وجل علی كل احيانه (مسلم ك ۲ باب ۳۰ حديث ۳۷۳ ابوداؤد كتاب الطهارة باب ۹. حديث ۱۸. داراحياء التراث العربی .ابن ماجه ك ۱. ب ۱۱. حديث ۳۰۲)۔

سنن الترمذی ك ٤٩ . كتاب الدعوات باب ۹ . حديث ۳۳۸٤ .مسند احمد ص ۷۰، ۱۵۳، ۲۷۸، ج ٦ .رياض الصلحين ٥٤٣)۔

حاصل یہ کہ یہ تخصیص بشب جمعہ اور بروز جمعہ کا بدعت ہے رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل دونوں کے خلاف ہے۔

(قول ولا يزال لسانك رطبا بذكر الله). فعل كان رسول الله

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ﷺ یذکر الله عزوجل علی کل احیانه .

الله پاک ھمارے زمانے کے ذاکرین کو سوچ وھدایت نصیب فرما کر کامیاب وکامران کرے وماذلک علی الله بعزیز آمین وصلی الله علی النبی الامی الامین۔

(۲) ختم خواجگان کی حقیقت

اس زمانے مین ایک پیر۔ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی اپنے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ بناتاہوں اور ختم خواجگان کرتاہوں جوکہ مندرجہ ذیل ہے

ختم خواجگان :

ا۔ فاتحہ شریف۔ ہفت مرتبہ۔

۲۔ استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه ۔صد۱۰۰امرتبہ۔

۳۔ درود شریف۔ اللهم صلی علی محمد واله وبارك وسلم علیه صد۱۰۰امرتبہ۔

۴۔ الم نشرح .... ۹ مرتبہ۔

۵۔ سورۃ اخلاص ہزار مرتبہ ۱۰۰۰۔

۶۔ فاتحہ شریف ہفت مرتبہ ۔ ۷، درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت ابوبکرؓ

ا۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔

maktabatulishaat.com

۲۔ سبحان الله وبحمده پانچ سو مرتبہ ۵۰۰۔

۳۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔

ختم خلفاء ثلاثه یعنی حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔

ا۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰

۲. سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر پانچ سو مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰

ختم امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ الله علیہ۔

ا۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔

۲. ولا حول ولا قوة الا بالله .پانچ سومرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔ للامام المجدد الالف الثانیؒ

ختم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔

ا۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔

۲. حسبنا الله ونعم الوکیل پانچ سومرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰

ختم خواجه معصوم اول قدس سره

ا۔ درود مذکور سومرتبہ ۱۰۰۔

Scanned by CamScanner

۲۔ لا الٰہ الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین پانچ سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ۔

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

۲۔ اللھم یا خفی اللطف ادر كنا بلطفك الخفی، سو مرتبہ ۱۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

ختم حضرت مولانا صاحب محمد ھاشمؒ

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲۔ اللھم یا اخفی اللطف ادر كنا بلطفك الا خفی پانچ سو مرتبہ ۵۰۰۔

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب۔

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲۔ سورۃ لایلف قریش پانچ سو مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ۔

۱۔ درود شریف مذکور سات مرتبہ ۷۔

۲۔ حسبنا اللہ ونعم الو كیل نعم المو لی ونعم النصیر ۔

سو مرتبہ ۱۰۰۔

درود شریف مذکور سات مرتبہ ۷۔

ختم حضرت علی نبینا وعلیہ الصلوۃ السلام

۱۔ درود شریف مذکور سات مرتبہ۔

۲۔ وافوض امر ی الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ۱۰۰ (سو مرتبہ)

۳۔ درود شریف مذکور۔ سو مرتبہ ۱۰۰.........

(ھدایت السالکین ص ۳۰۴.....۳۰۶)

یہ طریقہ ختم (ختم خواجگان) بدعت ہے قرآن و سنت میں اسکا کوئی ثبوت نہیں اور نہ خلفاء راشدین سے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ کہ کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "ختم حضرت ابوبکرؓ" پڑھی ہو یا کبھی حضرت عثمان رضی اللہ نے "ختم حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنھما" کی ہو یا حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی ختم پڑھی ہو۔ یا کسی تابعی یا تبع تابعین میں سے کسی نے یہ فعل کیا ہو کہ خلفاء راشدین کی ختم کی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم .... (بخاری ص ۳۶۲ ج۱ مسلم ص ۳۰۹ ج۲ مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۳۹)۔

اور ارشاد فرمایا فانہ من یعش بعد ی فسیرٰی اختلافا كثیرا فعلیكم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسكو ابھا وعضو اعلیھا بالنواجذ وایاكم والمحدثات فان كل محدثۃ بدعۃ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

[و قال ابو عاصم مرة] وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعة ضلالة (سنن دارمی ص ۵۹. ابن ماجه ص ۵ . ابو داؤد ص ۲۸۷ ج۲ ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع حدیث ۲۶۷۶ ریاض الصالحین ص ۱۱۳ . مسند احمد ص ۱۲۷،۱۲۶ ج٤ مشکوۃ ص ۳۰)۔

اور ارشاد فرمایا ہے :اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الهدی هدی محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة.(مسلم ص ۲۸۵ ج۱ سنن دارمی ص ۸۵. ابن ماجه ص ٦ . مشکوۃ ص ۲۷. ریاض الصالحین ص۱۱۹)

اور رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد .(بخاری ص ۳۷۱ ج۱ مسلم ص ۷۷ ج۲ . ابو داؤد ص۲۸۷ ج۲. ابن ماجه ص ۳. مشکوۃ ص۲۷. مسند احمد ص ۲۷۰ ج٦ . ریاض الصالحین ص ۱۱۹)۔

جب یہ عمل ختم خواجگان خیر القرون مشہود لھابالخیر میں نہیں تھا تو یہ محدثات الامور میں سے ہے اور ہر محدث بدعت ہے۔اور ہر بدعت ضلالت وگمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کا رفعت مقام ومرتبہ گزشتہ صفحات میں آپ مطالعہ کرچکے ہیں۔

فرماتے ہیں: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم .(سنن دارمی ص ۸٤)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین کی اتباع میں نجات

...عت میں نہیں لھذا یہ عمل بدعت ہے۔اور بدعت کارِ خیر نہیں۔

...کرار سورت اور بدعت

...ں ختم محدث میں ایک عمل اور بھی ہے جو بدعت ہے۔اس میں سورۂ ...نچ سات مرتبہ؛ سورۂ الم نشرح ۹ مرتبہ،اور سورۃ اخلاص ۱۰۰۰ مرتبہ ...یا اسی طرح سورۂ قریش ۵۰۰ مرتبہ ہے۔

...کرار بدعت ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی سے ثابت نہیں۔

...ضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں۔

کل عبادة لم یتعبدها اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تتعبدوها فان الاول لم یترك للاخر مقالا . (الاعتصام کتاب الحوادث والبدع ص۲۹۷،۲۹۸ للطرطوشیؒ)۔

...ر عبادت جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے نہیں کی ہو۔سو وہ عبادت نہ کیا جائے۔کیونکہ پہلے والوں نے بعد والوں کے لئے بات کرنے کا موقع ...نہیں دیا ہے۔

...ل سنت والجماعت کی تعریف

...مارے زمانے کے ذاکرین بہت فخر کے ساتھ اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔شاید یہ حوالہ انکے لئے تریاق ثابت ہو جائے۔

...علامہ ابن کثیر اہل سنت والجماعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

واما اهل السنة و الجماعت فیقولون فی کل فعل وقول لم

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يثبت عن الصحابة ؓ هو بدعة لا نه لو كان خيرا لسبقونا اليه لا
نهم لم يتركو اخصلة من خصال الخير الا وقد بادرو االيها
(ابن کثیر ص ۱۵٦ ج ٤)۔

اور اہل السنہ والجماعت جو ہیں سووہ ہر فعل و قول کے بارے میں جو صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو ۔ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ (فعل و قول) نیکی ہوتی تو وہ ضرور اسکو ہم سے سبقت لے جاتے۔ کیونکہ انھوں نے نیکی کی کوئی عادت نہیں چھوڑی بلکہ اسمیں جلدی کی ہے۔ اور اس پر عمل کیا ہے ۔

اسی تکرار سورت پر جب سلف صالحین نے عمل نہیں کیا تو یہ بدعت ہے اہل سنت اس پر کبھی بھی عمل نہیں کریں گے۔ بشر طیکہ اصل اہل سنت ہوں کیونکہ :

نہ مے باشد مخالف قول وفعل راستان باہم
کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

الشیخ علی محفوظؒ لکھتے ہیں

وان تكرار السورة الواحدة فى التلاوة اوفى الركعة الواحدة من البدع المكروهة فان التلاوة لم تشرع على هذا الوجه ولا ان يخص من القرآن شئى دون شئى لا فى صلاة ولا فى غيرها فصار المخصص لها عاملا برأيه فى القصد لله تعالى فقد اخرج

ابن وضاح عن مصعب قال سئل سفيان عن رجل يكثر قراءة (قل هو الله احد) لا يقرأ غيرها كما يقرأها فكرهه وقال انما انتم متبعون فاتبعوا الاولين ولم يبلغنا عنهم نحو هذا وانما انزل القرآن ليقرأ ولا يخص شئى دون شئى وخرج ايضا فى العتبية من سماع ابن القاسم عن مالك رحمة الله انه سئل عن قراءة (قل هو الله احد) مرارا فى الركعة الواحدة فكره ذلك وقال هذا من محدثات الامور التى احدثوا . ومحمل هذا عند ابن رشد من باب الذريعة ولا جل ذلك لم يأت مثله عن السلف . وان كانت تعدل ثلث القرآن كما فى الصحيح فالتكرار عمل محدث فى عمل مشروع الاصل بناء على ما قاله ابن رشد اے ان هذه السورة احتوت على التوحيد ومن

يقرؤها

ويتدبرها كانه قرأ ثلث القرآن ومع ذلك كان السلف يكرهون تكريرها والمداومة عليها دون غيرها خشية ان تصير عادة لبدخلها الابتداع (الابدع فى مضار الابتداع ص ٤٢.٤٣ كتاب الحوادث والبدع ص ٢٩٦)

اور ایک سورۃ کی تکرار تلاوت میں ہو یا ایک رکعت میں ہو مکروہ بدعات میں سے ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے تلاوت مشروع نہیں اور نہ قرآن

کریم میں سے کسی سورت کو دیگر سورت سے خاص کیا گیا ہے نہ نماز میں اور
نہ غیر نماز میں۔ سو اسکی تخصیص کرنے والا اللہ تعالی کو ارادہ کرنے میں اپنی
رائے پر عمل کرنے والا ہے (جو صحیح نہیں) سو محمد بن وضاحؒ نے مصعب
سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے سفیان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو
(قل هو الله احد) مکرر پڑھتا ہے اسکے علاوہ اسی طرح نہیں پڑھتا۔ تو
آپ نے اس کو مکروہ قرار دیا اور فرمایا کہ بیشک آپ اتباع کرنے والے ہیں
سو اولین (صحابہ کرام، سلف صالحین) کی اتباع کریں۔ اور ہمیں ان سے
اسی طرح نہیں پہنچا۔ اور بیشک قرآن کریم تو پڑھنے کے لئے نازل کیا گیا
ہے اور اسی سے کوئی سورت دیگر سورت سے خاص نہیں کی جائیگی اور اسی
طرح عتبیہ میں امام مالکؒ سے ابن قاسم کی سماع ذکر کیا ہے کہ امام مالک
رحمہ اللہ علیہ سے ایک رکعت میں (قل هو الله احد) مکرر پڑھنے کے
بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ ان
امور بدعات سے ہے جو لوگوں نے ایجاد کئے ہیں۔ اور اسکا محمل ابن رشد
کے نزدیک (یہ ہے کہ یہ ذریعہ کے باب سے ہے.......... جس کی
اصل مشروع ہو لیکن زیادت کی وجہ سے بدعت بن گئی۔ اور اسی وجہ سے
سلف سے اس قسم کی نقل نہیں آئی۔ اگرچہ یہ سورت ایک تہائی قران
کریم کے برابر ہے جیسا کہ صحیح روایت میں ہے، سو تکرار اصل مشروع
عمل میں بدعت کی عمل ہے۔ جیسا کہ ابن رشد نے فرمایا ہے یعنی یہ

سورت اللہ تعالی کی توحید پر مشتمل ہے۔ اور جس نے اسکو پڑھا اور اس میں
سوچا گویا کہ اُس نے ایک تہائی قران کریم پڑھ لیا۔ اور اس کے باوجود سلف
اسکی تکرار اور اس پر دوام کو کہ اس کے علاوہ نہ پڑھے گا مکروہ جانتے تھے۔
اس خوف سے کہ عادت نہ بن جائے سو اس میں بدعت داخل ہو جائی گی۔

محمد بن وضاحؒ نے باب قائم کیا ہے

باب تخصیص السور والآيات مکروہ پھر حضرت مصعب اور ابن القاسم
رحمہا اللہ کی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا بیان ہو گیا۔ (کتاب البدع والنهی عنها
ص ۴۳، ۴۴)

خلاصہ یہ کہ ختم خواجگان دو وجوہ سے بدعت ہے اول خود یہ طریقہ غیر
ثابت ہے دوسری وجہ تکرار سورۃ جس طرح کہ اس میں ہے بدعت ہے۔
جس سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

مگر جو تکرار منصوص ہے وہ بدعت نہیں بلکہ اب بھی مسنون ہے
کوئی بھی اعتراض نہ کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف ہے "عن عروة عن
عائشة رضي الله عنها ان النبي ﷺ كان اذا أوى الى فراشه
كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما قل هو الله احد
وقل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ثم يمسح بهما
...... يفعل ذالك ثلاث مرات"۔

حضرت عروہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

رسول اللہ ﷺ ہر رات جب اپنی بستر ے کو تشریف لے آتے تو دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے اس میں پھونک مارتے تھے سوا س میں معوذات تین مرتبہ پڑھتے تھےاور ہر مرتبہ اپنی جسد مبارک پر ہاتھ پھیرتے تھے - (یہ حدیث بخاری ص ۷۵۰ ج۲ کتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذات اور تر مذی میں ص ۱۷۷ ج۲ ابواب الدعوات باب ما جاء فیمن یقرأ من القرآن عند المنام اور ابن ماجہ میں ص ۲۷٦ ابواب الدعاء باب ما یدعوبھاذا آوی الی فراشه فتدبر و لا تکن من العاجلین)۔

(۳) تداعی، اجتماع اور اظہار

اس ذکر مذکور میں تداعی، یعنی مریدوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ شب جمعہ کو، یابعد نماز جمعہ مجلس ذکر ہو گی۔ اور وہ دوسرے لوگوں کو اس میں دعوتِ شرکت دیتے ہیں اور ایک خاص هئیدت والتزام کے ساتھ اجتماع اور اظہار ہوتا ہے ذکر اذکار میں بلندی درجات اور اصلاح نفس ہے اور نفلی عبادت ہے اس میں تداعی، اجتماع، اظہار اور التزام کیفیت خاصہ بدعت ہے نفلی عبادت میں تداعی اور اجتماع یا اظہار والتزام نہیں ہو تا ورنہ عبادت بدعت بن جاتی ہے۔

دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں

الشیخ ابراھیم الحلبی الحنفیؒ صلوۃ الرغائب وغیر ھا پر تردید

کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ واعلم ان النفل با لجماعة علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ما عدا التراویح وصلوۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلة اول جمعه من رجب وصلوۃ البراءۃ لیلة النصف من شعبان وصلوۃ القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بدعةمکروھة ۔ (کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۴۳۲، ۴۳۳)۔

سمجھ لو کہ باجماعت نفل پڑھنا بطریقہ تداعی نماز تراویح، کسوف اور استقاء کے علاوہ جیسا کہ گزر چکا ہے مکروہ ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ہر ایک صلوۃ الرغائب جو ماہ رجب کی پہلی جمعہ کی رات کو پڑھی جاتی ہے اور صلوۃ البراءت جو پندرہ شعبان کی رات کو ادا کی جاتی ہے۔ اور صلوۃ قدر جو ستائیس رمضان کی رات کو ادا کی جاتی ہے مکروہ بدعت ہے۔

نوٹ : ایک دو کی شرکت سے جو بغیر کسی اهتمام کے اتفاقا ہو جائے یہ بدعت نہیں التزام بدعت ہے۔

یہی مضمون اور اسکا بدعت ہونا(شامی رد المحتار اور الدر المختار ٥٦٤ ج۱ اور فتاوی دار العلوم دیو بند ۲۲۲؛۲۲۳؛۲۲٤ ج٤) وغیرہ میں دیکھئے

دوسری مثال صلوۃ الضحی

صلوۃ الضحی کی ترغیب میں بہت سے احایث وارد ہیں۔ جو تقریبا احادیث کی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اکثر کتابوں میں ہیں یہاں تک کہ مسند احمد بن حنبلؒ میں تو روایات سے ایک قسم دوام بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ص ۸۹، ج ۱، ۲۱۔ ۳۶، ج ۳۔ ۷۶ اج ۶۔ لیکن پھر بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسکو بدعت کہتے ہیں جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے۔ فاذا عبدالله بن عمر جالس الى حجرة عائشة واذاالنا س يصلو ن فى المسجد صلوة الضحى قال فسألنا ه عن صلاتهم فقال بدعة (بخاری ص۲۳۸ ج۱. مسلم ص۴۰۹ ج۱).

حضرت امام مجاہد کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عروہ بن زبیر مسجد میں داخل ہوگئے سو اچانک ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں صلوۃ الضحیٰ پڑھتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے کہ یہ بدعت ہے۔

علامہ بدرالدین عینی الحنفیؒ نے ایک اہم توجیہ یہ کی ہے کہ۔ وقیل ارادان اظهارها فى المسجد والا جتماع لها هو البد عة لاان نفس تلك الصلاة بدعة وهذا هو الا وجه . (عینی ص۱۱۱ ج۱۰).

اور کہا گیا ہے کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اسکا اظہار مسجد میں اور اس کے لئے اجتماع یہ بدعت ہے۔ یہ نہیں کہ خالص یہ نماز ہی بدعت ہے اور یہ

maktabatulishaat.com

بہترین توجیہ ہے۔

قارئین کرام! بات واضح ہے کہ اس اجتماع التزام اور اظہار کی وجہ سے اسکو بدعت کہا ورنہ صلوۃ الضحیٰ تو سنت ہے حضرت عائشہؓ نے اس پر دوام کیا ہے۔ اسی طرح اس مجلس ذکر میں تداعی اجتماع والتزام اور اظہار کی کیفیت خاصہ ہوتی ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں لھذا یہ بھی بدعت ہے۔ یہ دو مثالیں تو صرف توضیح کے لئے دی گئی ورنہ اصل بات تو یہ ہے کہ اسکا وجود قرون مشہود لھابالخیر میں نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (بخاری ص ۳۷۱ ج۱ مسلم ص۷۷ ج۲ .ابو داؤد ص۲۸۷ ج۲) وغیرہ اور آپ ﷺ نے ارشاد کیا ہے کہ۔ من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد . (مسلم ص۷۷ ج۲)

۴) اس سے پہلے نعت پڑھنا

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع کیا ہے۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ وان تنشد فيه الا شعار . (ابو داود ص۲۶۹ ج۲. نسائی ص۱۱۷ ج۱ ابن ماجه ص۵۵ مسند احمد ص ۴۳۴ ج۳)۔

اور یہ کہ مسجد میں اشعار پڑھے جائیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لان يمتلئ جوف احدكم قيحا

Scanned by CamScanner

خیرلہ من ان یمتلی شعرا ۔ (مسلم ص ۲٤۰ ج ۲) .

بخاری ك ۷۸ ب ۹۲ ح ٦١٥٥،٦١٥٤ . سنن ابی داؤد ك ٤۰ ب ۸۷ ح ۵۰۰۱ . سنن دارمی ك ۱۹ ب ٦۹ ح ۲۷۰۷ مسند احمد ص ۳۹ ج ۲ . ص ۸ ص ٤١ ج ۳ اتحاف الخیرۃ المهریه ص ۳٦ ج ۷)۔

بیشک آپ میں سے ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے اسکا پیٹ بھر جائے اس سے مراد یہ ہے کہ اُس پر شعر غالب ہو مسلط ہو اسی طرح کہ اسکو قرآن کریم اور دیگر علوم شرعیہ اور ذکر اذکار سے مشغول کیا ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہیں کہ علوم شرعیہ قرآن کریم اور ذکر اذکار سے کچھ شغف نہیں بلکہ ہمیشہ شعر شاعری میں سرشار ہیں یہاں تک کہ انکا اثر عوام میں بھی بہت خطرناک رونما ہو گیا ہے کہ جب انکو خالص قرآن وحدیث سے وعظ و نصیحت کی جاتی ہے۔ تو وہ مسجد میں سے جاکر حجروں میں بیٹھ کر سگریٹ وغیرہ پی لیتے ہیں اور گپ شپ لگاتے ہیں۔ اور جب نعت خوانی ہوتی ہے شاعر شعر میں لگتا ہے تو مسجد بھر بھر جاتی ہے کیونکہ وہ نعت واشعار گانے کے طرز پر ہوتے ہیں اور ایسی نقل وحرکت اور اداؤں سے پڑھ جاتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ فقاتلهم اللہ ای علم افسدوا.

بلکہ حضرت سعید خدریؓ کی روایت میں ایسے شاعر کو شیطان قرار دیا ہے آپ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرج مقام کو جا رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر اشعار پڑھنے لگا۔ فقال رسول اللہ ﷺ

خذوا الشیطان او امسکو ا الشیطان لا ن یمتلئی جو ف رجل ...(مسلم ص ۲٤۰ . مسند الامام احمد ص ۸ ص ٤١ ج ۳)۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شیطان کو پکڑو۔ یا اس شیطان کو روکو بیشک ایک آدمی جسکا پیٹ پیپ سے بھر جائے.

امام بخاری نے بھی باب اسی طرح باندھا ہے

باب ما یکره ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصده عن ذکر اللہ والعلم والقرآن . (کتاب الادب)۔

یہ باب ہے اس میں کہ انسان پر شعر غالب ہو جائے یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالی کے ذکر اذکار علم اور قرآن کریم سے روک دے یہ مکروہ ہے۔

حضرت لبید بن ربیعہؓ ایک مشہور اور شریف شاعر تھے جب ایمان لائے تو شاعری چھوڑ دی۔

وقد ترك الشعر بعد الاسلام وقال یکفینی القرآن فهو نعم البدل من الاشعار (فتح المغلقات علی السبع المعلقات ص ٤٦)۔

اور تحقیق اسلام قبول کرنے کے بعد شعر پڑھنا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مجھے قرآن کریم ہی کافی ہے سو یہ اشعار کا نعم البدل ہے

وقال اکثر اهل الاخبار یقل شعر امنذ اسلم و کان شریفا فی الجاهلیة والاسلام (اسد الغابة فی معرفة الصحابه ص ۲٦۱ ج ٤)۔

اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ جب سے آپ نے اسلام قبول کیا شعر نہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

پڑھا اور وہ جاھلیت واسلام دونوں عہدوں میں شریف تھے۔

وقال عمر بن الخطاب یوما للبید بن ربیعہ انشدنی شیئا من شعرك فقال ما کنت لا قول شعرا بعد ان علمنی اللہ البقرة وآل عمرآن فزادہ عمر فی عطائہ خمسمائة وکان الفین . (اسد الغابة فی معرفة الصحابہ ص ٢٦٢ ج ٤، الاصابة فی تمیز الصحابة ص ٣٢٦ ج ٣)۔

اور حضرت عمرؓ نے ایک دن لبید بن ربیعہ کو فرمایا کہ مجھے اپنے شعر سے کچھ سناؤ تو آپ نے فرمایا کہ جب سے مجھے اللہ تعالی نے سورت بقرۃ اور آل عمران سکھائے ہیں شعر نہیں پڑھونگا۔ سو حضرت عمرؓ نے (اس پر نہایت خوش ہو کر) آپکے عطیہ میں جو دو ہزار تھی پانچ سو روپیہ اور اضافہ کیا جو آپکو حضرت معاویہؓ کے خلافت تک ملتا تھا بلکہ مرتے دم تک جاری تھا اور آپ شاعر بھی ایسے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ آپکے ایک شعر کو "اصدق کلمہ" سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ اصدق کلمہ قالها شاعر کلمة لبید. الا کل شئی ما خلا اللہ باطل (مسلم ص ٢٣٩ ج ٢ اسد الغابة ص ٢٦١ ج ٤)۔

خبردار اللہ تعالی کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ خود عائشہ صدیقہ بنت صدیقؓ آپکے لئے دعا اور رحم کیا کرتی تھیں اور آپکا یہ شعر پڑھا کرتی تھیں:

ذھب الذین یعاش فی اکنا فھم

وبقیت فی خلف کجلد الا جرب

(اسد الغابہ ص ٢٦١ ج ٤)

وہ لوگ چلے گئے جن کے سایہ میں زندگی گزاری جاتی تھی اور میں نااہلوں میں خارشی چرم کی طرح رہ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شعر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ھو کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح . (اتحاف الخیرة المھرة ص ٥٣٦ ج ٧)

یہ ایک کلام ہے سو اسکا اچھا اچھا ہے اور برا برا۔ اور اسی وجہ سے تو رسول اللہ نے اعشی شاعر کے دو قصیدوں کے پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ زعم انہ اشرك فیھا . (اتحاف الخیرة المھرة ص ٥٣٦ ج ٧)

فرمایا اس نے ان دونوں میں شرک کیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے موھوم شرکی اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے چند چھوٹی بچیاں ایک خوشی کے موقعہ پر جنگ بدر کے شھداء کے بارے میں اشعار پڑھتی تھیں کہ ایک لڑکی نے شعر پڑھی:

''و فینا نبی یعلم ما فی غد''

فقال النبی ﷺ لا تقولی ھکذا وقولی ما کنت تقولین (بخاری ص ٧٧٠ ج ١، ابوداؤد ص ٣٢٦ ج ٢، ترمذی ص ٢٠٧ ج ١، ابن ماجہ ص ١٣٨)

ہم میں ایسے نبی ہیں کہ جو کل و مستقبل کے حالات جانتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا کہ اسی طرح نہ بولو اور وہ بولو جو تم بولتی تھیں ہاں جن لوگوں پر شعر و شاعری غالب نہیں انکو کبھی کچھ اشعار پڑھنا جائز ہے مصر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نہیں اور اُن سے اشعار سننا بھی جائز ہے۔ خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سنے ہیں۔ اور جن اشعار میں مشرکین سے انتقام لینا ہو یا انکی ھجو ہو جیسے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار یا کوئی بیان مسائل اور علمی خدمات ہوں جیسا کہ الفیہ ابن مالک محمد بن عبداللہ ہے جسمیں ایک ہزار (۱۰۰۰) اشعار ہیں نحوی کتاب ہے یا امام ابن قیمؒ کی القصیدۃ النونیہ وغیرہ ہیں یہ سب جائز ہیں۔

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے کیسے شرکیہ اشعار سے منع فرمایا اور صحیح کی مدح کی اب آیئے دور حاضر کی نعت اور خاص کر جو یہ ذاکرین لوگ پڑھتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ۱) ایک تو یہ گانے کے طرز پر ہوتی ہیں۔ اور اسی طرح لے اور ترنم سے پڑھی جاتی ہیں اور یہ بالکل بدیھی بات ہے واللہ باللہ کہ بعض گھروں کی عورتیں اور چھوٹے بچے (جب پڑھنے والے یہ پڑھتے ہیں) بطور استھزاء ناچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو بعینہ گانے کے طرز پر ہیں اس کے ساتھ تو ناچنا چاہیے۔

۲) بعض نعتوں میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں اور آپ کو نداء کرتے ہیں۔ اور آپ سے حاجت مانگتے ہیں۔ مثلا! اے پیارے نبیؐ! ترجمہ۔ میں تیرے در کا منگ اور فقیر ہوں مجھے اپنے در کا فقیر رکھ پھر جو تو کا خادم رکھ۔ کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

یارسول اللہ انظر حالنا : یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق : استغث سہل لنا اثقا لنا

اے یارسول اللہ ہمارے حال پر نظر کیجئے اے اللہ کے دوست ہمارا اقوال سن لیجئے۔ میں غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں۔ ہماری کچھ مدد کر کے ہماری بوجھیں ہلکی کیجئے۔ کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

ادر کنی ضیم وانت ذخیرتی : واظلم فی الدنیا وانت نصیری

وعار علی حامی الحمی وھو منجدی : اذا ضل فی البید المقال بصیری

کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپؐ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دُنیا میں مجھ پر ستم کیا جائیگا جبکہ آپ میرے مددگار ہیں؟ حضور غوث پاک کی پشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم جائے تو یہ بات محافظ کے لیے باعث عار ہے۔ (ماہنامہ السیف الصارم لاہور جنوری ۱۹۹۷ء ص ۱۶) کبھی اسی طرح گوھر افشانی کرتے ہیں

بکار خویش چرانم اغثنی یا رسول اللہ پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ (ماھنامہ السیف الصارم لاھور جنوری ص ۳۲) کبھی یوں راگ آلاپتے ہیں:

ترجمہ: اے مدنیؐ میں تیرے ہی در کا فقیر ہوں میرے حال پہ کرم کی نگاہ فرمائیے۔

قارئین کرام! چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ ان اشعار کے پڑھنے کے لئے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ان اشعار کے پڑھنے سے جواز استفادہ کرنا خالص جہالت ہے میں نے بعض نعتوں کے سرنامے ذکر کیے جن سے شرک مترشح ہے جو ناجائز ممنوع اور احداث فی الدین ہے والناس عنه غافلون ۔ والشعراء يتبعهم الغاون الم تر انهم فى كل واد يهيمون وانهم يقو لون مالا يفعلون الاالذين آمنو (شعراء آلاية ۲۲۴...۲۲۷)

۵) اس میں تصنع ہوتا ہے

اس ذکر میں یہ لوگ سینے کی غدود ہلاتے ہیں۔ اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ یہ لوگ تو بہت بڑے ذاکرین ہیں یہاں تک کہ انکے دل اور سینے تو ہم خود دیکھتے ہیں کہ کثرت ذکر سے ہلتے ہیں۔ خدا کے بندو! واللہ باللہ یہ محض بناوٹ اور کرتب ہے۔ ایک ذاکر کو ان لوگوں کی خباثتیں معلوم ہو کر نادم ہوا۔ اور توبہ تائب ہو کر ہمارے پاس آیا۔ تو باتوں باتوں میں اسنے ہم کو کہا کہ یہ لوگ جب ذکر کرتے ہیں تو انکے سینوں کے غدود ہلتے ہیں عوام باور کرتے ہیں کہ یہ لوگ تو یاد الہی میں انتہاء تک پہنچ چکے ہیں کہ انکے دل ہم دیکھتے ہیں کہ خوب ذکر میں سرشار و بے قرار ہیں۔ خوب ہلتے ہیں۔ لیکن یہ ایک کرتب ہے ۔ پریکٹس ہے اور کوئی چیز نہیں۔ اُس نے کہا آؤ میں عملی طور پر دکھادوں۔ دیکھو میں اللہ اللہ نہیں کرتا بلکہ حلوا حلوا کرتا ہوں تو غدود ہلتے رہینگے۔ میں ذکر کرونگا یہ برقرار ہونگے نہیں ہلیں گے۔ میں بالکل خاموش رہونگا اور یہ بے قرار ہو کر خوب چھلانگیں لگائیں

ع۔ اے بسا ابلیس آدم روئے است
پس بہ ہر دستے نہ باید داد دست

اے خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

خدارا اے سادھے لوگو!! اگر کچھ نہیں سمجھتے تو دیکھو ہم قرآن وسنت کی طرف رجوع کرتے ہیں :۔ فرمان الہی ہے۔

الذین آمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر اللہ الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔ (رعد آیۃ ۲۸)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ وتتحرک قلوبهم بذکر اللہ الابذکر اللہ تتحرک القلوب۔ سالک نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

ع۔ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

مفسر صاحب خازن لکھتے ہیں :۔ والسکون انما تكون بقوة اليقين والاضطراب انما يكون بالشك (خازن ص ۶۵ ج ۲) یعنی اطمینان قوت یقین کی وجہ سے ہوتا ہے اور اضطراب (بے قراری) شک

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کی وجہ سے ہوتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی بیان القران مسائل السلوک میں لکھتے ہیں قولہ تعالی الا بذکر الله تطمئن القلوب روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور ہے جسکو اللہ تعالی مؤمنین کے قلب پر فائز فرماتا ہے۔ جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے (بیان القرآن ص ۵۰۵ ج ۱)

جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے جو ذکر کا فرد کامل ہے تو آپ کی شان یہ ہوتی کہ ولصدره ازیز کازیز المرجل (مسند الامام احمد ص ۲۶،۲۵ ج ۴ ابو داؤد ص ۱۳۷ ص ج ۱ انسائی ص ۱۷۹ ج ۱)۔
اور آپ کے سینے کے لئے ہانڈی کے جوش مارنے جیسی آواز ہوتی۔

ذکر اذکار زبان سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم کونسا حال بنائیں؟

فقال ليتخذ احد كم قلباً شاكراً ولساناً ذاكراً (الحديث).

ابن ماجه ك ۹ ب ۵ ح ۱۸۵۶. ترمذی ك ۴۸. ب ۱۰ ح ۳۰۹۴)

مسند احمد ص ۲۷۸، ۲۸۲، ۳۶۶ ج ۵)۔

سو آپ ﷺ نے فرمایا، چاھئے کہ تم میں سے ہر ایک شکر گزار دل اور ذکر والی زبان بن جائے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لايزال لسانك رطبا بذكر الله - (ترمذی ك ۹ ۴ ب ۴ ح ۳۳۷۵. ابن ماجه ك ۳۳ ب ۵۳ ح ۳۷۹۳)۔

تمھاری زبان ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر سے تر ہو اسی طرح رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وتعمل لسانك فی ذكر الله (مسند الامام احمد ص ۲۴۷ ج ۵) اللہ تعالی کے ذکر میں تمھاری زبان چلتی رہے۔ احادیث ثلاثہ میں محل ذکر زبان بتایا ہے۔ ۱. لسانك ذاکر۔ ۲. لسانك رطبا بذكر الله . ۳. وتعمل لسانك فی ذكر الله

ذکر اذکار کے تین اقسام

مفسرین لکھتے ہیں کہ ذکر کے تین اقسام ہیں ذکر باللسان۔ ذکر بالقلب اور ذکر بالجوارح۔ ان تین قسم کے ذکر بیان کرنے سے انشاء اللہ یہ صاف معلوم ہو جائے گا کہ دل کا ذکر کیا ہے آیا یہ ذکر ہے جو یار لوگوں نے سجاوٹ و بناوٹ کر کے اختیار کیا ہے۔ یا کوئی اور قسم کا ذکر ہے۔ یاد رکھیئے کہ زبان کا جو ذکر ہے وہ قلب اور جوارح نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح جوارح کا جو ذکر ہے وہ باقی دونوں نہیں کر سکتے۔ مطلب ہر ایک دوسرے کا ذکر نہیں کر سکتا۔

علامہ آلوسی روح المعانی سورۃ بقرہ آیت فاذکرونی اذکرکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فاذكرنی بالطاعة قلبا وقالبا فيعم الذكر باللسان والقلب والجوارح فالاول كما فی المنتخب . الحمد والتسبيح والتحميد وقراءة كتاب الله تعالى .
والثانی (ای الذكر بالقلب عبدالمقدس) الفكر فی الدلائل الدالة على التكاليف والوعد والوعيد وفی الصفات الالهية

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

والاسرار الربانية والثالث استغراق الجوارح فی الاعمال المأمور بهاخالية عن الاعمال المنهی عنها......

(روح المعانی ص۱۹ ج۲)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ اما الذکر فقدیکون باللسان وقد یکون بالقلب وقد یکون بالجوارح فذکر هم اياه باللسان ان يحمدوه ويسبحوه ويمجدوه ويقرؤا كتابه وذكرهم اياه بقلوبهم على ثلاثه انواع۔ احدها ان يتفكروا فی الدلائل الدالةعلى ذاته وصفاته........ وثانيهاان يتفكروا فی الدلائل الدالة على كيفيه واحكامه واوامره .... وثالثها ان يتفكر وافی اسرارمخلوقات اللهتعالی........(تفسیر کبیر ص۱٦۱ ج٤)

علامہ صوفی خازنؒ لکھتے ہیں

قيل الذكر يكون باللسان وهوان يسبحه ويحمده ويمجده ونحو ذلك من الاذكار۔ ويكون بالقلب وهوان يتفكر فی عظمةالله تعالٰى وفی الدلائل الدالة على وحدانية ويكون بالجوارح وهوان تكون مستغرقة فی الاعمال التی امروابها مثل الصلاة وسائر الطاعات التی للجوارح فيها فعل

(خازن ص۱۰۲ ج۱)

دو حوالے اور ذکر کرتا ہوں جس سے مندرجہ بالا تین تفسیروں کی عبارات کا حاصل مطلب ومعنی بھی حل ہو جائیگا۔

maktabatulishaat.com

مشہور غیر مقلد عبد القہار دہلوی صاحب لکھتے ہیں :۔ذکر تین طرح پر ہوتا ہے ایک زبان سے جیسے تسبیح تہلیل تحمید تمجید وغیرہ اذکار منقولہ وادعیہ ماثورہ کا پڑھنا پڑھانا۔دوسرا دل سے یعنی اللہ تعالی کے بدائع مخلوقات وعجائب مصنوعات میں آسمان وزمین وغیرہ مخلوقات کی پیدائش وصنعت میں غور وفکر تدبر وتفکر کرنا ان کو اللہ تعالی کی وحدانیت کی دلیل سمجھنا ۔تیسرا جوارح یعنی اعضاء ماموراتت کو بجالانا اور شبہات سے بچنا جیسے نماز روزہ وغیرہ طاعات وحسنات میں مشغول ومنہمک رہنا ہر حکم اپنے وقت پر بجالانا ہی ذکر اور شکرِ الٰہی ہے (تفسیر ستاری ص۲۳٦ ج۱)۔

مشہور بریلوی احمد رضاخان کے شاگرد محمد نعیم الدین بریلوی لکھتے ہیں۔ انکا حوالہ شاید زیادہ معتبر ہوگا اس لئے کہ یہ ذاکرین بریلوی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چھوٹوں اور اتباع کو معلوم نہ ہو اس لئے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں۔اور علماء دیوبند کے پیچ بھی لگائے ہیں۔ ان اذناب کو چاہئے کہ ماھنامہ السیف الصارم جنوری ۱۹۹۷ بار بار مطالعہ کریں۔انشاء اللہ خوب سمجھیں گے کہ انا کنا عن هذاغافلین .

نعیمی صاحب لکھتے ہیں

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے ۱۔لسانی ۲۔ قلبی ۳۔بالجوارح ذکر لسانی تسبیح تقدیس ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ توبہ استغفار دعاء وغیرہ اس میں داخل ہے ذکر قلبی۔ اللہ تعالی کی نعمتوں کا یاد کرنا اسکی عظمت وکبریائی اور

Scanned by CamScanner

اسکے دلائل قدرت میں غور کرنا۔ علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰھی میں مشغول ہوں جیسے حج کیلئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے (تفسیر نعیمی ص ۳۵) خلاصہ یہ کہ سینے کی غدود ہلانا اور جاہلوں کو یہ باور دلانا کہ دیکھو یہ کتنے بڑے ذاکرین ہیں۔ یہ صرف بناوٹ ہے تصنع ہے آپ نے قرآن وسنت کے دلائل پڑھکر پانچ مفسرین کی تصریحات پڑھ لئے کسی ایک نے بھی اس کیفیت محدثہ کو ذھاب نہیں کیا ہے اور بھی اسمیں کئی تصنع ہیں:

۱۔ پیر صاحب کسی سے آنکھیں دوچار نہیں کرتا

۲۔ بار بار کچھ دیر کے بعد پیر اپنے آپکو حرکتیں دیتا ہے۔ کبھی ہو ہو کر کے توجہ دیتا ہے کبھی انگلی سے توجہ دیتا ہے اور کبھی چادر سے۔ جو سب خانہ ساز چیزیں ہیں خدا ان آدم روئے ابالسہ سے بچائے اور خداوند قدوس انکو بھی ھدایت سے مالامال کر کے ان بدعات و محدثات سے بچائے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

۶) اس میں بلند آوازیں ہوتی ہیں

بلند آواز سے بغیر ضرورت کے تو خداوند کریم نے ہم کو ویسا بھی منع کیا ہے فرمان الٰھی ہے۔

واغضض من صوتك ان انكر الا صوات لصوت الحمير (لقمان ۱۹) اور اپنی آواز نیچے کر بیشک بُری آواز گدھے کی آواز ہے جانوروں میں

سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور مچاتا ہے۔ الحمد اللہ لیس لنا مثل السوء ہم انسان ہیں ہمارے لئے بری مثال نہیں۔ یہ تو عام معاشرے کی بات ہے۔ اور مسجد میں تو آوازیں بلند کرنا اور بھی زیادہ قبیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مؤذن (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ) جس نے آذان میں آواز کو بہت زیادہ بلند کیا' کو فرمایا کہ میں ڈرتا تھا کہ تیرا حلق پھٹ جائے گا یہ زجر کے الفاظ ہیں قال عمر لمؤذن تکلف رفع الاذان باکثر من طاقة لقد خشیت ان ینشق مریطاؤك (تفسیر القرطبی ص ۷۱ ج ۱٤) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ وایاکم وھیشات الاسواق . (مسلم ص ۱۸۱ ج ۱۔ ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱۔ ترمذی ص ۵۳ ج ۱۔ مسند احمد ص ٤۵۷ ج ۱۔) اور اپنے آپ کو بازاروں جیسی شور وشغب سے بچائیں اور مطلب یہ ہے کہ مسجد میں ایسا شور نہ مچاؤ جیسا کہ بازاروں میں ہوتا ہے۔ (درس ترمذی ص ۷۸۴ ج ۱)۔

قاضی شمس الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ای لاترفعوا اصواتکم فی المساجد کما یرفع فی الا سواق . (کشف الودود شرح ابی داؤد ص ۵۳ ج ۱)

اپنی آوازوں کو مساجد میں بلند نہ کریں جیسا کہ بازاروں میں بلند کی جاتی ہیں۔

مسجد میں آواز بلند کرنا ناجائز ہے بلکہ حرام ہے ہاں علم سیکھنے والوں کیلئے جائز

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہے الدر المختار میں ہے۔

ویحرم فیہ ..... و رفع صوت بذکر الا للمتفقهه . (الدر المختار ص۴۸۸ ج۱)

اور مسجد میں علم سیکھنے والوں کے علاوہ ذکر پر آواز بلند کرنا حرام ہے اسی طرح شیخ علی محفوظ نے بھی لکھا ہے۔ (الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۷۸) بلکہ مساجد میں آوازیں بلند کرنا علامات قیامت میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی تقریبا پندرہ علامات ذکر کی ہیں جن میں ایک علامت یہ ہے کہ وظہرت الاصوات فی المساجد (ترمذی ص ۴۴۔ ۴۵ ج ۲ مشکوۃ ص ۴۷۰)

شارح مشکوۃ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں :۔

وقد نص بعض علمائنا بان رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر حرام .(مرقات ص ۱۷۱ ج۱۰)

ہمارے بعض علماء کرام نے اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر پر ہو حرام ہے۔

مساجد اور انشاد الضالہ

اور یہی وجہ ہے کہ مسجد میں کھوئی ہوئی چیز کا اعلان ناجائز ہے اس لئے کہ انشاد نشید سے ہے اور یہ آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن منظور الافریقیؒ لکھتے ہیں

وهو من النشيد رفع الصوت . قال ابو منصور وانما قيل للطالب ناشد لرفع صوته بالطلب . والنشد رفع الصوت (لسان العرب ص ۴۲۲ ج۳)۔

انشاد نشید سے ہے جو بلند آواز کو کہتے ہیں۔ ابو منصور کہتا ہے کہ طلب کرنے والے کو، ناشد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ طلب کرنے پر آواز بلند کرتا ہے اور نشد بلند آواز ہے۔

یہ مسجد کے آداب کے خلاف اس لئے ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس طرح حضرت واثلۃ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کو......... اپنی بلند آوازوں سے بچاؤ قال جنبوا مساجد کم .... ورفع اصواتکم . (ابن ماجه ك ٤ ب ٥ ح ٧٥٠)

حضرت ابو ھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

واذا رأيتم من ينشد فيه ضالة فقولو الا ردها الله عليك

(سنن دارمی ك ٢ ب ١١٨ ح ١٤٠٧ . سنن الترمذی ك ١٢ ب ٧٦ ح ١٣٢١ سنن ابی داؤد ك٢ ب ٢١ ح ٤٦٩) مسند الامام احمد ص ٣٤٩ ، ٤٢٠ ج ٢ سنن ابن ماجه ك ٤ ب ١١ ح ٧٦٧ . مسلم ص ٢١٠ ج ١ . مشکوة ص ٦٨ . ٧٠ كتاب الحوادث والبدع ص ٢٥٠ . الترغيب والترهيب ص ١٢٢ ج ١)

اور جب تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ گمشدہ چیز مسجد میں ڈھونڈتا ہے سو کہو کہ اللہ تعالیٰ وہ چیز تمہیں واپس نہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کرے۔اور بھی کئی احادیث ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۹‘۳۱۰ ج ۲ الترغیب،والترھیب ص ۱۲۲‘۱۲۳ ج ۱ نے ذکر کی ہیں۔اللہ تعالی ہمارے مساجد اور متولیان مساجد کو ہدایت کر کے توفیق دے کہ ان مساجد میں اس قسم کے اعلانات سے اپنے آپکو بچائیں۔

قارئین کرام! تو یہ طریقہ ذکر جو ہمارے زمانے میں مروجہ ہے اس لئے بھی بدعت ہے کہ ان سے مسجد میں آوازیں بلند ہو کر شوروغل بن جاتا ہے جو مساجد کے شایاں شان بھی نہیں۔اور یہ مساجد میں حرام بھی ہیں۔خداوند تعالی ان لوگوں کو راہ راست پر لگائیں

آمین وصلی اللہ علی النبی الا می الا مین .

۷) اس میں بے معنی الفاظ ہوتے ہیں

اول میں" کلمہ توحید" پوری پڑھی جاتی ہے۔ پھر اس میں تغیر کی جاتی ہے۔ کبھی ھواللہ ‘کبھی صرف ھو! اور کبھی ہاہا اور ہای ھو! وغیرہ الفاظ رہ جاتے ہیں جو خالص بے معنی الفاظ ہیں اور یہ لوگ پھر بھی اسے ذکر جانتے ہیں فھدھم اللہ ‘ای علم افسدوا۔اگر آپ یقین نہیں کرتے تو آؤ گھر کی بھیدی سے سنو۔

پیر سیف الرحمن ارچی لکھتا ہے:

فتدیجری علی لسانہ اللہ ‘اللہ ‘اللہ ‘اللہ۔او ھو‘ھو‘ھو‘ھو او لا‘لا‘لا‘او آہ‘ آہ‘ آہ‘ او عا‘عا‘عا۔اور آ‘آ‘آ‘ او۔۔۔۔۔۔ اوھا‘ھا۔

اس کی زبان سے کبھی اللہ ‘اللہ ‘اللہ ‘اللہ۔جاری ہوتا ہے اور کبھی اسکی زبان پر بے اختیار ہو ‘ہو ‘ہو ‘ہو۔ جاری ہوتا ہے۔اور کبھی لا ‘لا ‘لا ‘اور کبھی آہ ‘آہ ‘آہ ‘اور عا ‘عا ‘عا ‘اور آ ‘آ ‘آ ‘اور کبھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہاہ ‘ہاہ ‘ہاہ ‘(آگے اور بھی الفاظ لکھے جاتے ہیں) مثلاً اللہ ہو ‘ہو اللہ ‘ھو عا ‘عا آ ‘آ ہو ‘لا آ ‘آ ہا اللہ ہا۔وغیرہ تخبیط (یتخبطہ الشیطان من المس ‘عبد المقدس) اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

(ھدایت السالکین ص ۲۳۷)

ومن یکن الشیطان لہ قرینا فساء قرینا اگر ذکر الھی اسی کا نام ہے فانی بحمداللہ لہ منکر " ھلموا شھودا و اشھدوا کل مشھد کون ان لوگوں کو سمجھائے۔فرمان الھی ہے‘ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم (آل عمران – ۳۱) اللہ تعالی کا تم سے محبت کرنا رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ہو سکتا ہے لھذا تم رسول ﷺ کی اتباع کرو۔

لا یؤ من احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (مشکوۃ ص ۳۰)

آپ میں سے ایک فرد بھی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک اسکی خواہش میرے لائے ہوئے دین کی تابع نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اسی طرح ذکر نہیں کیا کہ الفاظ کچھ سے کچھ بن گئے ہوں والخیر کلہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فی الاتباع لا فی الابتداع لیکن ان لوگوں نے اس کے لئے جواب تیار کیا ہے کہ یہ غلبۂ وارد کی وجہ سے ایسے ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ھشام بن عروہ کا قول کافی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے 'لا تسألوا الناس عما احدثوا فانهم قد اعدوا له جوابا و لکن سلوهم عن السنة (اصول السنة لرد البدعة ص ۶۸ لمرشدی الشیخ محمد طاهر نور الله مرقدہٗ)

لوگوں سے انکی بدعات کے بارے میں (دلیل) نہ پوچھو۔ انھوں نے تو اسکے لئے کوئی جواب تیار کیا ہوگا لیکن ان سے سنت کے بارے میں پوچھو کہ آیا یہ سنت ہے؟

بدعات سے اجتناب کے بارے میں جتنی تقریر گزر چکی ہے وہ وہاں دیکھنا ضروری ہے۔

مولانا محمد بن پیر علیؒ ان لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں

ویغیرون ذکر الله تعالی ثم یتلفظون بالفاظ مهملة و هذیانات کریهة مثل های و هوی و هی و هیا یقول لا محالة هؤلاء اتخذوا دینهم لهوا و لعبا وان لم یکن له ممارسة فی علم الفقه و علم تفصیلی بحالهم فویل للقضاة والحکام حیث یعرفون هذا و یشاهدون و لا ینکرون و لا یغیرون مع قدرتهم علیهم بل یخافون منهم و یلتمسون الدعاء (طریقه محمدیه ص ۲۶۷ ج ۲)

...

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بدلتے ہیں اور مہمل، بے معانی اور مکروہ، بے ہودہ

الفاظ بولتے ہیں مثلا ھای اور ھوی اور ھی اور ھیا۔ ضرور جس کے لئے اگر چہ مہارت علم فقہ اور لوگوں کی تفصیلی حال کا پتہ بھی نہ ہو کہے گا کہ ان لوگوں نے اپنی دین کو لھو ولعب بنار کھا ہے۔

(پھر برسر اقتدار لوگوں کو بددعاء کرتے ہوئے لکھتے ہیں)۔ سوان قاضیوں اور حکام کے لئے ھلاکت ہو جو یہ جانتے اور دیکھتے ہوئے اس پر انکار نہیں کرتے اور اس کو قدرت وطاقت رکھتے ہوئے تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان سے ڈرتے ہیں اور ان سے دعاء کی درخواستیں کرتے ہیں

اسی طرح طریقہ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۴ بھی نہایت قابل دید ہے

خداوند قدوس ان لوگوں کو اس خود ساختہ بے معنی عبادت سے نجات دیکر راہ راست پر گامزن کریں آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامین۔

(۸) اس میں کودنا اچھلنا ہوتا ہے

قارئین کرام وہ کونسی عبادت ہے جس میں کودنا اچھلنا ہوتا ہے۔ ہماری شریعت میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ واللہ یہی کودنا اچھلنا تو جانوروں اور خاص گدھے کا کام ہے اسکی پوری تفصیل انشاء اللہ العزیز وجد دلانے میں آئیگی جہاد کے لئے تیاری پر اس کا قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے تو اپنا دین لھو ولعب بنار کھا ہے۔ اتخذوا دینهم لهوا و لعبا۔ بلکہ یہ عمل تو من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد (مسلم ص ۔ ۔ ج ۲) میں داخل ہے اور جہاد کیلئے تیاری تو حکم خداوندی ہے۔ واعدوا لهم

مااستطعم من قوة ومن رباط الخیل ترھبون به عدو اللہ وعدو کم (انفال الآیة ۶۰) ولو ارادو الخروج لا عدوا له عدة تومردود کا قیاس مقبول پر صحیح نہیں ہے۔

(۹) اس میں مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

لوگ مسجد میں ہنستے ہیں اور مسجد میں آوازوں سے غل غپاڑہ بن جاتا ہے۔ جو چیزیں مسجد میں ناجائز اور مکروہ ہیں ان میں سے ایک مسجد میں بلند آواز بھی ہے امام ابن ماجہؒ نے باب قائم کیا ہے باب مایکرہ فی المسجد پھر ان مکروحات میں ایک ورفع اصواتکم بھی ذکر کیا ہے۔

(ابن ماجہ ک ۴ ب ۵ ح ۷۵۰ ۔)

حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے ایک طرف میں ایک جگہ مخصوص کی تھی جسے بطیحاء کہا جاتا تھا اور فرمایا۔ من کان یرید ان یلغط او ینشد شعر "اویرفع صوته فلیخرج الی هذه الرحبة .(کتاب الحوادث والبدع ص ۲۵۳)۔

جو لوگ شور کرے یا شعر پڑھنے یا آواز بلند کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں سو اُس کشادہ جگہ کو نکلیں۔ یہ جگہ مسجد سے بالکل قریب تھی مسجد اور اس جگہ کے درمیان چھوٹا سا دیوار تھا۔ یہ جگہ ایک گز بلند تھی۔ علامہ ابو بکر الطرطوشیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ چاہتے تھے کہ۔ لیخلص المسجد لذکر اللہ تعالی۔(الحوادث والبدع ص ۲۵۴) تاکہ حضرت عمرؓ مسجد کو صرف

اللہ تعالی کے ذکر کے لئے خالص کرے اسی طرح امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔ باب رفع الصوت فی المساجد پھر حضرت سائب بن یزید سے روایت کی ہے۔ قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فا ذا عمر بن الخطاب فقال اذھب فاتنی بھذین فجئته بھما قال من انتما او من این انتما؟ قال من اھل الطائف قال لو کنتما من اھل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ ﷺ (بخاری ک ۸ ب ۸۳ ۴۷۰)

حضرت سائب کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا سو مجھے ایک شخص نے کنکری سے مارا میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا چلو وہ دو آدمی میرے پاس لے آؤ سو میں آپ کے پاس وہ دونوں آدمی لے آیا۔ آپ نے کہا تم دونوں کون ہو؟ یا۔ (اسی طرح کہا) تم دونوں کہاں کے ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں آپ دونوں کو سزا ضرور دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو؟

یہ حدیث (مشکوۃ ص ۷۱ اور کتاب الحوادث والبدع ص ۲۵۴) میں ہے کہ نماز کے لئے راستے میں یا مسجد میں دوڑنا جائز نہیں کیونکہ یہ نماز اور مسجد کی بے ادبی ہے بلکہ باعزت اور سکون و آرام کے ساتھ جانا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بعض صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ساتھ نماز پڑھنے کے لئے دوڑ کر جلدی کی تو آپ نے فرمایا! قال فلا تفعلوا اذا اتیتم الصلوة فعلیکم بالسکینة فما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا ۔

(بخاری ك ١٠ ب ٢٠ ح ٦٣٥ مسلم ص ٢٢٠ ج ١ ابوداؤد ك ٢ ب ٥٤ ح ٥٦٨ و ٥٦٩ نسائی ك ١٠ ب ٥٧ ح ٨٦٠ ابن ماجه ك ٤ ب ١٤ ح ٧٧٥ مسند الامام احمد ص ٢٣٧ و ٢٣٨ و ٢٣٩ ج ٢ ، ص ٣٠٦ ، ٣١٠ ح ٥) سو ایسا نہ کرو جب تم نماز کے لئے آتے ہو سو آرام سے آنا تم پر لازم ہے پس جو تم نے پایا پڑھو اور جو تم سے فوت ہو گیا سو اسے پورا کرو

امام بخاریؒ نے حدیث ابی قتادہؓ پر باب قائم کیا ہے

(باب لا یسعی الی الصلوة و لیات بالسکینة و الوقار)

و قال ما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا قاله ابو قتادة عن النبی ﷺ پھر حضرت ابوھریرہؓ کی روایت کو ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلاة و علیکم بالسکینة ،و الوقار و لا تسرعوا فما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا (بخاری ك ١٠ ب ٢١ ح ٦٣٦) کہ جب تم نے اقامت سنی سو نماز کے لیے آرام کے ساتھ اور باوقار طریقے سے چلو اور جلدی نہ کرو پس جو تم نے پایا پڑھو اور جو تم سے فوت ہو گیا اسے پورا کرو ۔

امام ابو بکر الطرطوشیؒ لکھتے ہیں

قال ابن القاسم فی المبسوط رایت مالکا یعیب علی اصحابه رفع اصواتهم فی المسجد و علل ذلك بعلتین احداهما انه یجب ان ینزه المسجد عن مثل هذا لانهٗ مما امر بتعظیمه و توقیره ۔ و الثانیة انه مبنی للصلاة و قد امرنا ان نأتیها و علینا السکینة و الوقار فلان یلزم ذلك فی موضعها المتخذلها اولی (کتاب الحوادث و البدع ص ٢٥٥).

اور ابن قاسمؒ نے مبسوط میں کہا ہے کہ میں نے امام مالک کو اپنے اصحاب پر مسجد میں انکی آوازوں کو بلند کرنے پر عیب لگاتے ہوئے دیکھا ۔ اور اس کے لئے دو علتیں بیان کیں ۔ایک یہ کہ مسجد کو اس قسم کی چیز سے پاک کرنا واجب ہے ۔ کیونکہ اس کی تعظیم و توقیر کا حکم کیا گیا ہے اور دوسری یہ کہ یہ نماز کے لئے بنائی گئی ہے ۔اور بے شک ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کو اس حال میں آئیں کہ ہم پر آرام و وقار ہو سو جو جگہ اس نماز کے لئے بنائی گئی ہے ۔اس میں تو یہ آرام و وقار بطریق اولی لازم ہے ۔

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں

واما ارتفاع الاصوات فی المساجد فنا شئی عن بدعة الجدال فی الدین (الاعتصام ص ٩٢ ج ٢) . اور ہر کہ مساجد میں آوازیں بلند ہونا سو یہ بدعت دین میں جھگڑا کرنے سے پیدا ہوتی ہے ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

محمد بن محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

فصل : وینبغی لہ ان یمنع من یرفع صوتہ فی حال الخطبۃ فی المسجد لان رفع الصوت فی المسجد بدعۃ (مدخل ص ۲۲۲ ج ۲)۔ اور اس (صاحب قدرت حاکم) کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں خطبہ پڑھنے کی حالت میں آواز بلند کرنے سے منع کرے کیونکہ مسجد میں آواز بلند کرنا بدعت ہے۔

قارئین کرام! خلاصہ یہ ہے مسجد میں آواز بلند کرنا مسجد کی بے حرمتی ہے اور یہ بدعت ہے۔ کوئی جاہل یا متجاہل مسجد میں آذان کے بارے میں اعتراض نہ کرے کہ یہ تو باآواز بلند دی جاتی تو یہ بدعت ہو گی۔ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے ' باب رفع الصوت بالنداء '۔ آذان سے مقصد اعلام ہے اور اعلام کا تقاضا ہے کہ اس کو جہر اکہا جائے۔ آذان دینے پر آواز کو بلند کرنا۔ پھر حدیث نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے ابو سعید خدریؓ کو ارشاد فرمایا کہ فارفع صوتک بالنداء۔ سو اذان پر اپنی آواز بلند کرو (بخاری ک ۱۰۔ ب ۵ ح ۶۰۹)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ارشاد کیا کہ انگلیوں کو کانوں میں رکھو فانہ ارفع لصوتک۔ (ابن ماجہ ک ۳ ب ۳ ح ۷۱۰۔ سو یہ تمھاری آواز کے لئے اور بلند کرنے والا ہے۔

۱۰) اسمیں اطمینان اور وقار جاتا ہے

ان ذکر محدث میں کبھی ہاتھ مارتے ہیں کبھی پاؤں مارتے ہیں کبھی چلا کر خوب بلند آوازیں نکالتے ہیں جیسے کہیں چراگاہ میں مست گدھے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اور مجنونوں جیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان لوگوں پر اول سے آخر تک پڑھو تو جوش وخروش میں نہیں آتے اپنی نامناسب حرکتیں شروع نہیں کرتے۔ اور جب دئی ترنم کے ساتھ کچھ اشعار' نعت بطرز گانا واللہ باللہ بطرز گانا پڑھتے ہیں۔ تو یہی لوگ خوب کودتے اچھلتے ہیں اور چھلانگیں مارتے ہیں۔ اور واللہ باللہ رقاصوں کی طرح خوب رقص کرتے ہیں بلکہ ہم نے مجلس ذکر میں انکو ہاتھوں میں چمٹیں بجاتے ہوئے دیکھا ہے جن کے ساتھ گھونگھرو بھی ہوتے تھے بلکہ میں نے والذی نفسی بیدہ ایک جگہ ایک پیر کے ذکر خانے میں طنبورہ۔ طبل اور رباب وغیرہ لٹکے دیکھے ہیں۔ میں نے مجلس ذکر دیکھی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور یہ لوگ ان پر یہی ذکر محدث معصیت بر معصیت کرتے تھے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور یہ لوگ :

علامہ نے انہی لوگوں کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے کہ :

تلی الکتاب فاطرقوا لا خیفۃ" لکنہ اطراق ساہ لاھی
والی الغناء فکالحمیر تناھقوا" واللہ مارقصوا لاجل اللہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دف و مزمار و نغمة شادن فمتی رأیت عبادة بملاهی
ثقل الکتاب علیهم لما رأوا تقییده باوامر و النواهی
سمعوا له رعدا و برقا اذحوی زجرا و تخویفا بفعل مناهی
و راوه اعظم قاطع للنفس عن شهواتها یا ذبحها المتناهی
این المساعد للهوی عن قاطع اسبابه عند الجهول، الساهی
ان لم یکن خمر الجسوم فانه خمر العقول مماثل و مضاهی
فانظر الی النشوان عند شرابه و انظر الی النسوان عند ملاهی
وانظر الی تمزیق ذاثوابه من بعد تمزیق الفواد اللاهی
و احکم فای الخمر تین احق بالتحریم و التأثیم عند الله

و قال آخر:

برئنا الی الله من معشر بهم مرض من سماع الغنا
وکم قلت یا قوم انتم علی شفا جرف ما به من بنا
شفاجرف تحته هوة الی درك کم به من عنا
و تکرار ذاالنصح منالهم لنعذر فیهم الی ربنا

فلما استهانوا تنبیهنا رجعنا الی الله فی امرنا
فعشنا علی سنةالمصطفی و ماتوا علی تنتنا تنتنا

(اغاثة اللهفان ص ۲۲۵، ۲۲٦ ج۱)

یہ بلکہ یوں لکھتے ہیں:۔

وما احسن ما قال بعض العلماء و قد شاهد هذا وافعالهم اور
بعض علماء جنہوں نے یہ مشاہدہ کیا ہے اور انکے افعال بھی دیکھے ہیں۔

کیا خوب فرمایا ہے:

الاقل لهم قول عبد نصوح و حق النصیحةان تستمع
متی علم الناس فی دیننا بان الغناء سنة تتبع
وان یاکل المرء اکل الحما ر و یرقص فی الجمع حتی یقع
وقالوا سکرنا بحب الاله و ما اسکر القوم الا القصع
کذاك البهائم ان اشبعت رقصها ریها و الشبع
ویسکره النای ثم الغنا و یٰسٓ لو تلیت ما انصدع
فیاللعقول و یا للنهی الا منکر منکم للبدع
تهان مساجدنا السما ع و تکرم عن مثل ذاك البیع

(اغاثة اللهفان ص ۲۳۱ ج۱)

اور ایک مقام میں یوں فرمایا ہے:

ترکوا الحقائق و الشرائع اقتدوا بظواهر الجهال و الضلال
جعلوا المرا فتحا و الفاظ التحنا شطحا و صالوا صولةالادلال
نبذوا کتاب الله خلف ظهورهم نبذ المسافر فضلةالاکال
جعلوا السماع مطیة لهواهم وغلوا فقالوا فیه کل محال

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

هو طاعة هو قربة هو سنة — صدقوا الذالك الشيخ ذى الاضلال
شيخ قديم صادهم بتحيل — حتى اجابوا دعوة المحتال
هجروا الله القرآن والاخبار — والآثار اذ شهدت لهم بضلال
ورأوا اسماع الشعر انفع للفتى — من اوجهٍ سبعٍ لهم بتوال
تا الله ما ظفر العدو بمثلها — من مثلهم واخيبة الآمال

(اغاثة اللهفان ص ۲۳۲ ج ۱)

(۱۱) اس میں تضیع مال ہوتا ہے

یہی لوگ ذکر کرتے کرتے وجد میں بلکہ تواجد میں آتے ہیں اور پھر زیادہ جوش و خروش میں آکر کپڑے پھاڑتے ہیں اور پھینکتے ہیں جو حرام ہے کیونکہ اپنے مال کو ضائع کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے فرمان الٰہی ہے ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين۔ (انعام آلاية ۱۴۱ اعراف آلاية ۳۱) اور اسراف نہ کرو۔ بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ علماء کرام فقہاء امت محدثین عظام اور مفسرین نے اس عمل کا زوردار الفاظ میں رد کیا ہے۔

علامہ آلوسیؒ بغدادی لکھتے ہیں

وكذلك نتف الشعور وضرب الصدور وتمزيق الثياب۔ محرم لما فيه من اضاعة المال وأى ثمرة لضرب الصدور نتف

maktabatulishaat.com

الشعور وشق الجيوب الا رعونات صادرة عن النفوس (روح المعانى ص ۷۳ ج ۲۱)۔

اور اسی طرح بال نوچنا اور سینے مارنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے اس لئے کہ اس میں مال ضائع کرنا ہوتا ہے اور سینوں کو مارنے، بال نوچنے اور گریباں پھاڑنے سے کیا فائدہ ہے؟ مگر بے وقوفیاں ہیں جو نفسوں سے صادر ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ بے وقوف ہیں اور مال کے ضائع کرنے والے ہیں۔

علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں

فاما التخبط وتخريق الثياب والصياح فليس من قانون الشرع ولذالك أمر بخفض الصوت وغضه و قد قال الله تعالى ان انكر الاصوات لصوت الحمير و نهى عن اضاعة المال وهل نهت الشريعة عن شرب العقار الا لما يؤذى اليه من الفساد وانما الشريعة وقار وسداد (كتاب القصاص و المذكرين ص ۹۶.) اور ہر کہ دیوانگی، کپڑے پھاڑنا اور چلانا ہے سو یہ قانون شریعت میں سے نہیں اور اسی وجہ سے تو آواز کم کرنے اور پست کرنے کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ اور مال ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور شریعت نے شراب پینے سے اس لئے منع کیا ہے۔ کہ یہ فساد تک مؤذی ہیں اور شریعت وقار اور

Scanned by CamScanner

درستی کا نام ہے۔

شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہیؒ لکھتے ہیں

وسئل بعض العلماء عن المتصوفة فقال ا كلة رقصة . وعظ عيسى عليه السلام بنى اسرائيل فاقبلو ايمزقون الشاب فقال ماذنب الثياب اقبلوا على القلوب فعاتبوها . (المستطرف فی كل فن مستظرف ص ۱۰۰)۔

اور بعض علماء سے متصوفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔
بہت کھانے والے اور ناچنے والے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو نصیحت کی سو وہ لوگ کپڑے پھاڑنے لگے پس عیسی علیہ اسلام نے فرمایا کپڑوں کا کیا جرم (کہ اسے پھاڑتے ہو) اپنے دلوں پر متوجہ ہو کر انکو ملامت کیجئے۔

البحر الرائق اور یہی کپڑے پھاڑنے والے

علامہ ابن نجیمؒ نے ان لوگوں کا خوب آپریشن کیا وہ لکھتے ہیں۔

وعن قيس بن عبادة قال كان اصحاب رسول الله ﷺ يكرهون الصوت عند ثلاث الجنائز والقتال والذكر والمراد بالذكر الوعظ . قال الامام شمس الائمة السرخسی ففی هذا الحديث بيان كراهة رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ فتبين به ان مايفعله الذين يدعون الوجد والمحبة

مكروه لا اصل له فى الدين وتبين به انه يمنع المقشفة وحمقاء اهل التصوف يعتادونه من رفع الصوت وتمزيق الثياب عند السماع لان ذلك مكروه فى الدين عند سماع القرآن والوعظ فما ظنك عند سماع الغنا (بحرا جرائق ص ۷۹ ج ۵)۔

حضرت قیس بن عبادہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام تین موقعوں میں آواز بلند کرنا مکروہ سمجھتے تھے جنائز کے وقت جنگ کے وقت اور ذکر کے وقت اور مراد ذکر سے (عام ہے جسکا ایک فرد) وعظ ہے۔ شمس الائمہ سرخسیؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور وعظ و نصیحت سنتے وقت کوئی شخص آواز بلند نہ کرے (اور مطلب یہ نہیں کہ واعظ کو آواز بلند سے کرنا مکروہ ہے)

حدیث شریف میں ہے احمرت وجهه وعلا صوته واشتد غضبه حتی کانه منذر جیش۔ (مشکوۃ ص ۱۲۳ مسلم ص ۲۸۴ ج ۱۔ مسند احمد ص ۳۱۱۔۳۱۹۔۷۱ ۳ ج ۳)

آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا آواز بلند ہو جاتی تھی اور آپکا غصہ سخت ہو جاتا تھا گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرانے والے ہیں) سو اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں جو وجد اور محبت کے دعوے کرتے ہیں مکروہ ہے انکے لئے دین میں کوئی دلیل نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ بے وقوف اور پھٹے پرانے حال والے صوفیاء میں سماع کے وقت آواز بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے کی جو عادت ہے اس سے منع کیا جائے گا۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

چونکہ یہ قرآن کریم اور وعظ سنتے وقت ہمارے دین میں مکروہ ہے تو پھر راگ سنتے وقت آپ کا اس پر کیا خیال ہے؟ اسی طرح شرح کتاب السیر الکبیر میں امام سرخسیؒ نے بھی فرمایا ہے (شرح السیر الکبیر ص ۹۰ ج ۱)

فتاوی عالمگیر یہ لکھتے ہے

ویمنع الصوفیة من رفع الصوت و تخریق الثیاب کذافی السراجیة (الفتاوی الھندیہ ص ۳۱۹ ج ۵) صوفیہ کو آواز بلند کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے منع کیا جائے گا- اور اس سے پہلے لکھتے ہیں:

و یکرہ الصعق عندالقرآءة لانه من الریاء و ھو من الشیطان وقد شددالصحابة والتابعون والسلف الصالحون فے المنع من الصعق والزعق والصیاح عند القراءة- کذا فی القنیة (عالمگیریہ ص ۳۱۷ ج ۵)

قراءت کے وقت چیخ مارنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ریاء ہے اور یہ شیطان کا کام ہے اور بے شک صحابہ کرامؓ اور تابعین اور سلف صالحین رحمھم اللہ نے قراءت کے وقت چیخنے چلانے اور پکار سے سخت منع کیا ہے

ابو عمران جونیؒ فرماتے ہیں

وعظ موسی علیھاالسلام بنی اسرائیل ذات یوم فشق رجل قمیصه فاوحی اللہ الی موسی قل لصاحب القمیص لا یشق قمیصه فانی لا احب المبذرین یشرح لی عن قلبه (القرطبی ص ۲۵۰)-

موسی علیہ السلام نے ایک دن بنی اسرآئیل کو وعظ کی سو ایک آدمی نے قمیص پھاڑلی سو اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی کی کہ قمیص والے سے کہو کہ اپنا قمیص کو مت پھاڑنا کیونکہ میں اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ھاں میرے لئے دل کھول دے

حضرت علی ترمذی مشہور بہ پیر باباؒ لکھتے ہیں

وہ لوگ بھی خدا کے لئے ذرا سر بگریبان ہو کر سوچیں جو ہم کو طعنے دیتے ہیں کہ یہ لوگ اولیاء اللہ کے دشمن ہیں اور خود دعوے کرتے ہیں کہ ہم تو محبان اولیاء ہیں کہ وہ کیسے اولیاء کرام کے فرمودات سے روگردانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالی انکو سچے محبان اولیاء بنا کر ان کے پیروکار بنائیں۔

آپ فرماتے ہیں :-

ویمنع الصوفی من رفع الصوت وتخریق الثیات .(تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۲۳۶)-

شیخ عبد الکریم باباؒ لکھتے ہیں

یہی شخصیت حضرت اخوند درویزہ باباؒ کے فرزند ارجمند ہیں اور حضرت اخوند درویزہ باباؒ حضرت پیر باباؒ کے مرید ہیں اور انکے ملفوظات جمع کرنے والے ہیں۔

آپ امام سرخسیؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

.... وبه تبین ان ما یفعله الصوفیه مما یعتا دون من رفع

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الصوت وتخريق الشياب مكروه عند الذكر فما ظنك عند سماع الغناء الحرام انتهى كلام (مکتوبات شیخ عبد الكريم بابا ص ٤٦)

بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا کیا لکھتا ہے ؟

قارئین کرام ذرا سوچیں اور موازنہ کیجئے۔

صاحب بحر الرائق جو مشہور حنفی المسلک اور شارح کنزالد قائق ہیں۔

....

ابو حنیفہ ثانی سے مشہور ملقب ہیں۔ اسی طرح عالمگیری بھی علماء احناف کثر اللہ سواد ہم کا مشہور فتاوی ہے اور باقی دو اولیاء کرام بھی حنفی ہیں۔ علماء احناف اور اولیاء کرام کیا فرماتے ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ یہ کپڑے پھاڑنا احمقاء صوفیاء کا کام ہے۔ اور یہ دین میں مکروہ کام ہے اور اس سے ان لوگوں کو منع کیا جائے گا۔ امام سرخسیؒ بھی مشہور حنفی ہیں۔ سیر کبیر جو آپ کی املاء سے ہے آپ نے بھی یہی کچھ لکھا ہے۔ سیر کبیر بھی محمد بن الحسن الشیانیؒ کی کتاب ہے جو امام اعظمؒ کا مشہور شاگرد ہے۔ انشاء اللہ بعد میں روح المعانی قرطبی اور تلبیس ابلیس سے بھی یہی کچھ نقل کرتا ہوں۔ یہ تمام علماء دین جو اعلام دین ہیں لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بے وقوف صوفیاء کا کام ہے۔ اور دور حاضر میں ایک پیر سیف الرحمٰن نامی اپنی کتاب میں کیا لکھتا ہے ملاحظہ فرمائیے :۔

اکثر اوقات اولیاء کرام پر دیوانگی اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے حتی کہ وہ اپنے وجود سے فانی ہو جاتے ہیں۔ پس ان سے ایسے احوال اور افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر باہوش آدمی سے یہی افعال اور احوال صادر ہو جائیں۔ تو لوگ ان پر حکم کریں گے کہ یہ آدمی عقل و دانش کے دائرہ سے خارج ہے اور انکے افعال کو دیوانوں اور مجانین کے افعال سے ملحق کریں گے مثلاً وہ رقص و دوران کرتے رہیں گے اور اپنے کپڑوں کو پھاڑتے رہیں گے لیکن یہ نیک اور شریف حالت ہے........ علامہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور تواجد کرتے ہیں اور کپڑوں کو پھاڑ دیا ہے اور شعر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں پھاڑ دیا حلانکہ میرا کپڑوں کے پھاڑنے کا اردہ نہیں تھا۔ میرا تو دل پھاڑنے کا ارادہ تھا۔ لیکن دل کے بجائے میرے ہاتھ نے کپڑوں اور گریبان سے ٹکرلی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً پھاڑنے کے لئے دل ہی مستحق تھا (ھدایت السالکین ص ۲۳۵، ۲۳۶)۔

اولیاء کرام کے احوال

اللہ تعالی اپنے نیک بندوں اولیاء کرام کے احوال اور افعال دیوانوں اور مجانین کی طرح کبھی بھی نہیں بناتا بلکہ ان کے احوال و افعال خود قرآن کریم نے بیان کئے ہیں (۱) يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموت والا رض ربنا ماخلقت

هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظالمين من انصار۔ ربنا اننا سمعنا منا دیا ینا دی للایمان ان امنو ابربکم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد.

(آل عمران آیت ۱۹۱ ...... ۱۹٤.)

اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر برابر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ان سب کو لایعنی نہیں پیدا کیا ہے تو پاک ہے سو ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے جسے دوزخ میں داخل کر دیا۔ اسے واقعی تو نے ہی رسوا کر دیا۔ اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو ایمان کی پکار کرتے ہوئے سنا۔ کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہماری خطاؤں کو زائل کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ چیز جسکا تو ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت سے وعدہ کر چکا ہے عطا کر۔ اور ہم کو قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

(۲) اولیاء کرام اور نیک بندوں کے احوال وافعال تو یہ ہیں کہ۔

لا نفرق بین احد من رسله وقالو اسمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر .... ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین. (بقرة آیت ۲۸۵، ۲۸٦.)

ہم اسکے پیغمبروں میں باہم کوئی فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا تیرا فرمان اور ہم نے اطاعت کی۔ ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور تیری ہی طرف واپسی ہے......... اے ہمارے پروردگار! ہم پر گرفت نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے ڈالا تھا۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جسکی برداشت ہم سے نہ ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہم کو کافروں پر غالب کر۔

(۳) اولیاء کرام اور نیک بندوں کے احوال تو یہ ہیں کہ:

واذا سمعو ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین ومالنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مع القوم الصلحین ۔(مائدہ الآیۃ ۸۳، ۸۴)

اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو پیغمبر ﷺ پر اُتارا گیا ہے تو آپ اُنکی آنکھیں دیکھیں گے کہ اُن سے آنسوں بہہ رہے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پرور دگار ہم ایمان لے آئے ۔ سو تو ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے اور آخر ہم کیوں ایمان نہ لائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر جو ہمیں اب پہنچا ہے۔ اور پھر امید اسکی رکھیں کہ ہمارا پرور دگار ہم کو صالح قوموں کی معیت میں داخل کردے گا تینوں آیات میں ان اولیاء کرام اور نیک بندوں کی یہ صفت بیان نہیں کی کہ وہ چیخے ہیں چلاتے ہیں۔ رقص کرتے ہیں۔ کپڑوں کو چیرتے پھاڑتے ہیں اپنے سینے مارتے ہیں۔ اعوذ باللہ من شیطان الرجیم یہ شیطانی اثرات ہیں شیطان ان لوگوں کے کندوں پر سوار ہے۔ اور بھی صرف آیات ملاحظہ کیجئے۔

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ا یاتہ زادتھم ایمان وعلی ربھم یتوکلون. (انفال آلایۃ ۲)

اللہ نزل احسن الحدیث کتا با متشابھا مثانی تفشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد (زمر آلایۃ ۲۳)

قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ ط ولن نشرک بربنا احدا (جن الآیۃ ۱۔۲)

واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین. (احقاف آلایۃ ۲۹)

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ واولیک ھم اولوا الالباب .(زمر آلایۃ ۱۸)

ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی .(نازعات آلایۃ ۲۶)

ان الذین اوتو العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا و یخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا .(بنی اسرائیل آلایۃ ۱۰۹،۱۰۷)

وھم من خشیتہ مشفقون.(انبیاء آلایۃ ۲۸)

قرآن کریم کے بعد حدیث شریف سنیئے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ وعظنا رسول اللہ ﷺ موعظۃ بلیغۃ وجلت منھا القلوب وذرفت منھا العیون ...... (ابو داؤد ص ۲۸۷ ج۲ ترمذی ص ۹۶ ج۲ مشکوٰۃ ۳۰ ابن ماجہ ص ۵ ، مسند احمد ص ۱۲۶، ۱۲۷ ج ۴ ریاض الصالحین ص ۱۱۳ سنن دارمی ص ۵۹)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک ایسی فصیح وبلیغ نصیحت کی جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں رو ئیں۔

قارئین کرام جب وعظ و نصیحت کرنے والا سید الانبیاء و المرسلین ہوں اور مخاطبین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین ہوں اور وہ چیختے نہیں، چلاتے نہیں، کپڑے نہیں پھاڑتے رقص نہیں کرتے تو پھر چہ نسبتِ خاک را بعالم پاک۔

فخلف من بعد هم خلف اضا عوالصلٰوة واتبعو االشهوات .

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی حدیث شریف ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ان الله امرنی ان اقرا علیك لم يكن الذين كفر وا قال وسمّانی؟ قال نعم فبكی

دوسری روایت میں ہے.....ان اقرا علیك القرآن قال ابی الله سمانی لك ؟ قال الله سماك لی فجعل اُبیّ یبکی تیسری روایت میں الفاظ اسی طرح ہیں ۔ان اقرأ ك القرآن قال الله سمانی لك قال نعم قال وقد ذكرت عند رب العلمين قال نعم فذرفت عيناه

(بخاری ص ۷٤۱ ج۲)۔

کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپکو سورۃ بینہ۔ قرآن کریم سناؤں حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرا نام آپکو لیا ہے ؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ تعالی نے مجھے آپ کا نام لیا ہے

تو حضرت ابی بن کعبؓ (زیادہ خوشی سے) رونے لگے...... حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ میرا ذکر رب العالمین کے پاس ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالی نے آپکا نام لیا ہے آپکا ذکر وہاں ہو گیا ہے تو آپ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں یہاں بھی جب حضرت کعب سمجھے کہ میرا ذکر خالق کائنات نے میرا نام لے کر کیا ہے تو چیخنے پکارنے اور کپڑے پھاڑنے پر نہیں آئے بلکہ رونے لگے ۔ تو کپڑے پھاڑنا وغیرہ عمل : من بعد ھم خلف والوں کا عمل ہے جسکے اثبات کے لئے سیف الرحمٰن ارچی کوشش کرتا ہے قرآن وسنت سے دور ادھر اُدھر کی باتوں سے تنکوں کا پل بناتا ہے قرآن وسنت اور عمل صحابہ میں دکھانے سے دامن خالی ہے۔ خداوند قدوس سے التجاء ہے کہ یاالھی اسکو ہدایت نصیب فرمانصیب فرما ورنہ پھر ومن لم يكفيه ذان فلا كفاه الله شر حوادث الا زمان . ہاں اس نے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے جسکا بیان انشاء اللہ العزیز عنقریب آنے والا ہے۔

سید محمود الآلوسیؒ لکھتے ہیں

واما الصياح والتغاشی ونحوهما فتصنع ورياء فان كان ذلكٗ عن حال لا يقتضيهما فا ثم الفاعل من جهتين احداهما ايها مه الحال الثابتة الموجبة لهما . والثانية تصنعه ورياء وان كان عن مقتض ثم اثم رياء لاغير و كذلك نتف الشعور وضرب الصدور

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

و تمزیق الثیاب محرم لما فیہ من اضاعۃ المال و ای ثمرۃ لضرب الصدور ونتف الشعور وشق الجیوب الا رعونات صادرۃ عن النفوس ۔ (روح المعانی ص ۷۳ ج ۲۱)

اور ہر کہ چیختا چلاتا۔ اور اپنے آپکو بے ہوش کرنا ہے اور یا اس کے مانند سویہ تصنع اور ریاء کاری ہے۔ پس اگر یہ ایسے حال سے ہو جو ان دونوں کا مقتضی نہ ہو۔ سو یہ فاعل دو وجوہ سے گنہگار ہوا۔ ایک یہ کہ ان دونوں کے لئے حال ثابتہ جو ان دونوں کے لئے سبب وجود ہے دوسروں کو وہم ڈالنا ہے (کہ در حقیقت سبب جو ان دونوں کے لئے مقتضی ہے موجود نہیں اور یہ دعوی کرتا ہے) اور دوسرا اسکا تصنع اور نمود ہے۔ اور اگر یہ حال مقتضی کی وجہ سے ہو تو صرف ریاء کاری کی وجہ سے گنہگار ہے۔ اور اسی طرح بال اکھیڑنا سینے مارنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا برباد کرنا ہے اور سینے مارنے۔ بال اکھیڑنے اور گریبان چیرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ مگر بے وقوفیاں ہیں کہ نفسوں سے صادر ہوتی ہیں -

جاہل صوفیوں کا استدلال اور مولانا عبد الماجد

مولانا دریابادیؒ سورۃ اعراف آیت والقی الالواح کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض جاہل صوفیہ نے ان اعمال موسوی کو اپنے حالت تواجد میں کپڑے پھاڑ ڈالنے کو سند و نظیر بنانا چاہا ہے محققین نے لکھ دیا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق سر تا سر لغو و باطل ہے کیف تقاس احوال الانبیاء

علی احوال ہولاء السفہاء وقد سئل ابن عقیل عن تواجدہم وتخریق ثیابہم فقال خطاء و حرام (ماجدی ص ۳۵۸ ج ۱)

علامہ عبد الرحمن ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں

فصل :۔ جب ان کا سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اتار کر گانے والے پر پھینک دیتے ہیں۔ بعض تو اسی طرح سالم و درست پھینک دیتے ہیں اور بعض ان کو پھاڑ ڈالتے ہیں پھر پھینک دیتے ہیں۔ اور اسکے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گزر جاتے ہیں (بے خود ہو جاتے ہیں) لہذا ملامت نہ کرنا چاھیئے۔ کیونکہ جب موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینک دیئے اور اُن کو توڑ ڈالا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا؟

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ موسی علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کس نے کی کہ انھوں نے تختے اس طرح پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو مذکور ہے تو اُن کا ڈال دینا ہے۔ بس یہی کافی ہے۔ یہ بات کہاں سے نکلی کہ وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہہ دیں کہ انھوں نے توڑنے کا قصد کیا تھا۔ پھر اگر موسی علیہ السلام کے بارے میں اس کو بھی صحیح مان لیں تو ہم کہیں گے کہ وہ اس وقت بے خود تھے کہ اگر اس گھڑی اُن کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس میں داخل ہو جاتے۔ اِس گروہ کی نسبت بے خودی کون صحیح بتاتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

غیروں سے تمیز کر لیتے ہیں۔ اور اُن کے پاس کنواں ہو۔ تو اس سے بچتے ہیں پھر انبیاء علیھم السلام کے احوال اُن احمقوں پر کیونکہ قیاس کئے جا سکتے ہیں........ ابن عقیل سے ان لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا جواب دیا کہ خطا ہے حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال ضائع کرنے اور گریباں پھاڑنے سے منع فرمایا۔

پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ اگر باوجود اس علم کے کہ طرب ان پر غالب ہوگا۔ اور انکی عقل زائل کر دے گا۔ وہ ان مقاموں میں حاضر ہوں گے تو گنہگار ہوں گے بوجہ اس حالت کے جو ان پر گزرتی ہے کپڑے پھاڑنے وغیرہ جس میں شے کا فاسد کرنا ہے۔ اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس مجلس میں حاضر ہونے سے پہلے مخاطب ہیں کہ ان مقامات سے باز رہیں جہاں ایسی حالت کو پہنچیں جس طرح اُنکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے۔ اب اگر وہ نشہ میں سرشار ہو جائیں اور اس حالت میں ان سے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب الٰھی بوجہ ان کے مست وبیخود ہونے کے ساقط نہ ہوگا۔ یہ طرب اور سرور جس کو اہل تصوف وجد کہتے ہیں اگر اس میں صادق ہیں تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا۔ ور اگر کاذب ہیں۔ تو باوجود ہوش میں ہونے کے مال ضائع کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں اور شک وشبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے

(تلبیس ابلیس ص ۳۲۸ ، ۳۲۹)۔

امام قرطبیؒ نے تفسیر قرطبیؒ میں سورت اعراف آیت والقی الالواح کی تفسیر میں بھی علامہ ابن الجوزیؒ سے یہی کچھ نقل کیا ہے دیکھئے (تفسیر قرطبی ص ۲۸۸ ، ۲۸۹ ج ۷)

یہاں کتاب القصاص والمذکرین ص ۹۶ ، ۹۷ بھی قابل دید ہے۔ اس حرام فعل میں یہ لوگ مبتلا ہیں۔ اور الشیطان سول لھم و املی لھم یہ عمل قربت وعبادت بھی خیال کرتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو حق و باطل کے جاننے کی تمیز دیکر ھدایت نصیب کریں ۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم .

۱۲۔ اس میں بیک آواز ذکر ہوتا ہے۔

سب ملکر ایک آواز سے کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ'' خوب چلا چلا کر بلکہ لاوڈ سپیکر لگا کر اس میں ببانگ بلند ذکر کرتے ہیں۔ ذکر اذکار کے لئے اس التزام واہتمام اور اس ھیئت و کیفیت کے ساتھ جمع ہونا شریعت مطہرہ میں اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی میں ایک مثال بھی نہیں کہ معلم خیر ﷺ اور آپ کے جان نثار صحابہ کرام (جو آپکو انتہائی پسند تھے جنکے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ۔

اللہ! اللہ! فی اصحابی لا تتخذو ھم من بعدی غرضا (الحدیث)

مسجد نبوی میں یا مسجد قبا یا مسجد حرام وغیرہ میں اکٹھے ہو کر بایں التزام،

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اہتمام اور بایں ھیئت و کیفیت مروجہ فی زمانناایک مرتبہ بھی ذکر کیا ہو۔ اور اگر ان لوگوں نے کوئی دلیل بزعم خود پیش کی بھی تو انشاء اللہ عنقریب انکو پتہ لگے گا کہ ظنوا الورم السمین۔

وسوف تری اذاانکشف الغبار افرس تحت رجلك ام حمار ۔

یاجناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد آپکے نجوم ہدایت صحابہ کرام خلفاء راشدین مھدیین یا دیگر صحابہ کرام کہیں کسی مسجد میں یا کسی میدان وغیرہ میں اسی طرح اکٹھے ہو کر بایں طریقہ ذکر اذکار میں مشغول تھے۔

وانماالدین الا تباع لاالا بتداع ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین. ان الدین عندالله الاسلام .ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا .وان تطیعوه تهتدوا.

ہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد کیا ہے کہ۔

افضل الذکر لا اله الا الله .(ترمذی ص ۱۷۶ ج۲ . ابن ماجه ص ۲۷۸ مشکوۃ ص ۲۰۱ . ریاض الصالحین ص ۵٤۰ . صحیح ابن حبان ص ۵۰ ج۳ . الترغیب و الترهیب ص ۲۳۹ ج۲)

الا یمان بضع وسبعون شعبة فا فضلها قول لااله الا الله

(مشکوۃ ص ۱۲ . ابو داؤد ص ۲۹۵ ج۲ . نسائی ص ۲٦۸ ج۲ . مسند الا مام احمد ص ٤۱٤ ج۲)

افضل ما قلت اناو النبیون من قبلی لا اله الا الله .

مطلب یہ کہ ذکر کی ترغیب ضرور دی ہے لیکن یہ ھئیت کذائیہ آپ سے ثابت نہیں ہے نہ فعلانہ قولانہ تقریرا۔ آپکے صحابہ کرام سے بھی یہی ہیئیت ثابت نہیں۔ اسی وجہ سے تو علماء کرام نے اس کو بدعت کہا ہے ملاخطہ فرمائیے

علامہ غرناطی شاطبیؒ لکھتے ہیں

بدعت اضافی کے مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومنها التزام الکیفیات والهیئآت المعینة کالذکر بهیئة الاجتماع علی صوت واحد .(الاعتصام ص ۳۹ ج۱).

ان میں سے ہئیآت معینہ اور کیفیات کا التزام ہے جیسا کہ بیک آواز بہیئت اجتماعیہ ذکر بدعت ہے۔

یعنی اصل چیز تو عبادت ہے لیکن کیفیات وھیئیات کی زیادت سے اصل عبادت بھی بدعت بن جاتی ہے جیسا کہ یہاں ذکر تو عبادت تھی لیکن ہیئت اجتماعیہ کی وجہ سے اور کیفیت کی التزام سے کہ بہ یک آواز ہو اور بلند آواز ہو۔ اسی زیادتی کی وجہ سے بدعت بن گئی۔ آگے ایک مقام پر فصل قائم کیا ہے جس میں دلائل کا اپنے مقام سے تحریف کرنے کا بیان ہے کہ آدمی دلائل میں تحریف کر کے اس سے وہ مسئلہ ثابت کرنے کے درپے ہے جس کا ان دلائل سے کچھ تعلق نہیں۔ توضیح اسی طرح کرتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ملاخطہ فرمایئے اور خدار ااصلاح عمل کیجیے

وبیان ذلك ان الد ليل الشرعى اذا اقتضٰى امرًافى الجملة مما يتعلق بالعباد ات مثلاً . فا تى به المكلف فى الجملة ايضا كذ كرالله والدعاء والنوافل المستحبات وما اشبهها مما يعلم من الشارع فيها التوسعة . كان الدليل عاضدا لعلمه من جهتين .من جهة معناه ومن جهة عمل السلف الصا لح فان اتى المكلف فى ذلك بكيفية محضوصة اوز مان مخصوص اومكان مخصوص او مقارنا لعبادة مخصوصة والتزم ذلك بحيث صار متخيلا ان الكيفية ' ا والزمان ، اوالمكان مقصود شرعا من غير ان يدل الد ليل عليه . كان الدليل بمعزل عن ذلك المعنى المستدل عليه فاذا ندب الشرع مثلا الى ذكرالله فالتزم قوم الا جتماع عليه على لسان واحد وبصوت اوفى وقت معلوم مخصوص عن سائر الاوقات .لم يكن فى ندب الشرع ما يدل على هذا التخصيص الملتزم ، بل فيه مايدل على خلافه . لان التزام الا مور غيرا للازمة شرعا شانها ان تفهم التشريع وخصوصا مع من يقتدى به فى مجامع الناس كالمسا جد فانها اذاظهرت هذا الا ظهاروو ضعت فى المساجد كسا ئر الشعائر التى وضعها رسو ل الله ﷺ فى المساجد وما اشبهها

كالا ذان و صلوة العيدين والا ستسقاء والكسوف فهم منها بلاشك انها سنن اذالم تفهم منها الفرضية فأحرى ان لايتنا لها الدليل المستدل به فصارت من هذه الجهة بدعاً محدثة بذلك

(الاعتصام ص٢٤٩ ج١).

اسکابیان یہ ہے کہ دلیل شرعی جس کا تعلق مثلاً عبادات سے ہے جب ایک کام کافی الجملہ اقتضاء کرتا ہے (کہ یہ عبادت ہے کارِثواب ہے) سومکلّف نے بھی اس پر فی الجملہ عمل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاذکر، دعاء اور مستحب نوافل اوراس کے مانند۔ جس میں شارع کی طرف سے توسیع معلوم ہوتی ہے۔ تودلیل اس مکلّف کے علم کودوطریقوں سے مضبوط کرنے والا ہے ۔ایک اسکے معنی کے طریقے سے اوردوم سلف صالحین کے اس پر عمل کرنے کی طریقے سے سواگر مکلّف نے اس کام پر عمل کیا (لیکن اس کو ایک) کیفیت مخصوصہ کے ساتھ یازمان مخصوصہ یامکان مخصوصہ کے ساتھ خاص کیایاایک خاص عبادت کے ساتھ اسکااقتران کیا۔ اور اسکاایسا التزام کیاکہ یہ خیال آیاکہ یہ کیفیت یازمانہ یامکان شرعامقصود ہے۔ حالانکہ اس پر کوئی دلیل دلالت نہیں کرتی۔ تودلیل اس معنی سے جس پر استدلال کیاجاتاہے ایک جانب میں ہے (اس لئے کہ دلیل توصرف اس فعل پردلالت کرتی ہے جوان تخصیصات زمانہ یامکان اور کیفیت سے خالی ہے) مثلاًجب شریعت نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ترغیب

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دی۔ سوایک قوم نے ایک ہی زبان اور ایک ہی آواز سے اس پر جمع ہونے کا التزام کیا۔ یاایک خاص وقت میں دیگر اوقات کے علاوہ اکٹھے ہونے کاالتزام کیا۔ شریعت کی دعوت میں اس تخصیص والتزام پر کوئی دلیل نہیں تھی۔ بلکہ اس فعل میں اس التزام و تخصیص کے خلاف دلیل موجود تھا۔ کیونکہ شریعت میں امور غیر لازمہ کاالتزام سے اسکامقام مشروع سمجھا جائے گا۔ اور خاصکر جب ایسے شخص نے یہ التزام کیاجو مقتدا و پیشواہو اور لوگوں کے مجمعوں میں کیاجیساکہ مساجد ہیں۔ سویہی التزام جب اس طرح اظہار کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور مساجد وغیرہ میں دیگر شعائراللہ کی طرح جیساکہ اذان، نماز عیدین، نماز استسقاء اور صلوۃ کسوف ہے جو رسول اللہ ﷺ نے وضع کیے ہیں وضع ہوا تو بغیر کسی شک کے یہ سمجھا جائیگا کہ یہ سنت ہیں جب کہ اس دلیل سے فرضیت تو مفہوم نہیں ہوتی - سوبہت مناسب ہے کہ وہی دلیل جس سے استدلال کیاجاتا ہے. شامل نہ کیاجائے۔ سواسی وجہ سے یہ اعمال بدعات و محدثات بن گئے۔

اور شاطبیؒ دوسری جلد میں لکھتے ہیں کہ عمل مشروع پر زیادت اسکے لئے وصف بن جاتی ہے یاوصف کی طرح بن جاتی ہیں۔ لیکن یہ نیت یاعادت کی اعتبار سے ہوتا ہے اوریامشروع جاننے یاناقص جاننے کی وجہ سے (اسکی صفت یاکاصفت بن جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ عمل بدعت ہو جاتی ہے) پھر عادت کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اما با لعادة فکا لجهر والا جتما ع فی الذکر المشهور بین متصوفة الزمان فان بینه وبین الذکر المشروع بونا، بعیدا اذهما کا لمتضاد ین عادة (الا عتصام ص ۲۸ ج۲)۔

اور ہر کہ عادت کی اعتبار سے زیادت ہے۔ سو جیساکہ ذکر میں جھر کرنااور اکٹھے ہوناجو ہمارے زمانے کے صوفیاء میں مشھور ہے پس اس کے درمیان اور ذکر شرعی کے درمیان بہت دور کی مسافت ہے یعنی بہت زیادہ فرق ہے اور جلد اول میں مجالس ذکر پر تفصیل کرتے ہوئے (جو صحیح احادیث میں وارد ہیں) پھر لکھتے ہیں :۔

فهذه مجالس الذکر علی الحقیقة وهی التی حرمها الله اهل البدع من هو لاء الفقراء الذین زعمو ا انهم سلکو ا طریق التصو ف . وقل ماتجد منهم من یحسن قراء ة الفاتحة فی الصلاة الا علی اللحن فضلا عن غیر ها ولا یعرف کیف یتعبدو لا کیف یستنجی او یتو ضأ او یغتسل من الجنابة و کیف یعلمون ذلك وهم قد حرمو امجالس الذکر التی تغشاها الرحمة وتنزل فیها السکینة وتحف بها الملائکة فبا نطماس هذا النور عنهم ضلوا فاقتدوا بجهال ا مثالهم واخذوا یقرء ون الا حادیث النبویةوالآ یات القر آنیة فینز لونها علی آرأهم لاعلی ماقال اهل العلم فیها فخر جواعن الصراط المستقیم الی ان یجتمعوا ویقرء

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

احدهم شيئامن القرآن يكون حسن الصوت طيب النغمة جيد التلحين تشبه قراء ته الغناء المذموم ثم يقولون تعالوا نذكر الله فيرفعون اصواتهم يمشون ذلك الذكر مداولة، طائفة فى جهة وطائفة فى جهة اخرى على صوت واحد يشبه الغناء ويزعمون ان هذا مجالس الذكر المندوب اليها وكذبوا فانه لو كان حقا لكان السلف الصالح اولى بادراكه وفهمه والعمل به والا فاين فى الكتاب او السنة الاجتماع للذكر على صوت واحد جهرا عاليا وقد قال تعالى ادعو ربكم تضرعا وخفية انه لايحب المعتدين والمعتدون فى التفسير هم الرافعون اصواتهم فى الدعاء.

وعن ابى موسى قال كنامع رسول الله ﷺ فى سفر فجعل الناس يجهرون بالتكبير فقال النبى ﷺ اربعوا على انفسكم انكم لا تدعون اصما ولا غائبا انكم تدعون سميعا قريبا وهو معكم وهذا الحديث من تمام تفسير الآية ولم يكونوا رضى الله عنهم يكبرون على صوت واحد ولكنه نهاهم عن رفع الصوت ليكونوا ممتثلين للآية وقد جاء عن السلف ايضا النهى عن الاجتماع على الذكر والدعاء بالهيئة التى يجتمع عليها هؤلاء المبتدعون وجاء عنهم النهى عن المساجد المتخذة

لذلك وهى الربط التى يسمونها بالصفة ذكر من ذلك ابن وهب وابن وضاح وغيرهما فيه كفاية لمن وفقه الله (الاعتصام ص ۲۶۸، ۲۶۹ ج ۱).

سو حقیقت میں یہ مجالس ذکر ہیں اور یہی ذکر کے مجالس ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بدعت والوں کو محروم رکھا ہے یعنی یہی فقراء جو یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی لوگ تصوف کے طریقے پر چلتے ہیں۔ اور تم ان لوگوں میں سے بہت کم پاؤ گے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ اچھے طریقے سے بغیر کسی غلطی کے پڑھیں۔ اسکے سوا کو تو چھوڑو۔ اور نہیں جانتے کہ عبادت کیسے کریں گے؟ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ استنجاء یا وضوء یا جنابت سے کیسے غسل کریں گے؟ اور یہ کیسے سمجھیں گے حالانکہ یہی لوگ ذکر کے مجالس سے محروم کئے گئے ہیں۔ جس ذکر کے مجالس کو رحمت الٰہی نے ڈھانپ رکھا ہے اور اس میں سکینہ اُترتا ہے۔ اور فرشتے انکو گھیرے میں لیتے ہیں سو یہی لوگ اُس روشنی کے بُجھنے سے گمراہ ہو گئے ہیں سو انہوں نے اپنے جیسے جہلاء کی اقتداء کی اور احادیث نبوی اور قرآنی آیتیں پڑھ کر اپنی فاسد آراء پر محمول کرتے ہیں نہ کہ اس پر جس پر اہل علم نے چسپاں کئے ہیں۔ سو صراط مستقیم سے نکل گئے یہاں تک کہ اکھٹے ہو گئے اور اُن میں سے ایک قرآن کریم سے کچھ آیتیں (اسی طرح) پڑھتا ہے کہ اچھی آواز والا ہوتا ہے اچھے سُر والا اور بہترین خوش آوازی کرنے والا ہوتا ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جسکی قراءت مذموم سرود سے مشابہ ہوتی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں آؤ ہم اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں سو اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں۔ اسی ذکر پر باری باری جاتے ہیں ایک طرف میں ایک طائفہ ہوتا ہے اور دوسری طرف میں دوسرا طائفہ ہوتا ہے۔ ایک ہی آواز پر (جاتے ہیں جو) گانے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اور گمان کرتے ہیں کہ یہ ذکر کے مجالس ہیں جنکی طرف لوگ بلائے جاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ سو اگر یہ حق تھا تو سلف صالحین اسکے پانے اور اسکے فہم و عمل کے زیادہ لائق ہوتے۔ اور اگر اسی طرح نہیں تو کتاب و سنت میں ذکر کے لئے اکٹھے ہونا کہ ایک آواز سے ہو اور خوب بلند آواز سے ہو کہاں ہے (یہ ذکر)؟ حالانکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ پکارو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تفسیر میں اعتداء کرنے والے یہی دعاء میں آوازوں کو بلند کرنے والے ہی ہیں اور ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے لوگ جھر کے ساتھ تکبیر شروع کرنے لگے سو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو کیونکہ آپ بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے آپ تو قریب اور سننے والے کو پکارتے ہیں اور وہ آپکے ساتھ ہے۔ اور یہ حدیث آیت کی پوری تفسیر ہے اور وہ لوگ تو ایک ہی آواز سے تکبیر نہیں کہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اُنکو آواز بلند کرنے سے منع فرمایا تاکہ آیت پر

عمل پیرا ہن جائیں۔ اور بے شک سلف سے بھی اسی طرح ذکر اور دعاء پر اکٹھے ہونے سے منع آیا ہے۔ جس ھئیت پر یہی مبتدعین لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور سلف سے اس کے لیے مساجد وضع کرنے سے منع بھی منقول ہے۔ اور یہ وہی موقوف جگھیں ہیں جنہیں یہ لوگ چبوترے کہتے ہیں۔ جنکا کچھ ذکر ابن وھب اور ابن وضاح اور دیگر لوگوں نے کیا ہے جس میں کافی ذخیرہ ہے اُن کے لیے جنکو اللہ تعالی نے توفیق دی ہو۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ دلائل میں تحریف کی وجہ سے۔ اور اعمال مشروعہ التزام کے وجہ سے اور کیفیات مخصوصہ کی وجہ سے غیر مشروع بن جاتے ہیں جیسا کہ ذکر اذکار دُعا اور نوافل ہیں کہ تخصیص زمانی، مکانی اور تخصیص کیفیت اور التزام کی وجہ سے بدعات بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانے والوں نے اس التزام و تخصیصات وغیرہ کے لئے کربستہ ہو کر مشروع ذکر سے بدعت بنایا ہے وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا . اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون .

محمد بن محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

آپکے وقت میں مؤذنین اور دیگر لوگ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بیک آواز دیر تک اللہ اکبر کہتے ہوئے ذکر کرتے تھے تو آپ ان پر انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

واما يفعله بعض الناس اليوم من انه اذا سلم الامام من صلاته

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

كبر المؤذنون على صوت واحد على مايعلم من زعقاتهم فى المأذن ويطيلون فيه والناس يستمعون اليهم ولا يكبرون فى الغالب وان كبر احد منهم فهو يمشى على اصواتهم وذلك كله من البدع اذانه لم ينقل ان النبى ﷺ فعله ولا احد من الخلفاء الراشدين بعده وفيه اخراق حرمة المسجد برفع الاصوات فيه والتشويش على من به من المصلين والتالين والذاكرين (مدخل ص ۲۹۰ ج۲).

اور وہ عمل جو بعض لوگ آج کرتے ہیں کہ جب امام نماز سے سلام پھیرتا ہے تو مؤذنین ایک ہی آواز سے جیساکہ انکے چیخنے چلانے سے معلوم ہوتا ہے اذان خانوں میں اللہ اکبر کہتے ہیں اور دیر تک اس میں لگے رہتے ہیں۔ اور لوگ ان سے سنتے ہیں۔ اور اکثر خود اللہ اکبر نہیں کہتے۔ اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی تکبیر کہتا بھی ہے۔ سو وہ بھی مؤذنین کے آوازوں کے ساتھ جاتا ہے اور یہ سارے بدعات ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں کہ آپ نے یہ عمل کیا ہے اور نہ آپ کے بعد خلفاء راشدین سے منقول ہے۔ اور اس عمل سے مسجد میں بلند آواز کی وجہ سے مسجد کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس سے مسجد میں نمازیوں تلاوت کرنے والوں اور ذاکرین پر تشویش ہو گی۔

علامہ محمد احمد العدویؒ لکھتے ہیں

بدعات کو دو قسمون (ماله اصل فى الشريعة وماليس له اصل فيها) میں تقسیم کرنے کے بعد ماله اصل فى الشريعة کی مثال دیتے ہیں تو یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲) التزام الكيفيات والهيئات المعينه كا لذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد (اصول فى البدع والسنن ص ۱۹)

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں

اکھٹے ہو کر جہراً ذکر کرنا اور وجد میں آنا۔

سوال :۔ آجکل عام پیروں میں مروج ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے باآواز بلند ذکر کرواتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ وجد میں آکر خوب اچھلتے کودتے ہیں۔ کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور کیا اسکا کوئی ثبوت ہے؟

الجواب و منه الصدق والصواب

اسکا شرع میں کوئی ثبوت نہیں۔ جہراً ذکر کرنا جیساکہ فی زماننا رائج ہے، یہ مکروہ ہے......... (احسن الفتاوی ص ۳۵۰ ج ۱)۔

اس ہیئت والتزام کے ساتھ استغفار مانگنا بھی بدعت ہے

حدیث شریف میں استغفار کی بہت ترغیب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ طوبى لمن وجد فى صحيفته استغفارا كثيرا (ابن ماجه ص ۲۷۹).

اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسکے صحیفۂ اعمال میں استغفار

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

زیادہ پایا جائے ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔ من یستغفر نی فاغفرله

(بخاری ص ۱۵۳ ج۱، ص ۹۳۶، ۱۱۱٦ ج۲) کون ہے جو مجھ سے استغفار مانگے ؟ سو میں اسکو بخش دوں۔ اور حدیث قدسی ہے

یا عبادی کلکم مذنب الا من عافیت فاستغفرونی اغفرلکم

(مسند الامام احمد ص ۱۵٤، ۱۷۷ ج٥).

اے میرے بندو تم سارے گناہ کرنے والے ہو مگر جسکو میں نے بچایا سو مجھ سے استغفار مانگو کہ میں تمھاری مغفرت کروں۔ اتنی فضیلت کے باوجود اگر کسی نے اس کے لئے اجتماع، ہیئت والتزام کا اہتمام کیا تو یہ عمل بھی بدعت بن جاتا ہے۔

چنانچہ الشیخ علی محفوظؒ لکھتے ہیں :-

٥) الاستغفار عقب الصلاة علی هیئة الاجتماع و رفع الصوت فالاستغفار فی ذاته سنة و باعتبار هیئته من رفع الصوت و اجتماع المستغفرین و فی المسجد بدعة

(الابداع فی مضار الابتداع ص ٥٩).

پانچواں مثال : نماز کے بعد بلند آواز سے اور ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ استغفار مانگنا ہے۔ سو استغفار مانگنا اپنی ذات کے اعتبار سے سنت ہے۔ اور اپنی ہیئت کے اعتبار سے کہ بلند آواز ہے اور استغفار مانگنے والوں کا جمع ہونا ہے اور (یہ عمل) مسجد میں ہو، یہ بدعت ہے ۔

محمد بن محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

ہر چار رکعات تراویح کے بعد بعض لوگ بیک آواز جہر سے ذکر کرتے ہیں جو بدعت ہے آپ اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :-

فصل فی الذکر بعد التسلیمتین من صلوة التراویح .

و ینبغی ان یجتنب ما احدثوه من الذکر بعد کل تسلیمتین من صلاة التراویح و من رفع اصواتهم بذلك و المشی علی صوت واحد فان ذلك کله من البدع (مدخل ص ۲۹۳، ۲۹٤ ج۲).

یہ فصل نماز تراویح کے دو سلام پھیرنے کے بعد ذکر کرنے میں ہے۔ اور ضروری ہے کہ نماز تراویح کے دو سلام پھیرنے کے بعد لوگوں نے جو ذکر ایجاد کیا ہے ان سے اور بیک وقت آواز بلند کرنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہ سارے افعال بدعات میں سے ہیں۔

قارئین کرام! یہ لوگ ابتداء میں لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن کچھ دیر کے بعد اسی کلمہ طیبہ میں طرح طرح کے الفاظ کبھی کم اور کبھی زیادہ کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ صرف آوازیں سننے میں آتی ہیں الفاظ بالکل بگڑ جاتے ہیں واللہ! اتخذوا دینهم لعبا ولهوا و غرتهم الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا .

واللہ ہم نے ان لوگوں کا ذکر کئی بار سنا ہے۔ واللہ اذا جدیر بان یستهزء

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

به ویستغفر منه . الشیخ علی محفوظ سے چند عبارات پیش کرتا ہوں جنہوں نے ان لوگوں کا اور انکے ذکر کا خوب جائزہ لیا ہے۔

الشیخ علی محفوظ رحمہ اللہ لکھتے ہیں

(بیان ماھوا لذکر الشرعی) واماالذکر الذی یحبہ اللہ ورسولہ واصفیاء الأمة ویو جر علیه فاعله فھو ما وردبه کتاب اللہ وسنة رسوله ﷺ وضبطه الأئمة الذین یعول علیھم فقد قال سیدی محمد المنیر خلیفة الامام الحفنی فی تحفة السالکین ولیحذر من اللحن فی لا اله الا اللہ لانها من القرآن فیمد اللام علی قدر الحاجة ویحقق الھمزة المقصورة بعد ھاولایمد ھا اصلا ویفتح ھا ء اله فتحة خفیفة ولا یفصل بین الھاء وبین الا اللہ وایاك ان تتھا ون فی تحقیق ھمزة اله . فانك ان لم تحققھا قلبت یاء وكذلك ھمزة الا وتسكن آخر لفظ الجلالة . ثم قال ویحترزعن تمطیط الذكر والعجلة الشدیدة لا نھا تخرج الذكر عن حده . فالمیزان ان لایخر جوه عن حده الشرعی انتھی ونحوه للعلامة السنوسی والعلامة السجاعی وابی البركات الدردیر والامام الشعرانی وغیرھم من السادة الا كا برو شنعوا جمیعا علی من حرف الذكر عن الطریقة الشرعیة وحكموا بانه لا ثواب له بل وقع فی الخسران والضلال البعید. (الا بداع فی

مضار الابتداع ص ۳۱۵.۳۱٦)

یہ بیان ہے اس میں کہ ذکر شرعی کیا ہے؟

اور ہر وہ ذکر جسکو اللہ اور آپکے رسول ﷺ اور اصفیاءِ امت پسند کرتے ہیں اور فاعل کو اس پر اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ سو یہ وہی ذکر ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں آیا ہے۔ اور اسکو ائمہ کرام نے جن پر اعتماد کیا جاتا ہے یاد کیا ہے پس میرے آقا محمد المنیر خلیفہ الامام الحفنی نے تحفۃ السالکین میں فرمایا ہے۔

اور لا الہ الا اللہ میں آدمی لحن سے ڈرتا رہے کیونکہ یہ قرآن کریم سے ہے سو لام کو بقدر حاجت کھینچا جائے اور اسکے بعد ھمزۂ مقصورہ کو صحیح پڑھا جائے۔ اور اسکو بالکل نہیں کھینچا جائے۔ اور الہ کے ھا کو فتحہ خفیفہ دی جائے۔ اور اس ھا کے درمیان اور الا اللہ کے درمیان فصل نہ کی جائے۔ اور الہ کا ھمزہ صحیح پڑھنے میں سُستی سے جان بچاؤ۔ کیونکہ اگر تم نے اسکو صحیح نہیں پڑھا (یعنی مقصورہ نہیں پڑھا بلکہ ممدودہ پڑھا) تو اس سے یاء بن جائیگا اور اسی طرح ھمزۂ الا بھی ہے (کہ اس سے بھی صحیح نہ پڑھنے کی صورت میں یاء بن جائیگا اور لفظ اللہ کے آخر کو سکون دے پھر فرمایا ہے کہ ذکر کے سخت کھینچنے اور شدید جلدی سے احتراز کیا جائے۔ کیونکہ یہ کام ذکر کو اپنی حد شرعی سے نکالتا ہے انتھٰی۔ اور اسی طرح علامہ سنوسیؒ اور علامہ سجاعی اور ابو البرکات الدردیر اور امام شعرانی اور دیگر اکابر نے فرمایا ہے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور تمام نے اس آدمی کو بہت بُرا بھلا کہا ہے جس نے طریقہ شرعیہ سے ذکر میں تحریف کی۔ اور انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسکو ثواب نہیں دیا جائیگا بلکہ وہ ھلاکت اور دُور گمراھی میں واقع ہو گیا پھر آگے ایسا لکھتے ہیں

وتارة یز عمون انهم انجذبوا فیأ كلون بعض حروف هذه الكلمة ویحرفونها وربما لا تسمع منهم الا اصواتا ساذجة او شیأ یشبه نهیق الحمار اوهدیر الطائر . ثم قال نعم المأخوذ عن حسه الغائب عن نفسه كل ماجرى على لسانه لا لوم علیه فیه . وانما كلا منافی هولاء الذین یتعمدون ذلك و هم لم یخرجوا عن حد التكلیف و تطرألهم مواجید نفسانیه یتخیلونها واردات رحمانیة كلا والله ما كل واجد بمحمود الا اذاورد علی طریق الشرع المحدود ‌بخسو انفسهم فی نطقهم بهذه الكلمة التی توضع فی بطاقة صغیرة یوم القیامةفی المیزان فترجح علی سجلات كثیرة من السیئا ت كل سجل منها مد البصر كما فی الحدیث فیا لیت شعری كیف توزن لهم بل یخشی من تقطیع اسماء الله تعالٰی وتحریف اذكاره انهم یذكروها وهی تلعنهم ١هوفی خزانةالاسرار الكبریٰ مانصه و كذا بعض اهل الذكر یزیدون حروفا كثیرة فی كلمة التوحید كا نهم یقولون بزیادة الیاء بعد همزة لااله وبزیادة الالف بعد هاء اله مثالهما

(لاایلاها) وبزیادة الیاء بعدهمزةالا وبعد الا بزیادة الالف مثالهما (ایلاالله) وكلهما حرام بالاجماع فی جمیع الاوقات فهم یذكرون الله تعالٰی ویتعبدونه بالسئیات فیصیرون من الذین ضل سیعهم فی الحیاة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ٥١. (الابداع فی مضار الابتداع ص ٣١٦، ٣١٧)۔

اور کبھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جذب میں آگئے تھے سو اس کلمہ سے بعض حروف کھاتے ہیں اور اس میں تحریف کرتے ہیں اور کئی بار تو ان سے نہیں سنے گا مگر سادہ آوازیں یا کچھ آواز جو گدھے کی آواز یا پرندے کی آواز سے مشابہ ہو۔ پھر (محقق الامیر نے نتائج الفکر میں) فرمایا ہے۔ ہاں جو اپنی نفس سے غائب ہو کر ایسا حال بن گیا تو جو بھی اس کی زبان پر جاری تھا اس پر اس میں کوئی ملامت نہیں۔ بیشک ہمارا کلام تو ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو قصداً اور ارادۃً یہ عمل (جذب) لاتے ہیں اور وہ تکلیف کی حد سے نہیں نکلے ہیں۔ اور اُن کو نفسیاتی وجدیں پیش ہوتی ہیں وہ اسے رحمانی واردات خیال کرتے ہیں ۔ ایسا نہیں وجد میں آنے والا ہر شخص (صاحب وجد) محمود نہیں۔ مگر جب طریقہ شرع کے حدود پروارد ہو۔ ان لوگوں نے بار کلمے (لاالٰہ الا اللہ) کو پڑھتے ہوئے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا جو قیامت کے دن ایک چھوٹے سے رقعہ میں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا سو یہ گناہوں کے بہت سی کتابوں پر بھاری ہو جائے گا (جبکہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہر ایک کتاب تاحد نگاہ ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے پس ہائے افسوس میرا علم ہوتا کہ کیسا اُنکے لئے وزن کیا جائے گا بلکہ اللہ تعالی کے اسماء کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور آپکے اذکار میں تحریف کرنے کی وجہ سے ڈر ہے کہ یہی لوگ اس کلمے کا ذکر کرتے ہیں اور یہی کلمہ ان پر لعنت بھیجتا ہے اور خزانۃ الاسرار الکبری میں ہے جسکا مطلب اور ظاہر یہ ہے اور اسی طرح بعض اہل ذکر کلمہء توحید میں بہت سے حروف زیادہ کرتے ہیں جیسا کہ وہ لا الہ کے ھمزہ کے بعد یاء زیادہ کہتے ہیں اور الہ کے ھاء کے بعد الف زیادہ پڑھتے ہیں ۔ دونوں کی مثال یہ ہے (لا ایلاھا) اور الا کے ھمزہ کے بعد یاء زیادہ کہتے ہیں اور الا کے بعد الف زیادہ پڑھتے ہیں دونوں کی مثال (ایلا اللہ) ہے اور یہ سارے کام باجماع امت حرام ہیں۔ سو وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کی عبادت گناہوں سے کرتے ہیں سو یہ اُن لوگوں سے بن جاتے ہیں جن کے اعمال دنیا کی زندگی میں برباد ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کرتے ہیں۔

اور اس سے پہلے لکھتے ہیں :۔

ومن بدعهم المحرمة انهم خرجوا عن الذكر الشرعى الى ذكر محرف يخالف الكتاب والسنة والا جماع على ما سيأتى بيانه .... فان الذكر الذى لا يوافق قوله تعالى (فا علم انه لا اله الا الله وقوله تعالى (الله لا اله الا هو الحى القيوم) ولا قوله

(افضل ما قلته انا والنبيون من قبلى لا اله الا الله وغير ذلك من الآيات والا حاديث الصحيحة حرام با جماع الامة ومردو دعلى فاعله . كيف لا وقد قال ﷺ (اصحاب البدع كلاب اهل النار) وعن عائشه رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ (من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهورد) متفق عليه وفى رواية لمسلم من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد و هولاء قد احدثوا فى الدين ما ليس منه وتعبدوا بما لم يرد عن النبى صلى الله ولا عن اصحابه ولا عن صالح المؤمنين .

(الابداع فى مضار الا بتداع ۳۱۲ ، ۳۱۳).

اور انکی حرام بدعات سے یہ ہیں کہ وہ ذکر شرعی سے نکل کر محرف ذکر کو گئے جو کتاب اللہ اور سنت اور اجماع کے خلاف ہے جیسا کہ اسکا بیان عنقریب آتا ہے...... پس بے شک وہی ذکر جو اللہ تعالی کے اس قول کے ساتھ موافق نہ ہو (فاعلم انہ لا الہ الا اللہ) اور اللہ تعالی کے اس قول کے موافق نہ ہو (الله لا اله الا هو الحى القيوم) اور نہ رسول اللہ ﷺ کے قول کے موافق ہو (افضل ما قلته انا والنبيون من قبلى لا اله الا الله) اور اس کے علاوہ دیگر آیاتِ اور احادیث صحیحہ کے موافق نہ ہو (ایسا ذکر) باجماع امت حرام ہے۔ اور اپنے فاعل پر مردود ہے کیوں مردود نہ ہوگا۔ اور حال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اہل بدعات

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جہنمیوں کے کئے ہونگے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میرے اس دین میں وہ کام ایجاد کیا....... جس پر ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ مردود ہوگا۔ متفق علیہ۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کوئی عمل کیا ایسا عمل جس پر ہمارا حکم نہیں تھا سو وہ عمل نامنظور ہے۔ اور ان لوگوں نے دین میں وہ عمل ایجاد کیا ہے جو اس دین سے نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طریقہ سے کیا جو نہ نبی ﷺ سے نقل ہے نہ آپ کے صحابہ کرام سے اور نہ صالحین مؤمنین (سلف صالحین) سے منقول ہے۔

قارئین کرام! جو عمل رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام اور سلف صالحین سے منقول نہیں وہ دین کب ہو سکتا ہے؟

اور مذکورہ تحریفات جو کلمہ توحید میں ہو چکی ہیں۔ تو کلمہ توحید تو کلمہ توحید باقی ہی نہ رہا تو ثواب از کجا؟

اپنا ایک واقعہ یاد آیا

میں ایک دن باہر کسی شہر گیا تھا بہت دیر لگ گئی نماز عشاء کے بعد گاڑی سے اُتر گیا اور گاؤں تک راستہ پر پیدل چلنا پڑا جب گاؤں کے قریب ہوا تو کتے کے بھونکنے کی آواز سننے لگا بہت ڈر گیا کہ ہاتھ میں بھی کوئی چیز جان بچانے اور کتے مارنے کی نہیں۔ اور راستہ بھی یہی ایک راستہ ہے یہ تو فلاں گھر والوں نے کتا چھوڑ دیا ہے۔ وہ راستے کو نکل آیا ہے اور بھونکتا ہے۔

ڈرتے ڈرتے جب قریب آیا تو پتہ چل گیا کہ یہ تو کتا نہیں ذاکر ذکر میں لگا ہوا ہے۔ کلمۂ توحید میں تحریف یہاں تک پہنچ چکی ھے کہ ایک طرف منہ پھیر کر کہتا تھا "اَل" اور دوسری طرف منہ پھیر کر کہتا تھا "ھو"۔ واللہ واللہ، اَل ایک بار بھونکنا لگتا تھا۔ اور ھُو دوسری بار بھونکنا لگتا تھا۔

قارئین کرام واللہ ما کذبت فیھا قط ۔ خدا کے لئے ان لوگوں سے باز رہیں باز رہیں یہ لوگ شیطان کے دام میں پھنسے ہوئے لوگ ہیں الشیطان سول لھم واملی لھم ۔ وہ کون بدبخت ہوگا جو ذکر جیسی عبادت اکبر سے منکر ہو۔ لیکن فرمان خداوندی ہے واذکروہ کما ھدا کم (بقرۃ الایۃ ۱۹۸)۔

اللہ تعالیٰ کو اسکی دی ہوئی ھدایت کے مطابق یاد کرو۔ ذکر بھی اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور اسکا طریقہ بھی اس کا بتلایا ھوا ہوگا۔ اپنا خود ساختہ طریقہ نہیں ہوگا۔

علامہ عبد الماجد دریابادیؒ کے جواہر پارے

آپ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں :۔

اپنے رسول کے ذریعہ سے اور اپنے اختراعی طریقوں سے بچو۔ الحاد و انکار سے بچ کر دین و مذھب کے دائرے میں آجانے کے بعد پھر جو خطرہ اہل مذھب کو شیطان کے ہاتھوں سب سے بڑھ کر درپیش رہتا ہے وہ بدعات

ومحدثات کا ہے۔ انسان اپنے دل سے طرح طرح کے طریقے عبادت وذکر الٰھی کے ایجاد کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ دین صرف وہ ہے جو شارع علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کی طرف سے پہنچائے یا اپنے اجتہاد سے بتائے۔ یہاں اگر ایک طرف اسکی تاکید ہے کہ برابر یاد الٰھی میں لگے رہو۔ تو دوسری طرف اسکی بھی صراحت ہے کہ اس یاد کے طریقے اپنے ایجاد کردہ نہ ہوں۔ اللہ، اور اللہ کے رسول ﷺ ہی کے بتائے ہوئے ہوں۔ (تفسیر ماجدی ص ۸۰ ج ۱)۔

قارئین کرام نماز وہی نماز ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے برابر ہو جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔ صلوا کما رأیتمونی أصلی۔ نماز پڑھو جیسا کہ تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ زکوۃ وہی زکوۃ ہے جو آپکے بتلائے ہوئے طریقے سے ہو کہ۔ تؤخذ من اغنیا ئهم وترد الی فقرائهم۔ اُن کے مالداروں سے لی جائے گی اور انکے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی۔ روزہ رمضان وہی ہوگا جیسا کہ آپ نے بتلایا ہے کہ صوموا الرؤیته وافطروا الرؤیته فان غم علیکم فاکملوا اعدة شعبان ثلاثین چاند دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کردو۔ اور اگر مطلع ابر آلودہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ وضؤ وہی وضؤ ہے جو آپ کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہو جیسا کہ فرمایا ہے من توضأنحو وضوئی هذا

(بخاری باب الوضؤ ثلاثا ثلاثا. من توضاهذاالوضؤ . ومن توضا کما توضأت . (مسند احمد ص ۶۷.۶۸ ج ۱) جس نے مجھ جیسا وضؤ کیا۔

دعاء وہ جو رسول اللہ ﷺ نے سکھلائی ہو رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ جب تم سوتے ہو تو نماز جیسی وضؤ کیا کرو پھر یہ دعاء پڑھو...... اللھم آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت۔ پھر جب صحابی نے یہی کلمات دہرائے تو وبنبیک کے بجائے وبرسولک پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا ونبیك الذی ارسلت . (بخاری کتاب الوضؤ کی آخری حدیث ہے) رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ میں نے جو الفاظ سکھلائے ہیں وہی پڑھا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو بُدنے کو بٹھا کر ذبح کر رہا تھا آپ نے فرمایا اسکو اُٹھاؤ کھڑا کر کے باندھ کر ذبح کرو (پھر فرمایا) سنة محمد ﷺ . یعنی محمد ﷺ کی سنت کو لازم پکڑو۔ (مشکوۃ ص ۲۳۱، ۲۳۲، باب الهدی. بخاری کتاب الحج باب نحر الابل مقیدة .

قارئین کرام! کب تک موتی پروتا رہوں بس مختصر یہ کہ لو ترکتم سُنة نبیکم لضللتم (نسائی ص ۱۳۶ ج ۱)۔

اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم ضرور گمراہ ہو جاؤ گے تو

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اسی طرح ذکر واذکار بھی ہیں کہ اسمیں بھی اتباع ہوگا نہ کہ ابتداع۔
خداوند تعالیٰ ان ذاکرین کو راہ راست پر لاکر ھدایت نصیب فرمادے وما ذلك علي الله بغزيز آمين وصلى الله النبی الكريم۔

۱۳) اس میں وجد دلانا ہوتا ہے

ابتداء میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ پھر اس سے کچھ الفاظ وقفے وقفے کے بعد چھوڑتے ہیں جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سر بھی ہلاتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد اس ذکر میں اتنے مست وسرشار ہوتے ہیں کہ دنبوں کی طرح ایک دوسرے پر آتے ہیں کپڑے پھاڑتے ہیں۔ اور وجد دلاتے ہیں۔ بے ہوشی ظاہر کرتے ہیں۔ اور کبھی کھڑے ہو کر ذکر شروع کرتے ہیں۔ اس میں بھی بتدریج آگے جاکر تحریف کلمہ میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور اس کے ساتھ ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہیں۔ پاؤں کوز میں پر زور زور سے مارتے ہیں۔ رقص اختیار کرتے ہیں کبھی گر گر کر بے ہوش بن جاتے۔ اور چیخنے چلانے میں بھی خوب اضافہ کرتے ہیں۔ کودتے اچھلتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم واصلین الی اللہ ہیں:

(حاشا وکلا۔ ترسم کہ بہ کعبہ نرسی اے اعرابی ،،،،،، ایں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است)۔

اور یہ خیال نہیں کرتے کہ عبادت کرنے میں انسان باوقار مطمئن باعزت اور صاحب عقل وفہم معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر جب انسان اللہ تعالیٰ کی مسجد

میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے عبادت میں مشغول ہو گویا کہ انک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ تو اس پر یہی حال جو ان مدعیان وجد ومحبت پر طاری ہوتا ہے قریب بھی نہیں آسکتا بلکہ اس کے سینے کے لئے دردو بکاء کی آواز ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا حال تھا کہ۔ يصلي ولصدره ازير كا زيزا لمر جل . (مسند احمد ص ۲۶،۲۵ ج ٤)

آپ نماز پڑھتے تھے اور آپکے سینے کے لئے ہانڈی کی جوش مارنے جیسی آواز تھی۔ یعنی من البکاء۔ یعنی رونے کی وجہ سے کمافی الاعتصام ص ۲۷۵ ج ۱۔

آئیے اپنے اسلاف کا حال دیکھئے خداوند تعالیٰ آپ کو بھی اس حال کو اپنانے کی توفیق دیں۔ فرمان الٰھی ہے۔

الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض ربنا ماخلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيتة وما للظالمين من انصار ربنا اننا سمعنا منا ديا ينادى للايمان ان آمنو اربكم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و كفرعنا سئيا تنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لاتخلف المعياد (بقرة آيت ۱۹۱ ... ۱۹٤).

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسکے ساتھ فکر ... و مناجات میں لگے ہیں اسمیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کوئی ایسا حال نہیں کوئی بات نہیں جو عزت، وقار اطمینان اور عقل و فہم کے خلاف اُن سے سرزد ہو اسی طرح عنوان (اولیاء کے احوال) میں جو آیات، احادیث لکھی گئی ہیں وہاں پھر ضرور دیکھیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قرآن کریم اور اہل اللہ کے احوال

فرمان الٰہی ہے۔ اذا یتلی علھیم یخرون للا ذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا . ویخرون للا ذقان یبکون ویز یدھم خشوعا . (بنی اسرئیل الایة ۱۰۷......۱۰۹)

جب قرآن کریم ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار۔ بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔ اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہیں اور یہ قرآن کریم اُن کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے۔

قارئین کرام! دیکھئے اسمیں کوئی خلاف عقل و دین حالت ان پر طاری نہیں ہوتی اور نہ ان کا عزت و وقار اطمینان و سکون میں کوئی فرق آتا ہے۔ یہ نہیں کہ جب ان پر قرآن کریم پڑھی جاتی ہے تو وہ چیختے ہیں چلاتے ہیں پاؤں زمین پر مارتے ہیں ناچتے ہیں گر کر بے ہوش ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ شیطانی احوال ہیں اور شیطان کی تسلط سے ظہور پزیر ہوتے ہیں

صفات الابرار و الاشرار

علامہ ابن کثیرؒ سورۃ زمر کی آیت تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم الایة کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

اے هذه صفة الابرار عند سماع كلام الجبار المهيمن العزيز الغفار لما يفهمون منه من الوعد والوعيد والتخويف والتهديد تقشعر منه جلودهم من الخشية والخوف (ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله) كما يرجون ويؤملون من رحمته و لطفه فهم مخالفون لغيرهم من الفجار من وجوه (احدها) ان سماع هولاء هو تلاوة الأيات وسماع اولئك نغمات الابيات من اصوات القينات (الثانى) انهم اذا تليت عليهم آيات الرحمٰن خرواسجدا وبكيا بادب وخشيةورجاء ومحبة وفهم وعلم كما قال تبارك وتعالى (انماالمؤ منون الذين اذاذكرالله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون . الذين يقيمون الصلوةومما رزقنا هم ينفقون . اولئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم . وقال تعالى (والذين اذا ذكروا بآيات ربهم لم يخرواعليها صماوعميانا) اے لم يكونوا عند سماعها متشاغلين لاهين عنها بل مصغين اليها فاهمين بصيرين لاعن جهل ومتابعة لغيرهم. (الثالث) انهم يلزمون الادب عند سماعها كما كان

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الصحابة رضی اللہ عنہم عند سماعہم کلام اللہ تعالی من تلاوۃ رسول اللہ ﷺ تقشعر جلو دھم ثم تلین مع قلو بھم الی ذکر اللہ لم یکو نو ا یتصارخو ن ولا یتکلفون بما لیس فیھم بل عند ھم من الثبا ت و السکو ن و الخشیۃ مالا یلحقھم احد فی ذا لک ولھذا فازوا با لمد ح من الرب الا علی فی الد نیا و الاخرۃ ۔(ابن کثیر ص ۵۰، ۵۱ ج ۴)۔

خلاصہ مطلب :۔ نیک بندوں کی سماع کتاب اللہ ہوتی ہے بُرے بندوں کی سماع یہ نہیں ہوتی نیک بندوں کو خوف وخشیت محبت وامید اور رونالا حق ہوتا ہے۔ بُرے بندے اس سے عاری ہوتے ہیں۔ نیک بندے چیختے چلاتے نہیں بلکہ ان کو سکون واطمینان ادب وو قار کاوہ ذخیرہ حاصل ہوتا ہے جس میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور بُرے بندے اس منزلت سے خالی ہوتے ہیں

معرفۃ الابرار والاشرار

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے آیت تقشر منہ جلو د الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلو بھم الی ذکر اللہ ۔ تلاوت کر کے فرمایا۔

ھذا نعت اولیاء اللہ نعتھم اللہ عزوجل بان تقشعر جلودھم تبکی اعینھم وتطمئن قلو بھم الی ذکر اللہ ولم ینعتھم بذھاب عقولھم والغشیان علیھم انما ھذا فی اھل البدع وھذا من الشیطان .(ابن

کثیر ص ۵۱ ج ۴)۔

یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے اللہ عزوجل نے ان کی صفت اس سے کی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں روتی ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور ان کی صفت، عقلوں کے زائل ہونے سے اور ان پر غشی طاری ہونے سے نہیں کی بے شک یہ کام اہل بدعت پر ہوتا ہے اور یہ شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قارئین کرام! نیک بندوں اور اہل بدعت کی پہچان نہایت بخوبی ہو سکتی ہے حضرت قتادہؒ نے کھری پہچان بتلائی ہے یہی روایت اور تحقیق درج ذیل کتب اور صفحات میں خود دیکھیں (روح المعانی ص ۲۶۰ ج ۲۳۔ خازن ص ۵۴ ج ۴۔ ترالمرجان ص ۷۴ ۵)۔

حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں

قلت لجدتی اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنھما کیف کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یفعلون اذا قرئ علیھم القرآن قالت کانوا کما نعتھم اللہ عزوجل تدمع اعینھم وتقشعر جلو دھم قال عبداللہ فقلت لھا ان نا ساالیوم اذا قرئ علیھم القرآن خر احدھم مغشیا علیہ قالت اعوذ با للہ من الشیطان الرجیم (خازن ص ۵۴ ج ۴).

میں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر جب قران کریم پڑھی جاتی تھی وہ کیا کرتے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تھے ؟انہوں نے جواب دیا کہ انکا حال وہی ہوتا تھا جیسا کہ اللہ تعالی نے اُن کی صفت کی ہے کہ ان کی آنکھیں اشک بار ہو جاتیں اور اُن کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے سو عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ یہاں پر آجکل کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جب اُنھیں میں سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑھی جاتی ہے تو اس کو غش آجاتا ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کے ساتھ ان لوگوں سے پناہی مانگتی ہوں جو شیطان نے ان کو گمراہ کیا ہے۔

یہی تفصیل درج ذیل تفاسیر و کتب میں خود دیکھ لیں۔

قرطبی ص ۲۴۹ ج ۱۵۔ روح المعانی ص ۲۵۹ ج ۲۳۔ کتاب القصاص والمذکرین ص ۹۶)۔

اور علامہ آلوسیؒ نے ایک روایت آپ سے اسی طرح نقل کی ہے

......عن عبد اللہ بن الزبیر قال جئت امی فقلت وجدت قوما مارأیت خیرا منہم قط یذکرون اللہ تعالی فیر عداحدھم حتی یغشی علیہ من خشیۃ اللہ تعالی فقالت لا تقعد معہم ثم قالت رأیت رسول اللہ ﷺ یتلوا لقرآن ورایت ابا بکر وعمر یتلوان القرآن فلا یصیبہم ھذا افتراھم اخشی من ابی بکر وعمر (روح المعانی ص ۲۶۰ ج ۲۳)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ میں نے ایک ایسی قوم پائی کہ میں نے ان سے بہتر کبھی نہیں دیکھی وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں۔ سو ان میں سے (ہر)

ایک کانپتا ہے یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالی کی خوف سے غش طاری ہو جاتا۔ سوانہوں نے فرمایا کہ انکے ساتھ مت بیٹھو۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنھما کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ سوانہیں یہ حال نہیں پہنچتا۔ تو کیا تم ان لوگوں کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما سے زیادہ ڈرنے والے سمجھتے ہو ؟

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا ایک عراقی پر گزرنا

وروی ان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما مر بر جل من اھل العراق ساقط فقال ما بال ھذا قالو ا انہ اذا قرئ علیہ القرآن او سمع ذکر اللہ سقط فقال ابن عمر انا لنخشی اللہ وما نسقط وقال ابن عمر ان الشیطان یدخل فی جوف احدھم ما کان ھذا صنیع اصحاب محمد ﷺ (خازن ص ٥٤ ج ٤)

اور روایت کی گئی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کا گزر ایک عراقی شخص پر ہوا جو گر پڑا تھا سو آپ نے فرمایا اسکا کیا حال ہے (کیوں زمین پر گر پڑا ہے) لوگوں نے کہا کہ اس پر جب قرآن کریم پڑھی جاتی ہے۔ یا کہا کہ جب یہ اللہ کا ذکر سن لیتا ہے تو گر جاتا ہے۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا ہم تو ضرور خدا سے ڈرتے ہیں اور ہم نہیں گرتے اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک شیطان ان (ہر) ایک کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے یہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا کام نہیں تھا اور یہ تفصیل مندرجہ ذیل کتابوں میں خود دیکھ لیں۔

(قرطبی ص ۲۴۹ ج ۱۵۔ روح المعانی ص ۲۶۰ ج ۲۳۔ حیاۃ الصحابۃ ص ۲۸۷ ج ۲۔ حاشیۃ الامر بالاتباع والنہی عن الابتداع ص ۲۷۴۔ تلبیس ابلیس ص ۳۲۲)

علامہ ابن سیرینؒ اور یہی لوگ

وذکر عند ابن سیرین الذین یصرعون اذا قرئ علیهم القرآن فقال بیننا وبینهم ان یقعدهم احدهم علی ظهر بیت باسطا رجلیه ثم یقرء علیه القرآن من اوله الی آخره فان رمی بنفسه فهو صادق (خازن ص ۵۴ ج ۴)

اور ابن سیرینؒ کے پاس ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جن پر جب قرآن کریم پڑھی جاتی ہے تو وہ زمین پر گر پڑتے ہیں سو آپ نے فرمایا کہ ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان ایک بات ہے (اور وہ یہ) کہ ان میں سے کسی کو گھر کے چھت پر بٹھایا جائے اسی حال میں کہ اس نے دونوں پاؤں نیچے لٹکائے ہوں پھر اس پر قرآن کریم اول سے آخر تک پڑھی جائے سو اگر اس نے خود کو گرا دیا تو وہ سچا ہوگا۔ یہی روایت و تفصیل درج ذیل کتابوں میں خود دیکھ لیں۔

قرطبی ص ۲۴۹ ج ۱۵۔ روح المعانی ص ۵۷ ج ۲۱، ۲۶۰ ج ۲۳۔ کتاب القصاص والمذکرین ص ۷۹۔ المستطرف ص ۱۰۰۔ حاشیۃ الامر بالاتباع والنہی عن الابتداع ص ۷۴۔ الاعتصام ۲۷۷ ج ۱۔ تلبیس ابلیس ص ۳۲۳)۔

حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیقؓ فرماتی ہے

وسئل عائشه رضی اللہ عنها ان اقواما اذا سمعوا القرآن صعقوا فقالت القرآن اکرم واعظم من ان تذهب منه عقول الرجال . (المستطرف ص ۱۰۰)۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ ہیں کہ جب قرآن کریم سنتے ہیں تو بے ہوش پڑ جاتے ہیں۔ سو آپ نے کہا کہ قرآن کریم اس سے بہت عزت والا اور بڑا ہے کہ اس کے پڑھنے سے آدمیوں کی عقلیں زائل ہو جائیں۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں

فهذه اخبار ناعیة علی بعض المتصوفة صعقهم وتواجدهم وضرب رؤسهم الارض عند سماع القرآن (روح المعانی ص ۲۶۰ ج ۲۳)۔

سو یہ احادیث بعض مدعیان تصوف کی بے ہوشی اور انکے اظہار وجد میں اپنے سروں کو زمین پر مارنے کے خلاف ہیں جو کہ یہی لوگ قرآن کریم سنتے وقت کرتے ہیں۔

علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں

واما مایجری من المستمعین فمن ذلك التخبیط الذی یسمونه الوجد وتخریق الثیاب واللطم علی الرأس والوجه فتری الواجد بزعمه یستغیث ویخرق ثیابه ویقع علی الناس . وما جری

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مثل هذا لا صحاب رسول الله ﷺ وقد كانوا اصغى قلوبا واصلح اعمالا . (كتاب القصاص والمذكرين ص ٩٥، ٩٦)

اور جو سننے والوں کے لئے جاری ہوتا ہے سو اس میں سے ایک اضطراب ہے جنہیں یہ لوگ وجد کہتے ہیں۔ اور کپڑے پھاڑنا۔ اور سر و چہرے پر طمانچے مارنا ہے۔ سو تم وجد میں آنے والے کو دیکھو گے کہ اپنے خیال میں وہ فریاد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے۔ اور لوگوں پر گرتا ہے۔ اور حالانکہ اسی طرح کی حالت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر طاری نہ ہوتی تھی حالانکہ وہ بہت زیادہ صاف دل اور بہت نیکوکار تھے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں

وخرج ابو نعيم على جابر بن عبد الله ان ابن الزبير رضى الله تعالى عنه قال جئت ابى فقال اين كنت ؟ فقلت وجدت اقواما يذكرون الله فيرعد احدهم حتى يغشى عليه من خشية الله فقعدت معهم فقال لا تقعد بعدها فراني كانه لم يأخذ ذلك فيّ فقال رايت رسول الله ﷺ يتلو القرآن ورايت ابابكر وعمر يتلوان القرآن فلا يصيبهم هذا افتراهم اخشع لله من ابى بكر وعمر ؟ فرأيت ذلك كذلك فتركتهم . (الاعتصام ص ٢٧٦ ج ١)

ترجمہ گزر چکا ہے صرف امی اور باپ کا فرق ہے

ملا علی قاری لکھتے ہیں

صحابہ کرام کی توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

فانهم ما كانوا ير قصون ولا يصيحون ولا يطيحون ولا يطرقون ولا يجتمعون للغناء والمزامير ولا يتحلقون للاذكار والصلوات برفع الصوت فى المساجد ولا فى بيوتهم ، (مرقات ص ٢٦٠ ج ١ . وكذا فى مظاهر حق ص ٩٤ ج ١)۔

پس وہ نہ ناچتے تھے اور نہ چلاتے تھے اور نہ سرگردان پھرتے تھے اور نہ بہت سر جھکاتے تھے اور نہ غنا گانے اور مزامیر کو جمع ہوتے تھے اور نہ بلند آواز پر مساجد میں اور نہ گھروں میں ذکر اذکار اور درود شریف کے لئے حلقے بناتے تھے

ایک مقام میں ذکر قلبی کو ذکر لسانی پر ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

لا الذكر باللسان المشتمل على صياح وانزعاج وشدة تحريك العنق واعوجاج كما يفعله بعض الناس زاعمين ان ذلك جالب للحضور وموجب للسرور حاشالله بل سبب الغيبة والغرور (مرقات ص ٦٢ ج ٥)۔

نہ ذکر لسانی جو مشتمل ہو چیخنے چلانے اور بیقراری پر اور گردن کو سخت حرکت دینے پر اور ٹیڑھگی و پیچیدگی پر جیسا کہ بعض لوگ یہی ذکر کرتے ہوئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ حضور قلبی لانے والا اور سرور کا موجب ہے۔ پاکی ہے اللہ کے لیے بلکہ یہ اللہ سے غیبت دوری اور غرور کا سبب ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مفتی رشید احمد صاحب ضرب مؤمن میں لکھتے ہیں

۲تا۹صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۷اپریل تا۳ مئی ۲۰۰۱

محبتِ الٰھیہ

کرتے رہتے ہیں ہمیں بھی وجد آتے ہیں۔

آج کے صوفیوں کی محبت :

آج کے صوفیوں کو جب وجد چڑھتا ہے، بس اللہ کی پناہ یا تو اسے اللہ روکے یا میر اکوژ روکے۔ تیسری کوئی طاقت ان صوفیوں کو وجد سے نہیں روک سکتی۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک گاؤں میں کسی کام کے سلسلہ میں گیا۔ وہاں ایک پیر صاحب بھی پہنچے ہوئے تھے۔ فجر کی نماز کے وقت پیر صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ میں نے نماز پڑھائی ۔ نماز کے بعد پیر صاحب مریدوں کا حلقہ بنا کر بیٹھ گئے میں بھی ان کے کرتب دیکھنے کیلئے وہیں بیٹھا رہا پیر صاحب نے ان میں سے ایک مرید کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہ تمھارا سبق کیا ہے ؟ بزرگی کو سبق بنا رکھا ہے۔ بس چند ایک سبق لئے تو وہ بھی بزرگ بن گیا۔ پھر اسے خلافت بھی دے دی۔ یہ ہے آج کل کی پیری مریدی۔ مرید نے سبق بتایا لطیفہ، قلب ، تو اس کے دل پر انگلی مار مار کر خوب لگانے لگا اور زور زور سے اللہ اللہ کی ضربات بھی لگانی شروع کر دیں۔ مرید کو کچھ بھی نہ ہوا۔ ویسے ہی آرام سے بیٹھا رہا۔ اسے ہٹا کر دوسرے کو بلایا، اس سے سبق پوچھا تو اس نے سبق

maktabatulishaat.com

بتایا۔ لطیفہ روح تو اس کے لطیفہ روح پر ضربیں لگاتا رہا، ایک ایک کر کے سب کو بلایا آخر میں جو آیا اس نے سبق سلطان الاذکار بتایا تو اس کے مقام پر ضربات لگاتا رہا۔ کسی کو کچھ بھی نہ ہوا۔ آخر کار وہ پیر صاحب میرے طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ **جماعت تو بہت اچھی چلی ہوئی تھی۔** معلوم نہیں اسے آج کیا ہو گیا۔ اس وقت ان پر وجد نہ چڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں میں موجود تھا۔ میرے سامنے کوئی پیر کسی مرید پر وجد چڑھا کر دکھائے، جماعت بہت اچھی چلی ہوئی تھی کا مطلب یہ کہ جیسے ہی پیر صاحب ضربیں لگاتے تو مرید کودنے لگتا اور اتنا کودتا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہتا۔ بہت سے تو کودتے کودتے ننگے بھی ہو جاتے تھے۔ یہ ہے ان کا مظاہرہ عشق، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطاء فرمائیں۔

یہ مبتدعین وضالین کا عمل ہے :۔

علامہ ابن ابی العز الحنفی رح لکھتے ہیں :

وكذلك الذين يصعقون عند سماع الانغام الحسنة مبتدعون ضالون . وليس للانسان ان يستدعى مايكون سبب زوال عقله. ولم يكن فى الصحابة والتا بعين من يفعل ذلك ولو عندسماع القرآن . بل كانوا كما وصفهم الله تعالى اذاذكر الله وجلت قلوبهم واذاتليت عليهم آياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون .(انفال آيات ٢) وكما قال تعالى الله نزل

Scanned by CamScanner

احسن الحديث كتابا متشابها مثانى تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله ذلك هدى الله يهدى به من يشاء ومن يضلل الله فماله من هاد .

(الزمر ۲۳ .شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۷۵)

اور اسی طرح وہی لوگ جو خوش آواز نعتیں سنتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں گمراہ مبتدعین ہیں۔ اور انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کی طلب کرے جو اسکے عقل کیلئے زوال کا سبب ہو۔ اور صحابہ کرام اور تابعین میں باوجود سماع قرآن کے یہ فعل کسی سے صادر نہیں ہوا بلکے وہ تو ایسے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے انکی صفت بیان کی ہے کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور مضبوط کر دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ اللہ نے بہتر کلام نازل کیا ہے کتاب ہے جو باہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار دھرائی ہوئی کتاب ہے۔ اس سے ان لوگوں کی جلد جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کانپ اُٹھتی ہے ۔ پھر اُن کی جلد اور اُن کے قلب اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جاتے ہیں ۔ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ھدایت ہے۔ وہ جسے چاھتا ہے اسکے ذریعے ھدایت کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالی جسے بے راہ کر دے اس کے لیے کوئی ہادی نہیں۔

قارئین کرام! یہ مابہ الامتیاز فرق ہے صحابہ کرامؓ تابعین اور سلف صالحین کے درمیان اور دیگر بے دین مبتدعین اور گمراہ قسم لوگوں کے درمیان۔ کہ سلف صالحین پر خوف خداوندی سے انکے ابدان پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ۔ پھر اور بھی زیادہ میلان کتاب اللہ اور وین خداوندی کو پیدا ہو کر انکے ایمان قوی تر ہو جاتے ہیں۔ اور ان مبتدعین پر یہی مذموم وجد آجاتا ہے کہ کبھی گر جاتے ہیں کبھی بے ہوش ہو جاتے ہیں کبھی کپڑے .... یہاں تک کہ کبھی اچھلتے ناچتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

علامہ قرطبی اور اس قسم کے لوگ

سورۃ انفال کی تفسیر میں لکھتے ہیں فهذه حالة العارفين بالله الخائفين من سطوته وعقوبته لا كمايفعله جهال العوام والمبتدعة الطغام من الزعيق والزئير ومن النهاق الذى يشبه نهاق الحمير فيقال لمن تعاطى ذلك وزعم ان ذلك وجد وخشوع .لم تبلغ ان تساوى حال الرسول ولاحال اصحابه فى المعرفة بالله والخوف منه والتعظيم لجلاله ومع ذلك فكانت حالهم عند المواعظ الفهم عن الله والبكاء خوفا من الله . ولذلك وصف الله احوال اهل المعرفة عند سماع ذكره وتلاوة كتابه فقال واذاسمعوا ماانزل الى الرسول ترى اعنيهم تفيض من الدمع مماعرفوا من الحق يقولون ربنا آمنا فاكتبنامع الشاهدين . فهذا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وصف حالهم وحكاية مقالهم ومن لم يكن كذلك فليس على هديهم ولا على طريقتهم فمن كان مُستنًا فليستن ومن تعاطى احوال المجانين والجنون فهو من اخسهم حالا والجنون فنون (تفسیر القرطبی ص ٣٦٦ ج ٧)۔

سو یہ اللہ تعالیٰ کے عارفین کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کا دین مضبوط پکڑنے اور عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ ایسا نہیں جیسا کہ عوام جہلاء اور حقیر متبدعین کرتے ہیں چیختے چلاتے ہیں اور شیر جیسی آواز اور وہ آواز جو گدھے کی آواز کے مشابہہ ہوتی ہے' نکالتے ہیں۔ پس جو یہ کام کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ وجد ہے خشوع ہے۔ اُسے کہا جائیگا کہ تو وہاں تک ابھی پہنچا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپکے صحابہ کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت تقویٰ اور تعظیم میں (انکے) برابر ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی تلاوت اور اپنے ذکر کے سنتے وقت اہل معرفت کی صفت کر کے یوں فرمایا۔ اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے۔ تو آپ اُنکی آنکھیں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے۔ سو تم ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔ سو یہ انکے حال کا بیان اور آپکے قول کی حکایت ہے اور جو ایسا نہیں ہے سو وہ انکے طریقے اور راستے پر نہیں۔ سو جو چاہے کہ پیروی کرے تو

چاہئے کہ (ان لوگوں کی) پیروی کرے۔ اور جن لوگوں نے مجنونوں اور جنون کے احوال اپنائے۔ سو وہ ان لوگوں میں بہتر ذلیل و حقیر حال ہیں اور دیوانگی کی بھی قسمیں ہیں اور سورۂ کھف کی تفسیر میں اذقامو افقالوا ربنا رب السموات والارض پر صوفیوں کے اپنے کھڑے ہونے اور ناچنے پر دلیل پکڑنے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں (اصحاب کھف) نے تو کھڑے ہو کر اپنی ھدایت پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ اور شکر اداء کر کے قوم سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو منقطع ہوئے جو انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے پھر لکھتے ہیں۔ این هذا من ضرب الارض بالاقدام والرقص الا کمال وخاصة فی هذه الزمان عند سماع الا صوات الحسان من المرد والسنوان . هیهات بینهما والله ما بین الارض والسماء ثم هذا حرام عند جماعة العلماء على ما سيأتى بيانه فى سورة لقمان انشاء الله (القرطبی ص ٣٦٦ ج ١٠)

یہ کہاں ہے (اسکی کیا مناسبت ہے) قدموں کے زمین پر مارنے اور کموں پر ناچنے کے ساتھ اور خاص کر عورتوں اور بے ریش خوش آواز لڑکوں سے سماع کے اوقات۔ واللہ ان دونوں کے درمیان بعد ہے اتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ پھر یہ رقص علماء کرام کے نزدیک حرام (بھی) ہے جیسا کہ اسکا بیان انشاء اللہ سورۂ لقمان میں عنقریب آتا ہے اسی طرح

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

یہ تفصیل مندرجہ ذیل کتب و صفحات میں دیکھئے۔ (الا بداع فی مضار الا بتداع ۳۲۲، مدخل للعبدری ۹۳، ۹۴ ج ۳)۔

امام ابو بکر الطرسوسیؒ لکھتے ہیں

ابو عبداللہ محمد الانصاریؒ آگے لکھتے ہیں :۔

وقد قال الامام ابو بکر الطرسوسی وسئل عن مذهب الصوفیه فقال اماالرقص والتو اجد فاول من احدث اصحاب السامری لما اتخذلهم عجلا جسدا له خوار قاموا یر قصون حوالیه ویتوا جدون فهو دین الکفار وعبا دالعجل علی ما یأتی . (القرطبی ص ۳۶۶ ج ۱۰)۔

اور امام ابو بکر الطرسوسیؒ سے صوفیوں کے مذھب کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ہر کہ ناچنا اور وجد لانا ہے سو اسکا اول ایجاد سامری کے ساتھیوں نے کیا ہے جب انے اُن کے لیے جُثہ دار بچھڑا جسکے لیے آواز تھی بنایا۔ وہ کھڑے ہو کر اسکے گرد ناچتے تھے اور وجد لاتے تھے۔ سو یہ کفار اور بچھڑے کی پجاریوں کا دین ہے اور تفصیل آگے آتی ہے۔

امام ابو بکر الطرطوشیؒ سے جوابِ استفتاء

پھر ابو عبداللہ محمد الانصاریؒ سورۃ طہٰ میں یہ جواب استفتاء بسط سے نقل کرتا ہے :۔ الجواب :۔

یرحمك الله مذهب الصوفية بطالة وجهالة وضلالة وما الاسلام الا کتاب الله وسنة رسوله . واما الرقص والتواجد فاول من احدث اصحاب السا مری . لما اتخذلهم عجلا جسد اله خوار قاموا یر قصون حوالیه ویتواجدون فهو دین الکفار وعباد العجل . واما القضب فاول من اتخذه الز نادقه یشغلوا به المسلمین عن کتاب الله تعالٰی وانما کان یجلس النبی ﷺ مع اصحابه کانما علی رؤسهم الطیر من الوقار فینبغی للسلطان ونوابه ان یمنعم من الحضور فی المساجد وغیرها ولا یحل لا حدیٔو من بالله والیوم الآخران یحضر معهم ولا یعینهم علی با طلهم هذا مذهب مالك وابی حنیفه والشافعی واحمد بن حنبل وغیرهم من أیمة المسلمین وبا لله التو فیق . (قرطبی ص ۲۳۸ ج ۱۱)

جواب :۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ صوفیوں کا مذھب باطل اور جھالت و ضلالت یعنی گمراھی ہے اور اسلام نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اور آپ کے رسول ﷺ کی سنت ہے.........

(معنی اس سے پہلے دیکھئے)۔ اور ہر کہ شاخیں بجاتا ہے سو اول اس کو زنادقہ نے اختیار کیا ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مشغول رکھیں۔ بیشک رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کیساتھ بیٹھتے تھے ایسے گویا کہ ان کے سروں پر پرندہ ہے وقار کی وجہ سے۔ سو بادشاہ اور اسکے قائم مقام کیلئے ضروری ہے کہ ان کو مساجد اور دیگر مواضع سے روک دیں۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہے کہ ان کے پاس حاضر ہو اور نہ ان کے ساتھ ان کے باطل میں مدد کرے یہی حضرت امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ اور دیگر مسلمان ائمہ کرام کا مسلک ہے - یہی تفصیل مندرجہ ذیل کتب وصفحات میں خود دیکھ لیں (مدخل ص ۹۹، ۱۰۰ ج ۳۔ الابداع فی مضار الابتداع ص ۳۲۲۔ طریقہ محمدیہ ص ۲۶۵ ج ۲ بریقہ محمودیہ ص ۱۳۹ ج ۴۔

امام رازی رحمہ اللہ کا فتوی

امام ابو سعید الخادمیؒ نقل کر کے لکھتے ہیں :-

وعن الامام الرازی انهم یر قصون رقص الفجار وینهقون کالحمار ویظنون انهم علی طریق الابرار بل هم اضل من الکفار . (بریقه محمودیه ص ۱۳۷ ج ٤)-

امام رازی سے نقل ہے کہ یہ لوگ فاجروں کی طرح ناچتے ہیں اور گدھے کی طرح آواز کرتے ہیں۔ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ نیک لوگوں کے طریقے پر ہیں (ایسا نہیں) بلکہ یہی لوگ کافروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں.

اگر کوئی

اس سے اور زیادہ تحقیق چاہیں تو مندرجہ ذیل کتب وصفحات کو رجوع کریں۔ الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع ص ۲۷۴۔ ۲۷۵ قرطبی ۲۶۳ ج ۱۰۔ ۵۴، ۵۵ ج ۱۴، طریقہ محمدیہ ص ۲۶۴.... ۲۶۷۔ بریقہ محمودیہ ص ۱۳۳... ۱۳۹ ج ۴۔ مدخل ص ۹۳.... ۱۰۱ ج ۳ روح المعانی ص ۷۰..... ۷۹ ج ۲۱۔ الاعتصام ص ۲۷۸..... ۲۸۱ ج ا مراقی الفلاح ص ۱۷۴)۔

قارئین کرام! اس کتاب کے لکھتے وقت ایک دوست نے ایک رسالہ دیا جو صرف چودہ اوراق پر مشتمل ہے جسکا نام ہے "سماع صوفیہ تحقیق کی روشنی میں" میاں ظاہر شاہ قادری نے لکھا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ صوفیوں کی اس سماع کو جائز قرار دیدے یہاں تک کہ ایک جگہ لکھتا ہے وجیز میں لکھا ہے جو فقہ شافعی کی کتاب ہے کہ شطرنج کھیلنا، کبوتر بازی کا رقص..... حرام نہیں لیکن ان کو ہمیشہ کے لئے عادت قرار دینا شرافت کے خلاف ہے۔ (سماع صوفیہ ص ۱۰، ۱۱)-

پھر کچھ سطروں کے بعد لکھتا ہے کہ کتاب البیان میں ہے کہ ہمارے بزرگوار فقہاء نے مرد اور عورت دونوں کا گانا سننا یکساں جائز خیال کیا ہے اللہ تعالی اس رسالے کے مصنف کو جو عقل وبصیرت سے بے بہرہ ہے ہدایت نصیب کرکے اس بے حیائی کے دور میں جو دریائے بے پایاں کی طرح بہہ رہا ہے۔ اس مادر پدر آزاد معاشرے میں جبکہ اسلام دشمن قوتوں کا مطمح نظر بھی اسلام اور مسلم ہیں اور یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا جس کے لئے وہ دھڑادھڑ مصروف عمل ہیں۔ اس رسالہ خبیثہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ دین کی کونسی خدمت ہے اس رسالے کے ٹائٹل پر میں نے لکھا ہے کہ اس رسالہ خبیثہ کی تردید کے لیے تفسیر روح المعانی ص ۷۷ ج ۲۱۔ اور مکتوبات شیخ عبد الکریم باباؒ جو کہ اخوند رویزہ باباؒ کا بیٹا ہے مطبوعہ ۱۳۴۶ھ دیکھئے اسی طرح التکشف ص ۶۲۰ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الوسیلۃ الاحمدیہ والزریعۃ السرمدیہ علی بریقۃ محمودیہ ص ۳۶ اج ۴ دیکھئے اور ماسبق بیان سے تو الحمد اللہ ثم الحمد اللہ کافی شافی تردید معلوم ہوئی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا

اس وجد و سماع کے شائقین اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ پر بھی جھوٹ باندھنے سے گریز نہیں کرتے بلکہ اس کے درپے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے سماع کیا اور کھڑے ہو کر وجد میں آئے ہیں۔ علامہ روح المعانی ان لوگوں پر تعجب کر کے آخر اس کہنے پر مجبور ہو گئے کہ وما اراہ الا من وضع الزنادقة –

مفتی بغداد علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں

ومن العجب انهم ينسبون السماع والتوجد الى رسول الله ﷺ ويروون عن عطية انه عليه الصلاة و السلام دخل على اصحاب الصفة يوما فجلس بينهم و قال عليه الصلاة و التحية :- هل فيكم من ينشدنا ابياتا فقال واحد :

لسعت حية الهوى كبدى و لا طبيب لها و لا راقى

الا الحبيب الذى شغفت به فعنده رقيتى و ترياقى

فقام عليه الصلاة والسلام و تمايل حتى سقط الرداء الشريف عن منكبيه فاخذه اصحاب الصفة فقسموه فيما بينهم باربع مائة قطعة و هو لعمرى كذب صريح و افك قبيح لا اصل له

باجماع محدثى اهل السنة و لا اراه الا من وضع الزنادقة فهذا القران العظيم يتلوه جبريل عليه السلام و يتلوه هو ايضا و يسمعه من غير واحد و لا يعتريه عليه الصلاة و السلام شيئا مما ذكروه فى سماع بيتين هما كما سمعت سبحانك هذا بهتان عظيم (روح المعانى ص ۷۲ ج ۲۱)–

خلاصہ حاصل مطلب :- ان لوگوں پر تعجب ہے کہ رسول ﷺ کے بارے میں سماع اور وجد میں آنے کی روایت کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے ایک نے اشعار پڑھے جس سے آپ وجد میں آگئے اور آپکی چادر مبارک کندھوں سے گر کر اصحاب صفہ نے چار سو ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کی۔ یہ خالص جھوٹ ہے۔ محدثین اہل السنّت کے نزدیک اسکا کوئی سند نہیں یہ زنادقہ کا کرتب ہے۔ جبریل امین کا آپ کو قرآن کریم پڑھاتے وقت یا خود پڑھتے وقت یا دوسروں سے سنتے وقت آپؐ پر وجد طاری نہیں ہوتا اور کچھ بیتوں سے وجد طاری ہو گیا ہو سبحانك هذا بهتان عظيم –

الشیخ علی محفوظؒ لکھتے ہیں

مبتدعین کے طریق استدلال پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فمنها اعتمادهم على الاحاديث الواهية الضعيفة و المكذوب فيها على رسول الله ﷺ –

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جیسا کہ ان لوگوں کا اعتماد واہی ضعیف حدیثوں پر ہوتا ہے جو رسول اللہ پر افتراء کر کے وضع کی گئیں ہوں ۔ پھر اس افتراء کا چوتھا مثال یہ دیا ہے کہ :

وان النبی ﷺ تواجد واهتز حتی سقط الرداء عن منكبيه .

(الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۳۹)

آپ صلی اللہ وجد و حرکت میں آگئے اور آپکے کندھوں سے چادر گر گئی۔

شیخ الاسلام ابن قیمؒ لکھتے ہیں

ومن ذلك حديث :. حضر رسول الله ﷺ مجلسا للفقراء ورقص حتى شق قميصه فلعن الله واضعه ما اجرأه على الكذب السمج (المنار المنيف فی الصحيح والضعيف ص ۱۳۹)۔

اور ان باطل حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقراء کی مجلس کو حاضر ہوئے اور رقص کی یہاں تک کہ اپنی قمیص پھاڑلی۔ سو اسکے واضع پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ کہ قبیح جھوٹ بولنے پر کتنا دلاور ہے ۔لسعت حیہ الحسوی کبدی والی حدیث پر ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر ص ۹۶ پر مفصل بحث کی ہے جو قابل دید ہے۔

اسی طرح اس پر الشیخ رجب بن احمد نے اولیاء الاحمدیہ والذریعۃ الاحمدیۃ حاشیہ بقیہ محمودیہ صفحہ ۱۳۶ پر بحث کی ہے

فمن شاء فلينظر ثمه.

بلکہ درج ذیل کتب وصفحات مزید مطالعہ کر کے تشفی حاصل کریں

(تذکرۃ الابرار والاشرار ٦ــــ ۷ شامی ۲٤٦ ج ٥.

الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان ١٦، ١٦٤.

ارشاد الطالبين ص ۲۷٦ الاعتصام ص ۲۲٤ ج ۹) اسکے علاوہ اور بھی واہی قسم کے دلائل ہیں جن پر یہی لوگ بزعم خود نہایت خوش ہیں جن کی پوری خبر گیری علامہ ابن الجوزیؒ نے تلبیس ابلیس ص ۳۲٦ ، ۳۲۷ ، ۳۲۸ میں کی ہے جو قابل دید ہے۔

ہم صحیح وجد کے منکر نہیں

صحیح وجد جو اہل اللہ کو نصیب ہوتی ہے اور جس سے یہی لوگ یکسر عاری ہیں ہم اس کے منکر نہیں اور الحمد اللہ اس سے ہمیں بھی وافر حصۂ نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے (اولیاء کرام کے احوال، قرآن کریم اور اہل اللہ کے احوال، صفات الابرار والاشرار وغیرہ عنوانات میں ضرور دیکھئے) اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور آپ کے سینے میں ہانڈی کے جوش مارنے کی طرح آواز تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں سورۃ یوسف پڑھتے تھے اسی آیت وابيضت عيناه من الحزن وهو كظيم پر جب پہنچ گئے رونے کی وجہ سے قراءت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اسی آیت انما اشكو بثی وحزنی الی الله پر پہنچ گئے تو رونے لگے حتی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کہ رونے کی آواز صفوں سے باہر تک پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اسی آیت ان عذاب ربک لواقع ماله من دافع (آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا اور کوئی بھی اُسے ٹال نہیں سکتا۔) کو پڑھ کر سانس چڑھ گئی یہاں تک کہ بیس دِن تک لوگ عیادت میں مصروف تھے۔ تفصیل کے لئے (الاعتصام ص ۲۷۴۔۲۷۵۔۲۷۷ ج ۱) دیکھئے

علامہ ابن الجوزیؒ کا اقرار :۔

لکھتے ہیں انالا ننکر ان هذا يقع للضعيف القلب فانه يهجم عليه من التخويف وتصوير العقاب مايوجب التلف الا ان ذلك يندر وعلامة الصادق فى ذلك انه لو كان بين يديه نار او بئر وقع فيها اذهو مغلوب واما الاقوياء فلا يجرى عليهم هذا وقد صار جمهور مايجرى اليوم تصنُعاً . (كتاب القصاص والمذكرين ص ۱٤۱)۔

ہم اسکے منکر نہیں بیشک یہ ضعیف دل کو واقع ہوتا ہے۔ سو اس پر ڈرنے اور عذاب کی شکل پیش ہونے سے ہجوم بن جاتا ہے جو ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ لیکن یہ کم ہوتا رہتا ہے۔ اور اس میں سچے کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے آگ ہو یا کنواں ہو تو اس میں بھی واقع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مغلوب ہو گیا ہے۔ اور قوی لوگوں پر یہی حال طاری نہیں ہوتا۔ اور بے شک آج اکثر جو (ان لوگوں پر) جاری ہوتا ہے یہ تصنع ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

ومايحصل عند السماع والذكر المشروع من وجل القلب ودمع العين واقشعرار الجسوم فهذا افضل الاحوال التى نطق بها الكتاب والسنة واما الاضطراب الشديد والغشى والموت والصيحات فهذا ان كان صاحبه مغلوبا عليه لم يلم عليه كما قد كان يكون التابعين ومن بعدهم فان منشأه قوة الوارد على القلب مع ضعف القلب والقوة والتمكن افضل كما هو حال النبى ﷺ والصحابة واما السكون قسوة وجفاء فهذا مذموم لاخير فيه (الفتاوى الكبرى ص ۱۸٦ ج ۱)۔

اور مشروع ذکر و سماع کے وقت دل کا ڈرنا اور آنکھوں کا رونا اجسام پر رونگٹے کھڑے ہونے کی جو حالت حاصل ہوتی ہے سو یہ اُن بہتر احوال میں سے ہے جن پر قرآن و سنت ناطق ہیں۔ اور ہر کہ اضطراب، موت اور چیخنا چلانا ہے سوا۔ کا صاحب اگر مغلوب ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں جیسا کہ یہ تابعین اور بعد والے لوگوں میں تھا۔ کیونکہ اس کا منشأ دل پر وارد کی قوت اور دل کا ضعف ہے۔ اور قوت و تمکن (بر قراری) افضل ہے جیسا کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی شان تھی۔ اور ہر کہ سکون ہے جو سخت و درشت اور اعراض کی وجہ سے ہے سو یہ مذموم ہے اس میں کوئی خیر نہیں۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

۱۴: اس میں اللہ محبوب دیکھنے کے دعوے ہوتے ہیں

ذکر کرتے کرتے وجد میں اس حال تک پہنچتے ہیں کہ پھر دعوے کرتے ہیں کہ میں نے اللہ جل شانہ کو دیکھ لیا۔ اللہ تعالی کا دیدار مجھے نصیب ہوا حالانکہ دیدار الٰھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوا ہے یا نہیں اس میں بھی ... (صحیح مسلم ص ۹۹ ج ۱۔ مسند الامام احمد ص ۱۴۷ ج ۵) میں حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نور انی اراہ۔ رایت نوراً۔ قراءت میں اختلاف کی وجہ سے اس میں بھی اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیدار الٰھی کیا ہے یا نہیں۔ حضرت موسی علیہ السلام جیسے اولو العزم پیغمبر کو دیدار الٰھی کا التجا کرتے ہوئے بھی دیدار فی الدنیا نصیب نہیں ہو سکتا فرمان الٰھی ہے قال رب ارنی انظر الیك جواب ملتا ہے قال لن ترانی ولکن........ تو بجائیں لوگ (جنہوں نے اتخذوا دینھم لعبا ولھوا) اور انکو رؤیت الٰھی کا نصیب ہوتا؟ استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ۔ جار اللہ زمخشری نے ان لوگوں کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمیؒ لکھتے ہیں

فمن ادعى محبته وخالف سنة رسوله فهو كذاب و كتاب الله يكذبه واذا رايت من يذكر محبته الله ويصفق بيديه مع ذكره ويطرب وينعر ويصعق فلا تشك فى انه لا يعرف ما الله ولا

يدرى مامحبة الله وما تصفيقه وطربه ونعرته وصعقته الا لانه تصور فى نفسه الخبيثة صورة مستملحة معشقة فسماها الله بجهله ودعارته ثم صفق وطرب ونعرو صعق على تصورها. وربما رأيت المنى قد ملاء ازار ذلك المحب عند صعقه و حمقى العامة حواليه قدملئوا ارد انهم بالدموع لمار قفهم من حاله (الكشاف ص ٤٢٣. ٤٢٤ ج١)-

سو جس نے اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کیا اور آپ کے رسول ﷺ کی سنت کی مخالفت کی سو وہ (دعوئے محبت میں) جھوٹا ہے اور اللہ تعالی کی کتاب اسکو جھٹلاتی ہے۔ اور جب تو نے کسی کو دیکھا کی اللہ کی محبت کا تذکرہ کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے تالیاں بجاتا ہے۔ اور خوشی سے جھومتا ہے اور جوش وخروش ظاہر کرتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ سو اس میں شک نہ کرو کہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ کیا ہے؟ اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالی کی محبت کیا ہے؟ اور اسکا تالیاں بجانا خوشی سے جھومنا جوش وخروش ظاہر کرنا نہیں مگر اس لئے کہ اس نے اپنی نفس خبیثہ میں ایک خوبصورت معشوق کی صورت کا تصور کیا ہے۔ سو اسکو اپنی جہالت اور شرارت کی وجہ سے اللہ مسمی کیا ہے۔ پھر اسکے تصور پر تالیاں بجاتا ہے خوشی سے جھومتا ہے۔ اور جوش وخروش ظاہر کرتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور اکثر آپ اس عاشق کے تہبند کو منی آلود دیکھیں گے جو اس

سے بے ہوشی کے عالم میں شھوتا نکلتی ہے۔ اور اسکے ارد گرد بیٹھے احمق عوام اپنی چادروں کو اشک آلود کر دیتے ہیں جنکے دلوں کو اس (بناوٹی) عاشق نے اپنی بد حالی سے نرمایا ہوتا ہے۔

(۱۵) اس وجد وذکر کا خاتمہ درود شریف پر ہوتا ہے

جب ذکر میں شروع ہو گئے جہر میں بھی انتہاء کی۔ الفاظ بھی کچھ سے کچھ بن گئے۔ تصنع میں بھی ادب گھس گئے کودنے اچھلنے اور مسجد کی بے حرمتی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اطمینان بھی کھو گئے کپڑے بھی خوب پھاڑے اور وجد ور قص وغیرہ میں بھی خوب فنا ہو گئے اب جب انکے پیر ومرشد اگر چاہیں کہ اس مجلس ذکر کو اختتام سے نوازیں تو درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اضطراب سکون میں بدل جاتا ہے۔

شور وغل خاموشی میں بدل جاتا ہے وجد ور قص یک دم ختم ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! اتنا اضطراب جوش وخروش کودنا اچھلنا غل غپاڑہ چیخنا چلانا وغیرہ وغیرہ یک دم ختم ہو جانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ تصنع ہے تصنع ہے تصنع ہے۔

اللہ تعالی ہم کو اور ان ذاکرین کو صحیح سنت پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو ان بدعات وخرافات سے بچنے کی توفیق دے

اللهم رحمتك نرجوا فلا تكلنا الى نفوسنا طرفة عين واصلح لنا في احوالنا كلها لا اله الا انت .

نوٹ :۔ کوئی شیطان بصورت انسان کسی کو یہ دھوکہ نہ دے کہ ہمارے مجلس ذکر میں تو مثلا کپڑے پھاڑنا نہیں۔ رقص نہیں۔ اللہ محبوب دیکھنے کے دعوے نہیں تو پھر ہمارا ذکر بدعت بھی نہیں۔ کیونکہ اگر ان پندرہ چیزوں میں سے دو تین قیود موجود ہوں بلکہ ایک بھی موجود ہو اور باقی سارے مفقود اور منفی ہوں پھر بھی یہی مجلس ذکر بدعت ہوگی

جھر اور اخفاء کی حد

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں :۔ ثم المخافتة ان يُسمع نفسه والجهر ان يسمع غيره و هذا عند الفقيه ابى جعفر الهندوانى لان مجرد حركة اللسان لا يسمّى قراءة بدون الصوت و قال الكرخى ادنى الجهر ان يسمع نفسه وادنى المخافة تصحيح الحروف لان القرأة فعل اللسان دون الصماخ . (ھدایہ اولین ص ۹۸ ج ۱)

پھر آہستہ یہ ہے کہ اپنے آپکو سنائے اور جھر یہ ہے کہ غیر کو سنائے اور یہ فرق فقیہ ابو جعفر الھندوانی رحمہ اللہ کے نزدیک ہے، کیونکہ آواز کے بغیر صرف زبان کی حرکت کو قراءت نہیں کہا جاتا۔ اور امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ ادنی جھر یہ ہے کہ اپنے آپکو سنائے اور ادنی آہستہ بولنا یہ ہے کہ حروف کی تصحیح کی جائے کیونکہ قراءت تو زبان کا فعل ہے کان کا نہیں۔

یعنی جہر اور اخفاء میں اختلاف ہے فقیہ ابو جعفر ھندوانیؒ کے نزدیک آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ بندہ اپنے آپکو سنادے۔ اور جھر یہ ہے کہ غیر کو سنائے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ کے نزدیک آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ حروف صحیح پڑھ لئے جائیں اپنے آپ کو سنانا اس کی حد میں نہیں اور اس کے لئے دلیل یہ پیش کی ہے کہ قراءت زبان کا کام ہے کان کا کام نہیں (واللہ بہترین دلیل عقلی ہے اور تمام لوگوں کا اس پر عمل جاری و ساری ہے کہ نماز ظہر و عصر یا نوافل میں اپنے آپ کو بھی نہیں سناتے۔ اور صاحب ھدایہ امام مرغینانیؒ نے بھی مختصر القدوری کی عبارت کو اشارہ کر کے ترجیح امام کرخیؒ کے قول کو دی ہے۔ لکھتے ہیں :

وفی لفظ الکتاب اشارۃ الی ھذہ . (ھدایہ اولین ص ۹۸ ج۱) اور مختصر القدری کی عبادت میں اس کو (امام کرخیؒ کے قول کو) ترجیح دی ہے۔

کیونکہ آگے فرمایا ہے وان کان منفردا فھو مخیر ان شاء جھر و سمع نفسہ . (ھدایہ اولین ص ۹۶ ج۱) اور اگر اکیلے نماز پڑھنے والا ہو سو اختیار والا ہے اگر چاھے تو جھر کرے اور اپنے آپ کو سنائے تو اپنے نفس کے سنانے کو جو جہر کہا تو اخفاء لامحالۃ تصحیح حروف ہوگا

فتح القدیر لکھتے ہیں

قولہ وفی لفظ الکتاب اشارہ الیہ . حیث قال ان شاء جھر واسمع نفسہ وان شاء خافت فجعل اسماع نفسہ جھر ایقا بلہ المخافتۃ فتکون ھی دون ذلک (فتح القدیر ص ۲۸۸ ج۱)

اسے یہ قول کہ کتاب کے الفاظ میں اس کو اشارہ ہے (جب صاحب ھدایہ

الکتاب کہے تو اس سے مختصر القدوری مراد ہوتی ہے کشف الظنون عبدالمقدس) جیسا کہ فرمایا ہے اگر چاہے تو جھر کرے اور اپنے آپ کو سنائے اور اگر چاھے تو آہستہ پڑھے سو اپنے نفس کے سنانے کو جہر کہا جس کے مقابل مخافتت۔ آہستہ پڑھنا ہے سو یہ آہستہ اس سے بھی کم ہوگا

علامہ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمیؒ لکھتے ہیں

قولہ وفی لفظ الکتاب اشارۃ الی ھذا . حیث قال ان شاء جھر واسمع نفسہ وان شاء خافت لانہ جعل الجھر اسماع نفسہ فلابد وان تکون المخافتۃ تصحیح الحروف فادنی الجھر عندہ ان یسمع نفسہ واقصاہ ان یسمع غیرہ وادنی المخافتۃ ان تصحح الحروف (الکفایہ ص ۲۸۸ ۲۸۹ ج۱ علی الفتح القدیر)۔

صاحب عنایہ الامام المحقق والحافظ المدقق اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود حنفی اسی سے قریب لکھتے ہیں۔

اور صاحب کفایہ نے فرمایا ہے صاحب محیط اور شمس الائمہ حلوائیؒ نے ابوجعفر الہندوانی کے قول کو ترجیح دی ہے کہ اخفاء یہ ہے کہ اپنے آپکو سنائے اور جھر یہ ہے کہ غیر کو سنائے

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں

ولم یبین المصنف حدالجھر والا خفاء للا ختلاف مع التصحیح فذھب الکرخی الی ادنی الجھر ان یسمع نفسہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وادنی الخافتة تصحیح الحروف وفی البدائع ماقاله الكرخی
اقیس واصح وفی كتاب الصلاة لمحمد اشارة الیه فانه قال ان
شاء قرء فی نفسه وان شاء جهر واسمع نفسه اھ. واكثر
المشائخ علی ان الصحیح ان الجهر ان یسمع غیره والمخافتة
ان یسمع نفسه وهو قول الهندونی (البحر الرائق ص۳۳۶ ج۱)۔

اور مصنفؒ نے اختلاف کی وجہ سے جہر اور اخفاء کی حد بیان نہیں کی۔ اسی طرح تصحیح میں بھی اختلاف ہے۔ سو امام کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ ادنی جھریہ ہے کہ نفس کو سنائے اور ادنی اخفاء یہ ہے کہ حروف کی تصحیح کی جائے اور بدائع میں ہے کہ امام کرخیؒ نے جو فرمایا ہے یہ زیادہ قیاس کے مطابق اور زیادہ صحیح ہے اور امام محمدؒ کی کتاب الصلاۃ میں بھی اسی کو اشارہ ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر چاھے تو اپنے دل میں پڑھے اور اگر چاھے تو جہر کرے اور اپنی نفس کو سنائے اھ -اور اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ جہر یہ ہے کہ غیر کو سنائے اور آہستہ یہ ہے کہ نفس کو سنائے اور یہ علامہ ھندوانیؒ کا قول ہے-

علامہ محمد بن احمد الانصاریؒ لکھتے ہیں

سورۂ اعراف کی آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں

(ودون الجہر)اے دون الرفع فی القول .اے اسمع نفسك كما

قال وابتغ بین ذلك سبیلا اے بین الجهر والمخافتة (تفسیر القرطبی ص ۳۵۵ ج۷)۔

(ودون الجہر) یعنی بلند کہنے سے کم۔ یعنی اپنے نفس کو سنائے جیسا کہ فرمایا ہے اور اس کے درمیان طریقہ اختیار کرو۔ یعنی جہر اور اخفاء کے درمیان۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

امام رازیؒ سورۂ بنی اسرائیل آیة وابتغ بین ذلك سبیلاً کی تفسیر میں لکھتے ہیں وهو ان یسمع نفسه كما روی عن ابن مسعودؓ انه قال لم یخافت من اسمع اذنیه . (تفسیر کبیر ص ۷۱ ج۲۱)۔

اردو یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے کانوں کو سنایا اس نے اخفاء نہیں کیا اس سے بھی امام کرخیؒ کے قول کی تائید ہوتا ہے کہ جہر یہ ہے ان یسمع نفسه۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں

امام رازیؒ سورۂ اعراف کی آخری آیت ودون الجهر من القول کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

قال ابن عباس وتفسیر قوله ودون الجهر من القول المعنی ان یذكر ربه علی وجه یسمع نفسه (کبیر ص ۱۰۸ ج۱۵)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے اس قول .ودون الجہر من القول

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کی تفسیر یہ ہے۔(معنی یہ) کہ اپنے رب کے ذکر کو اس طریقہ سے کرے کہ اپنے نفس کو سنائے۔

محمد بن علان الصدیقی الشافعیؒ لکھتے ہیں

کتاب الاذکار میں باب فضل الذکر والحث علیہ میں ودون الجھر من القول کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اے قصدا بینھما وھو کما قال ابن عباسؓ ان تسمع نفسك دون غیرك .(دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین ص ۲۰۸ ج ٤ اور حاشیۂ ریاض الصالحین ص ۵۳۲)۔

یعنی اس جھر اور اخفاء کے درمیان اور یہ ایسا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ (دون الجھر) یہ ہے کہ) تو نفس کو سنائے نہ کہ دوسرے کو۔

فتاوی عالمگیری اور جھر واخفاء کی حد

واختلفوا فی حدالجھر والمخافتة قال الفقیه ابن جعفر والشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل ادنی الجھر ان یسمع غیره وادنی المخافتة ان یسمع نفسه وعلی ھذا یعتمد کذا فی المحیط وھو الصحیح کذافی الوقایة والنقایة وبه اخذ عامة المشائخ کذافی الزاھدی . (عالمگیری ص ۷۳ ج ۱)

اور علماء نے جہر اور اخفاء میں اختلاف کیا ہے فقیہ ابن جعفر اور شیخ امام ابو بکر

محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ ادنی جھر یہ ہے کہ غیر کو سنائے اور ادنی اخفاء یہ ہے کہ اپنی نفس کو سنائے۔ اور اسی پر اعتماد ہے اسی طرح محیط میں ہے اور یہ صحیح ہے اسی طرح وقایہ اور نقایہ میں ہے اور اسی پر عام مشائخ نے عمل کیا ہے اسی طرح (نجم الدین) زاہدی کی کتاب قنیہ میں ہے

امامت اور اسمیں جھر

صاحب نور الایضاح مراقی الفلاح میں ویجب جھر الامام کی شرح میں لکھتے ہیں:-الواجب منه ادناه وھو ان یسمع غیره ولو واحد والا کان اسرار فلو اسمع اثنین کان من اعلی الجھر حموی عن الخزانة قالو اوالاولی ان لایجھد نفسه بالجھر بل بقدر الطاقة لان اسماع بعض القوم یکفی بحر ونھر . والمستحب ان یجھر بحسب الجماعة فان زاد فوق حاجة الجماعة فقدأ ساء .(مراقی الفلاح ص ۱۳۷)۔

اس جھر سے ادنی جہر کا وجوب مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر کو سنائے اگرچہ ایک ہو اور اگر ایسا نہیں تو یہ اخفاء ہوگا۔ سو اگر دو کو سنائے تو یہ اعلی جہر ہوگا یہ قول حموی نے خزانہ سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اولی یہ ہے کہ جھر پر اپنے آپ کو تنگ نہ کرے بلکہ بقدر طاقت جھر کرے کیونکہ بعض قوم کو سنانا کافی ہے۔ یہی بحر اور نہر میں ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ لوگوں کے جمع کے مناسب جہر کرے پس اگر جمع کی حاجت سے زائد جہر کیا تو

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اس نے گناہ کیا۔

صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں

امام حمویؒ سے نقل کرتے ہیں آپ نے کہا ہے کہ سراج میں تصریح ہے بان الامام اذاجہر فوق الحاجة فقدا ساء. (رد المحتار ص ٤٣٦ ج ١)۔

کہ امام نے جب حاجت سے زیادہ جہر کیا سو گناہ کا ارتکاب کیا قارئین کرام! جہر اور اخفاء کی حد میں یہاں تک جتنی عبارات گزر چکی ہیں۔ ایک بار پھر ان کو پڑھکر آپ کو ضرور یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اگرچہ ان دونوں کی تعریف میں اختلاف ہے کہ اخفاء یہ ہے کہ آپ اپنے نفس کو سنائے یا اخفاء یہ ہے کہ حروف کی تصحیح کی جائے۔ اور جہر یہ ہے کہ غیر کو سنائے یا جہر یہ ہے کہ اپنے نفس کو سنائے۔ لیکن دون الجہر کی حد و تعریف تو معلوم ہوئی جس پر سورۃ اعراف کی آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول میں امر خداوندی واذکر کے ساتھ صادر ہے اور اس پر عمل مطلوب ہے اور صبح و شام مطلوب ہے اور اسمیں غفلت سے تیقظ بھی دلایا گیا ہے۔ کہ یہ اس جہر سے بھی کم ہے جسکی تعریف و حد بیان ہو گئی اور اگر نہیں جانتے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس سے مراد جہر متوسط ہے۔ تو قارئین کرام خدا کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان جلی ہے انما یخشی اللہ من

عباده العلماء (فاطر الایة ٢٨) بیشک اللہ تعالیٰ سے اللہ کے بندوں میں نیک علماء ڈرتے ہیں تو جب یہی نیک علماء کرام کہیں کہ ذکر جہر جائز ہے۔ اس سے یہی دون الجہر جو مراد خداوند تعالیٰ ہے ہو گا یا کوئی اور قسم؟ خدا کے لیے قبر کے سوال و جواب عذاب و راحت ملحوظ خاطر رکھ کر سوچیں۔ بعبارت دیگر اس سے مراد جہر متوسط ہو گا جو مامور بہ من اللہ ہے یا جہر مفرط ہو گا؟ جس سے حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ میں منع وارد ہے اربعو اعلی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا انه معکم انه سمیع قریب . (متفق علیه) خدا کے لیے سوچیں سوچیں اور اپنے اعمال کو بدعات جیسی مردار و بدبودار چیزوں سے بچائیں اور اپنی آخرت کو سنواریں ورنہ:

ع تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

قارئین کرام! آپ نے غور کیا ہو گا کہ امام کو بھی صبح و شام اور عشاء کی نمازوں میں جہر کا حکم ہے لیکن وہ بھی جہر متوسط ہے۔ کیونکہ علماء کرام نے لکھا ہے۔ ان لایجهد نفسه بالجهر ۔ کہ جہر سے اپنے آپ کو تکلیف نہ دینگے۔ اور۔ وان زاد فوق الحاجة فقد اساء۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام کا جہر صرف مسجد میں سنا جاتا ہے نہ کہ محلے میں سنا جاتا ہے اور نہ گاؤں میں اور یہی حکم خداوندی ہے لا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بین ذلك سبیلا ۔ جہر اور اخفاء کی حد میں یہی فقہی عبارات مولانا عبدالحی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

(جنھوں نے اثبات جہر بالذکر کے لئے رسالہ لکھا ہے) نے اپنے رسالہ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر ص ۱۔ ۲۔ ۳۔ میں ذکر کئے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مراد بھی یہی ادنیٰ جھر اور جہر غیر مفرط ہے وہ جہر مراد نہیں جو آجکل ذاکرین اسی رسالہ پر خوشیاں مناتے ہوئے کرتے ہیں جو قطعاً بدعت ہے

محمد بن احمد الانصاریؒ فرماتے ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ علامہ قرطبیؒ دون الجھر کی تفسیر کرتے ہوتے پھر لکھتے ہیں :۔ ودل ھذا علی ان رفع الصوت بالذکر ممنوع ۔(قرطبی ص ۳۵۵ ج ۷)۔

اور یہ (دون الجھر) اس پر دلالت کرتا ہے کہ ذکر پر آواز بلند کرنا ممنوع ہے۔

علامہ آلوسی مفتی بغداد فرماتے ہیں

والمراد بالجھر رفع الصوت المفرط وبما دونہ نوع آخر من الجہر ...... ان یقع الذکر متوسطا بین الجھر والمخافتہ کما قال تعالی ولا تجہر بصلاتك ولا تخافت بہا (روح المعانی ص ۱۵۴ ج ۹)۔ مراد جھر سے زیادہ آواز بلند کرنا ہے اور بمادونہ سے جھر کی دوسری قسم مراد ہوگی .... یہ کہ ذکر جھر اور اخفاء کے درمیان کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے دعاء پر آواز بلند نہ کرو اور نہ

اس پر ، اخفاء کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل دیکھئے

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں اعتکاف کے لئے بیٹھے تھے۔ سو صحابہ کرامؓ سے۔ سنا کہ ۔یجھرون بالقراءۃ فکشف الستر وقال الا ان کلکم مناج ربہ فلا یؤذین بعضکم بعضا ولا یرفع بعضکم علی بعض فی القراءۃ او قال فی الصلوۃ ۔(ابو داؤد ص ۱۹۵ ج ۱)

قراءت پڑھنے میں (زیادہ) جہر کرتے تھے سو آپ نے پردہ اٹھا کر فرمایا خبردار تم میں سے ہر ایک اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرنے والا ہے۔ سو تم میں سے بعض دوسروں کو تکلیف نہ دیں۔ اور نہ تم میں سے بعض۔ بعض دوسروں پر قراءت میں آواز بلند کریں۔ یا آپ نے فرمایا ہے کہ نماز میں (ایک دوسرے پر آواز بلند نہ کریں) راوی کا شک ہے۔

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے انکو ایک دوسرے پر جھر کرنے سے روکا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ایک رات دونوں نماز پڑھتے تھے حضرت ابو بکرؓ آہستہ آواز سے۔ نماز پڑھتے تھے اور حضرت عمرؓ "یصلی رافعا صوتہ۔ بلند آواز سے نماز پڑھتے تھے فقال النبی ﷺ یا ابا بکر ارفع من صوتك شیئا وقال لعمر اخفض من صوتك شیئا (ابو داؤد ص ۱۹۵ ج ۱)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکرؓ اپنی آواز ذرا بلند کرو اور حضرت عمرؓ سے فرمایا اپنی آواز ذرا کم کرو خود رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

کانت قراءة النبی ﷺ علی قدر ما یسمعه من فی الحجرة وهو فی البیت . (ابو داؤد ص ١٩٤ ج ١)۔

نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت اس اندازے پر تھی کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے اندر تھے تو گھر کے صحن میں آدمی سُن سکتا تھا۔ اور یہی دون الجہر کا مصداق ہے

رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سلام کا طریقہ

حضرت مقدادؓ سے روایت ہے طویل حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں

فیشرب کل انسان منا نصیبه ونرفع للنبی ﷺ نصیبه قال فیجئ من اللیل فیسلم تسلیما لا یوقظ نائما ویُسمعُ الیقظان (مسلم ص ١٨٤ ج ٢ ترمذی ص ١٩ ج ٢ مسند الامام احمد ص ٥،٣،٢ ج ٦)

سو ہر انسان اپنے حصہ کا دودھ پی لیتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کا حصہ اُٹھا کر (اوپر رکھ دیتے) حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں سو آپ ﷺ رات میں آتے تو ہم کو سلام کرتے تھے ایسا سلام کہ سوئے ہوئے کو نہیں جگاتے اور بیدار کو سناتے۔

صحابہ کرامؓ کی شان

قارئین کرام! یہ رسول اللہ ﷺ کا قولی اور فعلی طریقۂ تعلیم تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی شان بھی مسجد میں ایسی ہوتی تھی۔ جیسا کہ شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں سنن دارمی کی روایت ہے کہ صحابہ کرام کی شان :۔

دویهم فی مساجد هم کدوی النحل یسمَعُ منا دیهم فی جو السماء۔ (سنن دارمی ص ٢٦)۔

اُن کی آوازیں مساجد میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی تھیں۔ ان کی پکار و فریاد آسمان کی فضا میں سنی جاتی تھی یعنی شرف قبولیت سے نوازی جاتی تھی۔ جیسا کہ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاور کما ان اللہ سمیع بصیر . (مجادله آلایة ١) ہے

ملا قاریؒ اور صحابہ کرامؓ کی شان

آپ صحابہ کرام کی شان یوں بیان کرتے ہیں :۔

فانهم ما کانوا یرقصون ولا یصیحون ولا یطیحون ولا یطرقون ولا یجتمعون للغناء والمزامیر ولا یتحلقون للاذکار والصلوات برفع الصوت فی المساجد ولا فی بیوتهم . (مرقات ص ٢٦٠ ج ١)۔

اسکا ترجمہ صاحب مظاہر حق نواب قطب الدین خانؒ سے سنئے آپ فرماتے ہیں کہ وہ نہ رقص کرتے تھے یعنی حال نہ لاتے تھے اور نہ ہو ہا کرتے تھے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور نہ گر گر پڑتے تھے اور نہ سر جھکاتے تھے یعنی حال لانے میں۔ اور نہ جمع ہوتے تھے واسطے راگ اور مزامیر کے جیساکہ حال ہمارے وقت کے لوگوں کا ہے اور نہ حلقہ بناکر بیٹھتے واسطے ذکر جہر کے مساجد میں اور نہ اپنے گھروں میں (مظاہر حق ص ۹۹ ج۱)۔

قارئین کرام آپ نے رسول اللہ ﷺ اور آپکے صحابہ کرام کا حال و قال پڑھا۔ ... اسی سنت وجماعت کی اطاعت کرنے والے اہل سنت والجماعت ہیں اور خلاف کرنے والے جہنمی ہیں قال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصليه جهنم وساءت مصيرا۔ اللہ ہم سب کو اور امت پر ثابت قدم فرمائے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

فقہاء کرام اور ذکر بالجہر کے شروط

فقہاء کرام کہتے ہیں کہ جہاں خوف نمود وریاء نہ ہو۔ سونے والے کو، مریض، مصلی۔ تلاوت کرنے والے کو کسی مطالعہ کرنے والے کو۔ ذکر کرنے والے وغیرہ کو تشویش وتکلیف نہ ہو۔ یا جہر سے مقصود تعلیم دینا ہو وحشت دور کرنا ہو۔ نیند کا غلبہ دور کرنا ہو سستی وکاہلی دور کرنا ہو وغیرہ وغیرہ تو پھر جہر کرنا جائز ہے بلکہ افضل بھی ہے

علامہ روح المعانی لکھتے ہیں

الاخفاء افضل عند خوف الرياء والاظهار افضل عند عدم

خوفه. واولى منه القول بتقديم الاخفاء على الجهر فيما اذا خيف الرياء او كان في الجهر تشويش على نحو مصلى اونائم اوقارئ او مشتغل بعلم شرعى وبتقديم الجهر على الاخفاء فيما اذا خلا عن ذلك وكان فيه قصد تعليم جاهل اونحو ازالة وحشة عن متوحش اوطرد نحو نعاس اوكسل عن الداعى نفسه اوادخال سرور على قلب مؤمن اوتنفير مبتدع عن بدعة اونحو ذلك. (روح المعانی ص ۱۴۰ ج۸)۔

خوفِ ریاء کے وقت اخفاء افضل ہے اگر اسکا خوف نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ اور اس سے بہتر قول یہ ہے کہ اخفاء جہر پر مقدم ہے جبکہ ریاء کا ڈر ہو یا جہر کرنے میں نمازی، سونے والا، قاری یا شرعی علم میں مشغول آدمی پر خلط اور گڑبڑ ہونے کا ڈر ہو اور یہ کہ جہر مقدم ہے اخفاء پر اُسی صورت میں کہ امور مذکورہ کے علاوہ ہو اور اس جہر میں مقصد جاہل کی تعلیم یا مثلا ڈرنے والے سے ڈر دور کرنے کے لئے یا مثلا اونگھ دور کرنے کے لئے یا داعی کی اپنے نفس سے سستی دور کرنے کے لئے یا مؤمن کے دل میں خوشی داخل کرنے کے لئے یا مبتدع کو بدعت سے متنفر کرنے کے لئے یا اور اسی کے مانند۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ لکھتے ہیں

ایک سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند

آواز سے کلمہ یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے .... بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر وتلاوت ونماز میں خلل پڑے مکروہ ہے۔(کفایت المفتی ص ۱۵۹، ۱۶۰ ج ۳)

اور جلد دوم میں ایک جگہ ایک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں۔

سوال جواب دونوں ملاحظہ فرمایئے۔

سوال :۔زید کہتا ہے ذکر جلی حرام ہے اور عمرو کہتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے

(۳۵)جواب :ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول ومتوارث ہے۔احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے۔اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا جیسے اذان، تکبیر، تلبیہ،حج ، تکبیر تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ہی ثابت ہیں۔ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو۔تو نفس حکم یہی ہے کہ جائز ہے۔اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائیگا۔موانع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذاکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو۔یا ذکر کرنے والا جھر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ۔اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولی ہے(کفایت المفتی ص ۴۸ ج ۲)۔

maktabatulishaat.com

اگر زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو درج ذیل کتب وصفحات خود دیکھ لیں۔

(امداد الفتاوی ص ۷۷ ج ۵۔نزل الابرار ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۱۔مراقی الفلاح ص ۲۰۴ ۔معارف القرآن ص ۲۹۹ ج ۱۔مدخل ص ۲۲۷ ج ۲۔فتاوی دیوبند ردبدعات ص ۱۰۰، ۱۰۱ ج ۱۔امداد الفتاوی ص ۱۰۷ ج ۲۔تفسیر مظہری ص ۳۶۱ ج ۳۔)

قارئین کرام۔اللہ ہم سب کو اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والخیر کلہ فی الاتباع لا فی الا بتداع۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔

اللھم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرۃ   فلقد علمت بان عفوك اعظم
ان کان لا یرجوك الا محسن   فمن یلوذ ویستجیر المجرم
مالی الیك وسیلۃ الا الرجاء   وجمیل عفوك ثم انی مسلم

اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین الحمدللہ رب العالمین آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

Scanned by CamScanner

باب پنجم ۔ دلائل خصم اور اسکے جوابات

بحمد اللہ تعالیٰ وتوفیقہ یہاں تک مسئلہ ذکر کے ہر پہلو پر حتی الوسع بندہ فقیر وحقیر نے توضیح کی ذکر اذکار کی فضیلت آیات واحادیث سے بیان کی گئی بیس ۲۰ احادیث اور اکتیس ۳۱ آیات پیش کی گئیں۔ مواضع مخصوصہ مستثنیات کے علاوہ ذکر بالجھر پر علماء احناف کثر اللہ سواد ھم اور مفسرین اور دیگر مذاھب کے علماء کرام کی تصریحات ذکر کی گئیں کہ یہ جہر بدعت ہے۔ اور ذکر مروجہ فی زماننا کے بدعت ہونے کے لئے تو پندرہ وجوہ بیان کئے گئے ہیں کہ یہ ذکر ناجائز اور بدعت ہے۔ اور جھر واخفاء کی حد پر تفصیل پیش کی گئی اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم دلائل خصم کو ایک ایک کرکے ذکر کریں۔ اس کے مصداق۔ مطالب۔ اور دلیل بننے نہ بننے اور اسکی صحت وضعف پر کلام کریں اس لئے کہ قارئین کرام کو مسئلہ کے دونوں پہلو واضح ہوکر خود بھی فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔ اور ایسا کرنا قرین انصاف بھی ہے۔ کیونکہ ان کے پاس بھی بزعم خود کچھ دلائل تو ہیں جن سے وہ لوگ عوام کو دھوکہ دے سکتے ہیں یا خود جہالت کی وجہ سے ان کو اپنے دلائل خیال کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ أنیب –

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم او اشد ذکرا (البقرہ – ۲۰۰)

پس اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے آباء واجداد کو کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو ظاہر ہے کہ وہ آباء واجداد کا ذکر جہر سے کرتے تھے لہذا یہ آیت جہر کی دلیل ہے ایک جواب یہ ہے کہ ایت میں ایک رسم قبیح کارد کرنا مقصود ہے ذکر جہر کا اس آیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور تشبیہ اخلاص میں اور تہہ دل سے ذکر کرنے میں ہے جہر میں نہیں کہ ایسے اخلاص خوشی اور فراخ دلی سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جیسا کہ اپنے آباء واجداد کے مفاخر بیان کرتے ہو اور تشبیہ من کل الوجوہ کسی جگہ بھی مراد نہیں ہوتی ورنہ دیکھئے ایک دو مثالیں:

فرمان الٰہی ہے و یأکلون کما تأکل الانعام و النار مثوی لھم (محمد – ۱۲)۔

اور یہ کافر لوگ چارپایوں جیسے کھاتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے: کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کیا جیسا توکل اور بھروسہ کہ اس پر ہونا چاہیئے 'لرزقکم کما یرزق الطیر تغدوا خماصا و تروح بطانا (ترمذی ص ٦۰ ج۲ ریاض الصالحین ص ۷۹ ابن ماجہ ص ۳۱۷ مسند احمد ص ۳۰' ۵۲ ج۱ مشکوۃ ص ٤۵۲)۔

ضرور وہ تم کو اسی طرح رزق دیگا جسطرح وہ پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پوٹے اپنے گھونسلوں کو لوٹتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد کثرت ذکر کی ترغیب ہے

جیساکہ علامہ اسماعیل بن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

والمقصود منه الحث على كثرة الذكر لله (عزوجل ص ۲٤۳ ج۱)

اس سے مقصد اللہ تعالی کے کثرت سے ذکر کرنے کی ترغیب ہے

فاكثرواذكره و بالغوا فيه (بيضاوی ص ٤۳ مدارك ص ۱٤۲ ج۱

على الخازن ابو السعود ص ۲۰۹ ج۱)۔

پس اللہ تعالی کاذکر کثرت سے کرواور اسمیں مبالغہ کرو .

امام رازی ؒ لکھتے ہیں

آیت کریمہ میں آٹھ توجیھات بیان کرکے پھر فرماتے ہیں کہ یہ تمام وجوہ ایک چیز میں مشترک ہیں و هو انه يجب على العبد ان يكون دائم الذكر لربه دائم التعظيم له دائم الرجوع اليه فى طلب مهماته دائم الانقطاع عمن سواه اللهم اجعلنا بهذه الصفة يا اكرم الاكرمين (کبیر ص ۲۰۳ ج۵)۔

اور وہ یہ کہ بندہ پر واجب ہے کہ دائمی طریقہ سے اپنے رب کا ذکر کرے اپنی حاجات طلبی میں ہمیشہ اسکو رجوع کرے اور ہمیشہ غیر اللہ سے انقطاع اختیار کرے یااللہ ! یااکرم الاکرمین ! ہم کواس صفت سے نوازے تھی صلی اللہ علی النبی الکریم یہی کثرت ذکر خود قرآن یم سے بھی مصرح ہے

واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون (انفال – ٤٥)

والذاكرين الله كثيرا و الذاكرات (احزاب – ۳٥)۔

واذكر ربك كثيرا و سبح بالعشى والابكار (ال عمران – ٤۱)

كى نسبحك كثيراو نذكرك كثيرا (طه – ۳۳، ۳٤)۔

يايهاالذين امنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا (احزاب – ٤۱)۔

واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون (جمعه – ۱۰)۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں کثرت ذکر کی ترغیب ہے جیساکہ مندرجہ بالا مفسرین نے فرمایااور جیساکہ رقم شدہ آیات سے بھی واضح ہے اور اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہاں جہر الگ چیز ہے جو اس سے ثابت نہیں ہوتا .

دوسری دلیل

الذين يذكرون الله قياما و قعودا و على جنوبهم (آل عمران – ۱۹٤) وہ لوگ جو اللہ تعالی کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے معنی ہر حالت میں اللہ تعالی کی ذکر میں لگے رہتے ہیں توان حالات میں سے ایک جہر بھی ہے

ایک جواب : اس آیت میں توہمہ اوقات واحوال میں ذکر اور یاد الٰھی میں مشغولیت کابیان ہے جیساکہ اس پر عمل کرتے ہوئے حدیث میں آتا ہے کہ كان رسول الله ﷺ يذكر الله تعالى على كل احيانه

(مسلم ص ۱۶۲ ج۱، ابوداؤد ص ٤ ج۱، ترمذی ص ۱۷٦ ج۲، مسند احمد ص ۷۰، ۱۵۳، ۲۷۸ ج٦، ریاض الصالحین ص ۵٤۳)۔

رسول اللہ ﷺ ہر وقت ہر لمحے اللہ کا ذکر فرماتے رہتے تھے اسمیں تو جہر کا کوئی ذکر بھی نہیں اور نفس ذکر سے کون بدبخت منکر ہو سکتا ہے

دوسرا جواب: اس آیت پر رسول اللہ ﷺ کا عمل ہمیں آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف شعبوں، ادوار و اوقات میں نظر آتا ہے آپ ﷺ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے، پھرتے، سوتے، جاگتے، کھاتے پیتے مسجد جاتے، مسجد سے نکلتے سفر پر جاتے، واپس آتے، وضوء کرتے.......

ہر ہر حال میں ذکر و اذکار کرتے جس سے ہماری احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں بلکہ مستقل کتابیں بھی ہیں جیسا الاذکار للنووی کتاب عمل الیوم و اللیلہ لابن السنی حصن حصین وغیرہ

لیکن جہر کی کوئی ترغیب اور ذکر نہیں ہاں بعض اذکار جو جہر سے ثابت ہیں وہ مستثنیات ہیں اور اسکا کوئی عقل مند انکار نہیں کر سکتا اور عمل وہی مقبول ہوتا ہے جو اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہو اس ذکر و اذکار کے بارے میں ارشادات الٰہی ہیں:

واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة و دون الجھر من القول بالغدو والاصال (اعراف – ۲۰۵)۔

ادعوا ربکم تضرعا و خفیة انه لا یحب المعتدین (اعراف – ۵۵)۔

و اذکروہ کما ھداکم (بقرہ – ۱۹۸)۔

اور حدیث میں ہے: یآیھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم و لا غائبا (بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد مسند احمد صحیح ابن حبان الترغیب و الترھیب)۔

اگر ذکر کرنے کا شوق ہو تو اسی طرح ذاکر بننا چاہیئے ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں -

ذکر بالجھر کیلئے احادیث سے استدلال اور اسکا جواب

ہمارے زمانے کے ذاکرین ذکر بالجھر کیلئے مولانا عبد الحی لکھنویؒ کی کتاب سباحۃ الفکر سے احادیث کے حوالے دیکر اپنی محدث ذکر کے لئے استدلال کرتے ہیں اور لوگوں کو بدعات میں مبتلا کرتے ہیں. اس لئے زیادہ مناسب ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالی اپنی وسعت کے مطابق ان تمام احادیث کے جو اس کتاب میں درج ہیں، صحیح مصداق اور مطلب بیان کریں اور بعض احادیث کی صحت وضعف پر بھی کلام کریں اور مولانا عبد الحی لکھنویؒ جس جہر کے قائل ہیں وہ بھی انشاء اللہ واضح کریں گے وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت و الیه انیب۔

پہلی حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا ذکر نی فان ذکر نی فی نفسه ذکر ته فی نفسی و ان ذکر نی فی ملأ ذکر ته فی ملأ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

خير منهم الحديث (ساحة الفكر ص ١٩)۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں ہے (بخاری ص ١١٠١ ج٢ مسلم ص ٣٤١، ٣٤٣ ج٢ ترمذی ص ٢٠٠ ج٢ ابن ماجہ ص ٢٧٩ مسند احمد ص ٢٥١ ج٢ مشکوۃ ص ١٩٦ ریاض الصالحین ص ٥٤٠ الترغیب و الترھیب ص ٢٢٧ ج٢) وغیرہ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے میرا تعلق اپنے بندے سے اسکے گمان کے مطابق ہوتا ہے جو وہ میرے متعلق رکھے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ اپنے دل ہی دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل ہی دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں بھی اسکا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے کہیں بہتر ہے

پہلا جواب

اس سے مراد تعلیم و تعلم ہے اور علم کی مجلسیں ہیں اور مروجہ ذکر کے مجالس ہرگز مراد نہیں وعظ و نصیحت کے محفلیں مراد ہیں ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

(وان ذكرني في ملأ) اے مع جماعة من المؤمنين او في حضرتهم (مرقات ص ٥٢ ج٥)۔

یعنی اگر اس نے میرا ذکر مؤمنین کے جماعت کے ساتھ کیا یا انکی حضور میں

کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ درس و تدریس، تعلیم و تعلم اور وعظ و نصیحت کی مجلسیں ہیں جس میں اللہ تعالی کا ذکر ہوتا ہے ذکر محدث جس میں ذاکرین سے پسینہ بہتا ہے ادھر ادھر کودتے اچھلتے ہیں سینوں کے غدود ہلاتے ہیں اور خوب چلا چلا کر ذکر کرتے ہیں بلکہ لاؤڈ سپیکر بھی اس کے لئے استعمال کرتے ہیں یہ ذکر مراد نہیں فهدهم الله و اخرجهم من قعر البدعه آمين و صلى الله على النبى الكريم

دیکھئے خود ملا علی قاریؒ اسی جلد میں کچھ صفحات کے بعد لکھتے ہیں

لا الذكر باللسان المشتمل على صياح و انزعاج و شدة تحريك العنق و اعوجاج كما يفعله بعض الناس زاعمين ان ذلك جالب للحضور و موجب للسرور حاشا لله بل سبب الغيبة و الغرور (مرقات ص ٦٢ ج٥)۔

نہ وہ ذکر جو زبان پر جاری ہو اونچی آواز اور چیخ و پکار پر مشتمل ہو اور اسکے ساتھ وجد اور گردن کو سختی سے موڑنا جوڑنا اور ٹیڑھا کرنا ہو جیسا کہ بعض لوگ اس خیال سے ذکر کرتے ہیں کہ (اسی طریقہ ذکر) یہ حالت حضور اور سبب خوشحالی ہے کبھی بھی نہیں ہم ایسا کرنے سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں بلکہ یہ سبب غیبوبت (اللہ تعالی سے دور ہونے) اور دھوکہ دہی ہے ہماری اس توجیہ کی تائید صحیح مسلم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اس سے مراد تعلیم و تدریس کے مجالس ہیں اور یہ حدیث بھی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے،

وما اجتمع قوم فی بیت من بیو ت اللہ یتلون کتاب اللہ و یتدارسون بینھم الا نزلت علیھم السکینہ و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکۃ و ذکر ھم اللہ فیمن عندہ (مسلم ص ۳۴۵ ج ۲)۔

یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے کتاب العلم ص ۳۲ میں اور ابن ماجہ نے باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ص ۲۰ میں بھی ذکر کی ہے

ترجمہ مظاہر حق سے سنئے:

اور نہیں جمع ہوتی کوئی قوم بیچ کسی گھر کے گھروں میں سے اللہ کے یعنی مسجد یا مدرسہ وغیرہ میں کہ پڑھیں کتاب اللہ کو اور معنی بیان کریں اس کے آپس میں مگر اترتی ہے اوپر ان کے تسکین اور ڈھانپتی ہے ان کو رحمت اور گھیر لیتے ہیں ان کو فرشتے اور ذکر کرتا ہے جن کا اللہ بیچ ان لوگوں کے کہ نزدیک اسکے ہیں یعنی ملائکہ مقربین میں (مظاہر حق ص ۷۰ ج ۱)

صاحب مرقات اور صحابہ کرام کا عمل

حدیث ابن مسعودؓ اولئك اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا و اعمقھا علما واقلھا تکلفا .... کی تشریح میں لکھتے ہیں: و لا یتحلقون للاذکار و الصلوات برفع الصوت فی المساجد و لا فی بیوتھم (مرقات ص ۲۶۰ ج ۱)۔

اور صحابہ کرام جہر سے بلند آواز سے ذکر اذکار اور درود کے لئے مساجد ، گھروں میں حلقے نہیں بناتے تھے

دوسرا جواب اور نقشبندیوں کے لئے لمحہ فکر

شیخ عبدالغنی المجددی الدھلوی المدنی (المتوفی ۱۲۹۵ھ) اس حدیث کی تشریح میں یوں لکھتے ہیں:

قولہ (فان ذکر نی فی نفسہ الخ) اشارۃ الی فضیلۃ الذکر الخفی النفسی فان الظاھر ان ذکرہ تعالی فی نفسہ خیر من ذکرہ فی ملأ و قد جاء الذکر الذی لا یسمعہ الحفظۃ۔ خیر بسبعین درجۃ وجاء خیر الذکر الخفی و خیر الرزق ما یکفی و قد علم بذلک فضیلۃ ساداتنا النقشبندیۃ المجددیۃؒ وھذا الامر منصوص وقال الشیخ محمد سعیدؒ ولد الشیخ المجددؒ ینبغی للذاکر ان یشتغل بالذکر بحیث لا یحصل للجوارح اثرہ فان الحفظۃ تشعر بالحرکۃ۔ (انجاح الحاجۃ علی ابن ماجۃ ص ۲۷۱) آپ کا یہ قول فان ذکر نی فی نفسہ الخ اس میں ذکر خفی نفسی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کا ذکر کرنا اپنے دل میں لوگوں کی مجمع میں ذکر کرنے سے بہتر ہے اور (حدیث شریف میں) آیا ہے کہ وہی ذکر جسکو اعمال لکھنے والے فرشتے نہیں سنتے وہ ستر گنا (ذکر بالجہر سے) بہتر ہے اور (حدیث شریف میں) آیا ہے کہ بہتر ذکر وہی ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

جو آہستہ ہو اور بہتر رزق وہی ہے جو کفایت کرے اور اس سے ہمارے سادات نقشبندیہ مجددیہؒ کی فضیلت معلوم ہو گئی اور یہ حکم (یعنی .. تعالی کو اپنی نفس میں یاد کرنا) منصوصی ہے (فرمان الھی ہے واذکر ربك فی نفسك) اور شیخ محمد سعیدؒ نے فرمایا ہے یہ شیخ مجددؒ کا بیٹا ہے (شیخ محمد سعید مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا بیٹا ہے (دیکھیئے علماء ھند کا شاندار ماضی ۲۱۶ ج ۱) کہ ذکر کرنے والے کو چاھیئے کہ ذکر میں اسی طرح مشغول ہو جائے کہ اسکا اثر اعضاء پر نہ ہو کیونکہ حفظہ فرشتے حرکت سمجھتے ہیں اب خدار البلند بانگ دعویداروں کو مقام فکر ہے کہ وہ کتنے اپنے دعوؤں میں سچے ہیں کس حد تک اپنے مقتدی کے متبع ہیں سوچ کر کے عمل کریں ان مقتدی تو آہستہ ذکر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور فخلف من بعدھم خلف ذکر بالجھر کے اثبات کے لئے بے قرار ہیں خدا ان لوگوں کو اپنے اسلاف کے سچے متبعین بنائے آمین و یرحم اللہ عبدا قال امینا۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ شیخ عبدالغنی مجددیؒ تو تشریح حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں یہ ذکر جو دل میں کیا جاتا ہے یہ منصوص علیہ ہے اور یہ ہمارے نقشبندیوں کی فضیلت ہے کہ ہم ذکر خفی نفسی کو ترغیب دیتے ہیں لیکن اذناب نے اور راستہ اختیار کیا ہے سچ ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور:

ملتے ہیں وفادار وفا کر کے دکھاؤ

کہنے کی وفا اور ہے کرنیکی وفا اور

تیسرا جواب

و ان ذکرنی فی ملأ سے وہی اذکار مراد ہیں جو جہرا مامور بھا ہیں جیسے آذان اقامت تکبیرات تشریق خطبہ تلبیہ و غیرھا اور جو ان مستثنیات کے علاوہ ہے اسمیں جہر بدعت ہے

دوسری حدیث :

عن ابن عباسؓ مرفوعا قال اللہ تعالی یاابن آدم اذاذکرتنی خالیاذکرتك خالیا و اذاذکرتنی فی ملأ ذکرتك فی ملأ خیر من الذین تذکر فیھم و اکثر (سباحۃ الفکر ص ۱۹ ’ ۲۰)

جواب اول

اس حدیث اور پہلی حدیث دونوں میں جہر کا کوئی لفظ ہی نہیں لھذا اس سے جہر پر استدلال صحیح نہیں

جواب دوم

اس سے درس و تدریس تعلیم و تعلم وعظ و نصیحت کے مجالس مراد ہیں جیسا کہ پہلے بیان گزر چکا۔

جواب سوم :

اگر بالفرض اس سے جہر فی ملأ ثابت بھی ہو جائے تو یہ بلاالتزام اور بغیر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہیئت مروجہ اور بغیر کیفیت خاصہ کے ہوگا جیساکہ نماز فجر کے بعد اکثر
لوگ تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے ہیں جو بظاہر ذکر جماعت ہے
لیکن حقیقت میں کوئی اہتمام والتزام کیفیت خاصہ کا نہیں ہوتا اس
حدیث سے ذکر بالجہر جماعت کے ساتھ پر استدلال صحیح نہیں ورنہ علماء
کرام یہ نہیں فرماتے کہ ذکر بالجہر جماعت کے ساتھ خاص کیفیت و
ہیئت کے ساتھ بدعت ہے دیکھئے : علامہ شاطبیؒ بدعت اضافیہ کے
امثلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومنها التزام الكيفيات و الهيئات المعينة كالذكر بهيئة
الاجتماع على صوت واحد (الاعتصام ص ۳۹ ج ۱)۔

اور ان میں سے خاص کیفیات اور ہیئات کا التزام کرنا ہے جیساکہ ایک ہی
آواز پر ہیئت اجتماعیہ سے ذکر کرنا ہے اور دلائل میں تحریف کی امثال بیان
کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فاذا ندب الشرع مثلا الى ذكر الله فالتزم قوم الاجتماع عليه
على لسان واحد و بصوت او فى وقت معلوم مخصوص عن
سائر الاوقات .... فصارت من هذه الجهة بدعا محدثة
بذلك (الاعتصام ص ۲۴۹ ج ۱)

سو جب شرع نے اللہ تعالی کے ذکر کی ترغیب دی ہے سو ایک قوم نے
اسکا ایک ہی زبان و آواز میں جمع ہونیکا التزام کیا یا دیگر اوقات میں سے

ایک خاص معلوم وقت میں (اجتماع کا التزام کیا جیساکہ ہمارے علاقے
میں شب جمعہ اور روز جمعہ کا التزام کیا جاتا ہے)......... سو اس وجہ
سے یہ بدعات محدثہ بن گئے

حدیث نمبر تین اور چار

حضرت معاذ بن انسؓ سے مرفوع روایت ہے۔ قال الله تعالى لا يذكرني
احد فى نفسه الا ذكرته فى ملائكتى ولا يذكرنى فى ملأ الا
ذكرته فى الملأ الاعلى۔

اور حضرت انسؓ سے مرفوع روایت ہے قال الله تعالى يا ابن ادم ان
ذكرتنى فى نفسك ذكرتك فى نفسى وان ذكرتنى فى ملأ
ذكرتك فى ملأ خير منهم۔ (سباحة الفكر ص ۲۰)۔

دونوں حدیثوں کے جوابات گزشتہ بیان سے عیاں ہیں علاوہ ازیں ذکر سے
خاص کر یہی ذکر مراد لینا صحیح نہیں اور پھر جہر اس پر مستزاد بلکہ
مرض و صحت میں، غربت و تونگری میں، غمی و خوشی میں، راحت و تکلیف
میں، امید و یاس میں، اطاعت و عصیان میں مختصر یہ کہ ہر حالت میں جب
بندہ اللہ تعالی کو راجع و راغب بن کر اسکو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسکا ذکر کرتا
ہے اسکو مغفرت و جنت اور جزے نوازتا ہے فرمان الہی ہے فاذکرونی اذکرکم
سو مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا اگر بندہ حالت عصیان میں بھی اللہ تعالی کو
منیب بن کر یاد کرے تو اللہ تعالی اس کو شآبیب مغفرت سے یاد

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کرتا ہے حدیث شریف میں ہے حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ان عبدا اذ
نب ذنبا فقا ل رب اذ نبت فاغفر لی فقال رب اعلیم عبدی ان له
ربا یغفرا لذنب ویا خذبه غفرت لعبدی -(بخاری ص ۱۱۱۷ ج ۲
مسلم ص ۳.۵۷ ج۲ مشکوۃ ص ۲۰۴،۲۰۳)-
کہ جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے پس کہا اے میرے
پروردگار! مجھ سے گناہ سرزد ہوا سو میرا گناہ معاف فرما سو اس کا پروردگار
فرماتا ہے کیا میرا بندہ سمجھتا ہے کہ اسکا ایک رب ہے جو گناہ معاف فرماتا
ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کیا
سو چیں بندہ نے گناہ پر نادم ہو کر اللہ تعالی کو یاد کیا اور مغفرت مانگی اور اللہ
تعالی نے اپنے بندے کو یاد کر کے معاف فرمایا جو " فاذکرونی اذکرکم اور
فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی " پر عمل ہے
اسی طرح حدیث شریف میں ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اس مجاہد آدمی سے تعجب کرتا
ہے (یعنی اس سے یہ کام بہت بڑا سمجھتا ہے) کہ وہ اللہ تعالی کی راہ میں
جہاد کرتا ہے تو اسکے ساتھی شکست کھا کر (بھاگ گئے) سو وہ میدان جہاد
چھوڑنے کو گناہ جان کر واپس ہو گیا حتی کہ اسکا خون بہادیا گیا فیقو ل اللہ
عزوجل لملا ئکۃ انظرو االی عبدی رجع رغبۃ فیما عندی

رشفقۃ مما عندی حتی اهریق دمه (ابو داؤد ۳۵۰ - ج۱) سو اللہ
تعالی اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو کہ میرے نعمتوں
میں رغبت کرتے ہوئے اور میرے عذاب سے ڈرتے ہوئے میدان جہا
د کو واپس ہو گیا یہاں تک کہ اسکا خون بہادیا گیا یہاں بھی جامعیں سے ذکر
ہے اور ذکر بھی فی ملأ ہے لیکن اس کا جہر مروجہ سے کیا مناسبت ہے؟ چہ
نسبت خاک را بعالم پاک ؟

پانچویں حدیث :

عن ابی هریرةؓ مر فوعا ان للّٰه ملآئکة یطوفون فی الطرق
یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا
هلموا الی حاجتکم ....هم قوم لا یشقی جلیسهم (سباحة
الفکر ص ۲۰ متفق علیه)-
حضرت ابو ھریرہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالی کے کچھ
فرشتے ہیں جو راستوں پر چلتے پھرتے ہیں ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے
ہیں سو جب یہ فرشتے ایسی قوم کو پالیتے ہیں جو اللہ تعالی کے ذکر میں
مشغول ہو تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف
...... یہ لوگ ایسی قوم ہیں جنکا ہم نشین بھی محروم نہیں ہوتا
جواب یہ ہے اس حدیث میں جہر کا کوئی ایک لفظ تک بھی نہیں جس سے
جہر ثابت ہو جائے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

امام شاطبیؒ سے جواب سنئے

آپ لکھتے ہیں : اما مجالس الذکر اللسانی فقد صرح بھا فی حدیث الملائکۃ السیاحین لکن لم یذکر فیہ جھرا بالکلمات و لا رفع اصوات و کذلک غیرہ ۔ لکن الاصل المشروع اعلان الفرائض و اخفاء النوافل (الاعتصام ص ۲۷۰ ج ۱)۔

اور ذکر لسانی کے جو مجالس ہیں سو الملائکۃ السیاحین والی حدیث میں اسکی تصریح ہے لیکن اس میں کلمات پر جھر کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ آوازوں کو بلند کرنا (ذکر کیا ہے) اور اسی طرح اور بھی کچھ ذکر نہیں کیا لیکن مشروع قاعدہ فرائض کا اظہار کرنا ہے اور نوافل کا اخفاء کرنا ہے اور ذکر اذکار تو نوافل ہیں فرائض نہیں خدا ہمیں دین صحیح سمجھنے کی توفیق اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

چھٹی حدیث

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے حلقے پر نکل کر آیا سو انہیں فرمایا تم کو کس چیز نے بٹھایا ہے : قالوا جلسنا نذکر اللہ و نحمدہ علی ما ھدانا للاسلام و من بہ علینا الحدیث (ساحۃ الفکر ص ۲۱)۔

ہم بیٹھے ہیں اللہ کو یاد کرنے اور اس کی حمد بیان کرنے کہ اس نے ہمیں

دین اسلام کی ھدایت کی اور ہم پر اسکا احسان کیا

الجواب : اس حدیث میں تو جہر کا کوئی ذکر نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے صحابہ کرام تو آپس میں بیٹھ کر یہ تذکرہ کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے ہم پر بہت احسان کیا ہے الحمد للہ کہ ہم کو دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور ہمیں ھدایت نصیب کی جیسا کہ یہ تذکرہ مؤمنین جنت میں بھی مل بیٹھ کر کریں گے و قالوا الحمد للہ الذی ھدانا لھذا و ما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ (اعراف - ۴۳)۔

اسی طرح خود رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب میں خندق کھودتے اور مٹی لے کر جاتے وقت فرماتے تھے اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ھدایت نہیں پاسکتے کان النبی ﷺ ینتقل و ھو یقول لو لا انت ما اھتدینا و لا تصدقنا و لا صلینا (بخاری ص ۳۹۸ ج ۱ مسلم ص ۱۱۲ ج ۱)۔

حاصل جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام آپس میں شکریہ ادا کرتے تھے اور اللہ تعالی کے احسان کا ذکر کرتے تھے اس میں جہر کا کوئی ذکر ہی نہیں اور پھر ہمارے زمانے کی ذاکرین کا جہر ؟ معاذ اللہ

ساتویں حدیث

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا سیعلم اھل الجمع الیوم من اھل الکرم الیوم فقیل و من اھل الکرم یا رسول اللہ فقال اھل

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مجالس الذکر (ساحة الفکر ص ۲۱)۔

کہ آج جمع ہونے والے سمجھیں گے کہ آج عزت والے کون ہونگے؟ سو کہا گیا کہ یا رسول اللہ اہل عزت کون ہیں؟ پس آپ نے فرمایا کہ ذکر والے مجالس

جواب:- اس حدیث میں تو ذکر کے مجالس کی اہمیت و فضیلت کا بیان ہے جہر کا تو کوئی ذکر بھی نہیں وہ کونسا لفظ ہے جس سے جہر ثابت ہوتا ہے؟ دیگر جواب یہ ہے کہ اس سے مراد وعظ و نصیحت تعلیم و تعلم کے مجالس ہیں فرمان ربانی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتے ہیں وہ نیک علماء ہی ہیں و من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (بخاری ص ۱۶ ج ۱)۔

جس پر اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں فقاہت دیتا ہے۔ و ان الملائکة لتضع اجنحتھا رضا لطالب العلم وان العالم لیستغفر لہ من فی السموات و الارض و الحیتان فی جوف الماء و ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب و ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما و انما ورثو العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر (ابو داؤد ص ۱۵۷ ج ۲ ابن ماجہ ص ۲۰ سنن دارمی ص ۱۱۵، ۱۱۶ مسند احمد ص ۱۹۶ ج ۵)

اور تحقیق فرشتے طالب علم کی رضا کیلئے اپنے پر رکھتے ہیں

(یہ حقیقة ہے یا تواضع سے کنایہ ہے) اور تحقیق عالم کیلئے آسمانوں میں جو مخلوق ہیں اور زمین میں جو ہیں بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی انکے لئے دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودویں کے چاند کی فضیلت ہے باقی ستاروں پر اور تحقیق علماء کرام انبیاء علیھم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیھم السلام دینار و درھم نہیں چھوڑتے بلکہ وہ علم چھوڑتے ہیں سو جس نے علم لیا (سیکھا) اس نے بہت ساحصة لیا تو مجالس ذکر سے علماء کرام کے مجالس مراد ہیں جسمیں تعلیم و تعلم وعظ و نصیحت ہو کیونکہ یہی علماء کرام ورثہ انبیاء ہیں اور انھوں نے علم سیکھ کر وافر حصة پر کامیابی حاصل کی ہے اس سے ان جاہل پیروں کے مجالس مراد نہیں جو بدعات کے دلدادے ہیں اپنے پیروں کو سب کچھ جاننے والے سمجھتے ہیں

علامہ شاطبیؒ اور یہی لوگ

آپ نے ان لوگوں کے بارے میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں

...... فھذہ مجالس الذکر علی الحقیقة و ھی التی حرمھا اللہ اھل البدع من ھو لأ ء الفقرأ الذین زعموا انھم سلکوا طریق التصوف ۔ وقل ما تجد منھم من یحسن قراءة الفاتحہ فی الصلوة الا علی اللحن فضلا عن غیرھا ولا یعرف کیف یتعبد ولا کیف یستنجی او یتوضأ او یغتسل من الجنابہ و کیف

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يعلمون ذلك وهم قد حرموا مجالس الذكر التى تغشاها الرحمة وتنزل فيها السكينة وتحف بها الملائكة فبا نطماس هذا النور عنهم ضلو افاقتدوا بجهال امثالهم واخذوا يقرأون الاحاديث النبوية والايات القرانية فينزولها على آرائهم لا على ما قال اهل العلم فيها فخرجوا عن الصراط المستقيم الى ان يجتمعو اويقرأ احدهم شيئا من القران يكون حسن الصوت طيب النغمة جيد التلحين تشبه قراءته الغناء المذموم ـ ثم يقولون ـ تعالوا نذكر الله فيرفعون أصواتهم يمشون ذلك الذكر مداولة طائفة فى جهة وطائفة فى جهة اخرى على صوت واحد يشبه الغناء و يزعمون ان هذا من مجالس الذكر المندوب اليها و كذبوا ـ فانه لو كان حقا لكان السلف الصالح اولى بادراكه و فهمه والعمل به و الا فاين فى الكتاب او فى السنة الاجتماع للذكر على صوت واحد جهرا عاليا؟ و قد قال تعالى ادعوا ربكم تضرعا و خفية انه لا يحب المعتدين و المعتدون فى التفسير هم الرافعون اصواتهم بالدعاء (الاعتصام ص ۲۶۸، ۲۶۹ ج ۱)۔

حاصل معنی! ...... سو یہ وہی مجالس ذکر ہیں جن سے یہ اہل بدعات محروم ہیں جو سورۃ فاتحہ تک نماز میں صحیح نہیں پڑھ سکتے نہ استنجا، وضو اور

جنابت سے غسل کرنا جانتے ہیں اور اسلئے نہیں جانتے کہ جن مجالس کو رحمت ڈھانپتی ہے ان پر تسکین اترتی ہے ان سے یہ لوگ محروم ہیں اور اس نور کے بجھنے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے ہیں ان میں سے ایک خوش الحان بطرز سرود کچھ تلاوت قرآن کرتا ہے اور پھر ایک گروہ ایک طرف میں اور دوسری گروہ دوسری طرف میں ایک ہی طرز پر بلند آوازوں سے ایک ہی آواز میں ذکر کرتے ہیں اور خیال یہ کرتے ہیں کہ یہ وہی مجالس ذکر ہیں جو احادیث میں وارد ہیں جھوٹ بولتے ہیں سلف صالحین نے ایسا عمل نہیں کیا کتاب و سنت میں کہاں ہے؟ کہ ایک ہی آواز میں بلند وبالا جھر میں ذکر پر اجتماع ہو فرمان الٰھی تو اسی طرح ہے کہ اپنے پروردگار کو عاجزی اور آہستہ آہستہ پکارو، دعاء مانگو معتدین سے مراد وہی لوگ ہیں جو اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں

<u>تیسرا جواب یہ ہے:</u> کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی ہے دراج بن سمعان ابو السمح المصری جو منکر الحدیث ہے ابن عدی اسکے بارے میں لکھتے ہیں :

ثنا ابن ابی عصمة قال ثنا احمد بن ابی یحیی قال سمعت احمد بن حنبل یقول احادیث دراج عن ابی الھیثم عن ابی سعید فیھا ضعف ۔ سمعت ابن حماد یقول دراج ابو السمح منکر الحدیث قاله احمد بن شعیب النسائی ۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۰ ج ۴)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہمیں ابن ابی عصمہ نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں احمد بن
ابی یحییٰ نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کا قول
سنا ہے وہ کہتے تھے کہ دراج کی احادیث جو ابو الہیثم سے اور وہ روایت کرتے
ہیں ابو سعیدؓ سے ان میں ضعف ہے میں نے حماد سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ
دراج ابو السمح منکر الحدیث ہے یہ احمد بن شعیب النسائی نے کہا ہے

ابو حاتم کہتے ہیں

حدثنا عبدالرحمن انا عبدالله بن احمد بن حنبل فیما کتب الی
قال سمعت ابی یقول دراج حدیثه منکر - (الجرح و التعدیل ص
٤٤٢ ج٣)-

عبدالرحمن نے ہمیں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں عبداللہ بن احمد بن
حنبلؒ نے بیان کیا ہے جو کچھ میرے لئے لکھا گیا ہے، کہتا ہے کہ میں
نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ دراج کی احادیث منکر ہیں .

شعیب الارنوط لکھتے ہیں

ابو سعیدؓ کی روایت لن یشبع مؤمن من خیر حتی یکون منتهاه
الجنة ، کی تخریج و تعلیق میں کہتے ہیں :

من حدیث دراج عن ابی الهیثم - و دراج فی روایته عن ابی
الهیثم ضعیف (حاشیه ریاض الصالحین ص ٥٢٥)-

یہ حدیث دراج ابو الہیثم سے ہے اور دراج اپنی روایت میں ابو الہیثم سے
ضعیف ہے ۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

دراج ابو السمح هو المصری صاحب ابی الهیثم العتواری ۔
قال احمد احادیثه منا کیر و لینه ۔ و قال عباس عن یحیی لیس
به بأس ۔ وقال عثمان بن سعید عن یحیی ثقة ۔ وقال فضلك
الرازی ما هو ثقة و لا کرامة ۔ و قال النسائی ۔ منکر
الحدیث ۔ و قال ابو حاتم ضعیف و قال النسائی ایضا لیس
بقوی ۔ و قد ساق ابن عدی له احادیث و قال عامتها لا یتابع
علیها و قال ابن یونس کان یقص بمصر و مات سنة ست و
عشرین و مأة و قال الدار قطنی ضعیف و قال مرة متروك
(میزان الاعتدال ص ٢٤، ٢٥ ج٢)-

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

....قیل اسمه عبدالرحمن ، و دراج لقب ، السهمی
مولاهم، المصری ، القاص ، صدوق ، فی حدیثه عن ابی
الهیثم ضعف من الرابعة مات سنة ست و عشرین (ومأة)
(تقریب التهذیب ص ٢٨٤ ج١) -

اور تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں :

قال عبد الله بن احمد عن ابیه حدیثه منکر و قال الآجری عن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابی داؤد احادیثہ مستقیمۃ الا ما کان عن ابی الھیثم عن ابی سعید وقال النسائی لیس بالقوی و قال فی موضع آخر منکر الحدیث وقال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف وقال الدار قطنی ضعیف وقال فی موضع آخر متروک و قال فضلک الرازی لما ذکر لہ ان ابن معین قال دراج ثقۃ فقال لیس بثقۃ ولا کرامۃ و قال ابن عدی عامۃ الاحادیث التی املیتھا عن دراج مما لا یتابع علیہ (تھذیب التھذیب ص ۲۰۸ ج۳)۔

قارئین کرام: یہ منقول حدیث بھی دراج عن ابی الھیثم عن ابی سعیدؓ سے ہے لھذا اس سے استدلال صحیح نہیں

آٹھویں حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی آدمی سے مل جاتے تھے تو فرماتے تھے تعال نؤمن بربنا ساعۃ فقال ذات یوم لرجل فغضب الرجل وجاء الی رسول اللہ ﷺ و قال اتری الی ابن رواحۃ یرغب عن ایمانک الی ایمان ساعۃ فقال رسول اللہ ﷺ رحم اللہ ابن رواحۃ انہ یحب المجالس التی تباھی بھا الملائکۃ (ساحۃ الفکر ص ۲۱)۔

تو ہم اپنے رب پر کچھ دیر کے لئے ایمان لاتے ہیں (آپس میں تذکرہ

ایمان کرتے ہیں) پس ایک دن ایک آدمی کو اسی طرح فرمایا سو وہ آدمی غصہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ ابن رواحہؓ کو دیکھتے ہیں کہ آپ کے ایمان سے ایک ساعت کے ایمان کو میلان کرتے ہیں سو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ! ابن رواحہ پر رحم کرے وہ ان مجالس سے محبت کرتا ہے جس پر فرشتے فخر کرتے ہیں.

<u>پہلا جواب</u>: تو یہ ہے کہ اس حدیث میں تو ذکر اذکار کا کوئی ذکر ہی نہیں پھر جہر از کجا؟

<u>دوسرا جواب</u>: اس حدیث میں تو ایک دوسرے کو تذکرہ ایمان اور تلقین ایمان کا بیان ہے جیسا کہ ایک دو صحابہ ایک دوسرے سے جب ملتے تھے تو آپس میں سورۃ العصر پڑھتے تھے تا کہ ایمان، عمل صالح اور تواصی علی الحق والصبر پر ثابت قدم رہیں علامہ روح المعانی لکھتے ہیں ابو حذیفہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کان رجلان من اصحاب رسول اللہ ﷺ اذا التقتا لم یتفرقا حتی یقرأ احدھما علی الاخر سورۃ العصر ثم یسلم احدھما علی الآخر (روح المعانی ص ۲۶۳ ج۳۰)

<u>تیسرا جواب یہ ہے</u>:

کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس پر استدلال درست نہیں اس میں ایک راوی عمارۃ بن زاذان الصیدلانی ہے ضعیف ہے ابن (عدی لکھتے ہیں) قال البخاری عمارۃ بن زاذان الصیدلانی ابو مسلمۃ بصری سمع

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مکحو لا وثا بتا وربما یضطرب فی حدیثه (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۵۰ ج۶)

امام بخاریؒ فرماتے کہ عمارۃ بن زاذان الصید لانی ابو سلمہ بصری ہے مکحول اور ثابت سے سماع کیا ہے اور کئی بار اپنی احادیث میں مضطرب ہو تا ہیں ابن عدی انکی کئی احادیث ذکر کر کے پھر لکھتے ہیں

و هو عندی لا باس به ممن یکتب حدیثه (الکامل ص ۱۵۲ ج۶)

یہ میرے نزدیک لاباس بہ ہے ان لوگوں سے ہے جن کے حدیث لکھے جاتے ہیں (ولا یحتج بہ عبدالمقدس)

ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

ابو بکر الاثرم کہتے ہیں: قلت لابی عبد الله عمارة بن زاذان کیف هو ؟ قال یروی عن انس احادیث مناکیر میں نے ابو عبداللہ سے کہا کہ عمارۃ بن زاذان کیسا ہے؟ آپ نے کہا کہ وہ حضرت انسؓ سے منکر احادیث نقل کرتے ہیں (یہ روایت بھی حضرت انسؓ سے بواسطہ زیاد النمیری مروی ہے عبدالمقدس) نا عبدالرحمٰن قال ذکره ابی عن اسحاق بن منصور عن یحیی بن معین انه قال عمارة بن زاذان الصید نانی صالح سمعت ابی یقول عمارة الصید نانی یکتب حدیثه و لا یحتج به لیس بالمتین نا عبد الرحمن قال سئل ابوذرعة عن عمارة بن زاذان فقال لا بأس به۔ (کتاب الجرح و التعدیل ص ۳۶۶ ج۶)۔

maktabatulishaat.com

ہمیں عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ اسکا ذکر میرے باپ نے اسحاق بن منصور سے کیا ہے اس نے یحیی بن معین سے کیا ہے اس نے کہا ہے کہ عمارہ بن زاذان الصید لانی نیک آدمی ہے میں نے اپنے باپ سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ عمارہ صید لانی کی احادیث لکھی جا سکتی ہیں اور ان سے حجت نہیں کی جاسکتی وہ قوی نہیں ہمیں عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ ابوذرعہ سے عمارۃ بن زاذان کے بارے میں پوچھا گیا سو آپ نے فرمایا کہ یہ لاباس بہ ہے.

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

تقریب میں لکھتے ہیں: عمارة بن زاذان الصید لانی ابو سلمة البصری صدوق کثیر الخطأ من السابعة (تقریب التهذیب ص ۷۱۰ ج۱)۔

عمارۃ بن زاذان الصید لانی ابو سلمہ بصری ہے، سچا ہے، بہت غلطی کرتا ہے، ساتویں طبقے سے تھا اور تہذیب میں یوں لکھتے ہیں:

قال الاثرم عن احمد یر وی عن ثابت عن انس احادیث مناکیر و قال مسلم و عبد الله بن احمد عن احمد شیخ ثقة مابه بأس وقال ابن معین صالح وقال البخاری ربما یضطرب فی حدیثه و قال الآجری عن ابی داؤد لیس بذاك و قال یعقوب بن سفیان ثقة و قال ابو ذرعة لا بأس به و قال ابو حاتم یکتب

Scanned by CamScanner

حديثه و لا يحتج به ليس بالمتين وقال ابن عدى و هو عندى لا باس به ممن يكتب حديثه و ذكره ابن حبان فى الثقات و قال الدار قطنى ضعيف و قال ابن عمار الموصلى ضعيف وقال العجلى بصرى ثقة وقال الساجى فيه ضعف ليس بشئى و لا يقوى فى الحديث (تهذيب التهذيب ص ۴۱۷ ج۷)۔

اثرم نے امام احمد کے حوالے سے کہا ہے کہ عمارۃ بن زاذان ثابت سے حضرت انسؓ سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں اور مسلم اور عبد اللہ بن احمد نے احمد کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ ثقہ شیخ ہے لا بأس بہ ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ نیک آدمی ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ کئی بار اپنی حدیث میں مضطرب ہوتا ہے اور آجری نے امام ابو داؤد سے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں (قابل اعتبار معتمد نہیں) اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور امام ابو ذرعہ نے کہا ہے کہ یہ لا بأس بہ ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑا جا سکتا یہ قوی ثقہ نہیں اور ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ میرے نزدیک لا بأس بہ ہے ان لوگوں سے ہے جنکی حدیث لکھی جا سکتی ہیں اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا ہے اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عمار الموصلی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے، اور عجلی نے کہا ہے کہ یہ بصری ہے ثقہ ہے اور ساجی نے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے (ضعیف ہے) لیس

بشئی ہے (یہ کوئی چیز نہیں) اور حدیث میں قوی نہیں

دوسرا راوی اور اس پر کلام

اسی طرح اس میں ایک راوی زیاد بن عبد اللہ النمیری ہے جو ضعیف ہے

ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

حدثنا عبد الرحمن قال قرئى على العباس بن محمد الدورى قال سمعت يحيى بن معين يقول زياد النميرى ضعيف الحديث ۔ حدثنا عبد الرحمن سمعت ابى يقول زياد النميرى يكتب حديثه ولا يحتج به (كتاب الجرح والتعدل ص ۵۳۶ ج۳)۔

عبد الرحمٰن نے ہمیں بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ عباس بن محمد الدوری نے مجھے پڑھایا ہے کہتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ زیاد النمیری ضعیف الحدیث ہے (اضافت بمعنی فی ہے یعنی حدیث میں ضعیف ہے)

عبد الرحمٰن نے ہمیں بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے کہ زیاد النمیری کی احادیث لکھی جا سکتی ہیں اور اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ۔

ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

.....قال يحيى بن معين وزياد النميرى فى حديثه ضعف ۔ يحيى بن معین کہتے ہیں کہ زیاد النمیری کی احادیث میں ضعف ہے پھر لکھتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عندی اذاروی عن زیاد النمیری ثقة فلا بأس بحدیثه (الکامل فی ضعفاء الرجال ۱۲۹۔۱۳۰ ج ٤)۔

اور میرے نزدیک جب زیاد النمیری سے ثقہ راوی روایت کرتا ہے سو اسکی حدیث کا کوئی باک نہیں لیکن اتفاق کی بات ہے کہ اس روایت میں بھی زیاد النمیری سے ضعیف راوی عمارۃ بن زاذان الصیدلانی روایت کرتے ہیں جس پر کلام گزر گیا۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

اختصار بغیر معنی کے نقل کرتا ہوں :

ضعفہ ابن معین۔و قال ابو حاتم لا یحتج بہ۔ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکرہ فی الضعفاء ایضا فقال لا یجوز الاحتجاج بہ (میزان الاعتدال ۹۱ ج۲)

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

زیاد بن عبد اللہ المنیری البصری ضعیف من الخامسة (تقریب ص ۳۲۲ ج۱)۔

اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں : قال الدوری عن ابن معین ضعیف و قال فی موضع آخر لیس بہ بأس ۔ قیل لہ ھو زیاد ابو عمار قال لا حدیث ابی عمار لیس بشئی و قال ابن ابی کریم عن یحیی فی حدیثہ ضعف و قال ابو حاتم یکتب حدیثہ و لا یحتج

بہ و قال الآجری سألت ابا داؤد عنہ فضعفہ و ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال یخطئی و کان من العباد قال ابن عدی عندی اذا روی عنہ ثقة فلا بأس بحدیثہ ۔ قلت و ذکرہ ابن حبان فی الضعفاء ایضا و قال منکر الحدیث یروی عن انس اشیاء لا تشبہ حدیث الثقات ترکہ ابن معین ۔ (تھذیب التھذیب ص ۳۷۸ ج۳)

لھذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں اور جبکہ اسمیں ذکر اور پھر جہر کا کوئی لفظ تک بھی نہیں فتدبر و لا تکن من الغافلین ۔

نوویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ما من قوم اجتمعوا یذکرون لا یریدون بذالك الا وجھه الا ناداھم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لكم قد بدلت سیاتکم حسنات (سباحۃ الفکر ص ۲۱)۔

کہ کوئی قوم خالص اللہ تعالی کی رضا کیلئے ذکر کرتی ہوئی اکٹھی نہیں ہوئی مگر آسمان سے ایک منادی نے اسکو نداء کر کے کہتا ہے کہ اٹھو ! تمھاری بخشش کی گئی تمھارے اعمال بد، نیکیوں میں تبدیل کئے گئے

<u>پہلا جواب :</u>

اس حدیث میں جہر کا کوئی ذکر تک نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دوسرا جواب :

اس سے تعلیم و تعلم اور وعظ و نصیحت کی مجلس اور اجتماع مراد ہے جو خالص اللہ تعالی کیلئے ہو مقصد رضاء الہی ہو.

تیرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے :

اس میں ایک راوی میمون بن موسی البصری المرائی ہے، اس پر کلام ہے

ابن عدیؒ لکھتے ہیں :

ثنا ابن حماد، حدثنی عبد اللہ عن ابیه قال ـ میمون بن موسی المرائی کان یدلس و کان لا یقول حدثنا الحسن ما اری به بأسا .... عبد اللہ اپنے باپ احمد بن حنبلؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے میں اسکا پاک نہیں کرتا ہوں. پھر ابن عدیؒ لکھتے ہیں

و اذا قال حدثنا فهو صدوق لا نه کان متهما فی التدلیس - (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۶۱، ۱۶۲ ج۸)-

اور جب یہ حدثنا کہے سو یہ سچا ہے کیونکہ یہ تدلیس پر متہم ہے یہ حدیث مسند احمد میں اخبرنا سے روایت ہے، دیکھئے :

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن بکر أنا میمون المرائی (مسند احمد ص ۱۴۲ ج۳)- میمون نے حدثنا سے روایت نہیں کی ہے سو وہ اسمیں سچا نہیں -

maktabatulishaat.com

ابو حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

نا عبد الرحمن نا محمد بن ابرهیم نا عمرو بن علی الصیر فی قال ـ میمون بن موسی المرائی ضعیف ـ نا عبد الرحمن انا عبداللہ بن احمد بن محمد ابن حنبل فیما کتب الی قال قلت لابی ـ میمون بن موسی المرأی قال ما اری به بأسا کان یدلس و کان لا یقول حدثنا الحسن ـ نا عبد الرحمن قالت سألت ابی عن میمون بن موسی المرأی فقال صدوق (کتاب الجرح و التعدیل ص ۲۳۷ ج۸)-

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال الفلاس ـ صدوق لکنه ضعیف الحدیث و قال احمد ـ کان یدلس کان لا یقول حدثنا الحسن ما اری به بأسا وقال النسائی لیس بالقوی (میزان الاعتدال ص ۲۳۴ ج ۴)-

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

و میمون المری هو ابن موسی مختلف وهو فی التهذیب (لسان المیزان ص ۱۴۱ ج ۶)- اور تقریب میں لکھتے ہیں : صدوق مدلس من السابعة (تقریب التهذیب ص ۲۳۴ ج ۲)-

اور تہذیب میں لکھتے ہیں :قال عبد اللہ بن احمد عن ابیه ما اری به باسا کان یدلس و لا یقول حدثنا الحسن ـقال و سمعت ابی

Scanned by CamScanner

يقول سمعت يحى القطان يقول اتيت ميمونا المرائى فما صحح الا هذه الاحاديث التى سمعتها و قال عمرو بن على صدوق و لكنه يدلس ۔ وقال ابو حاتم صدوق و قال الآجرى عن ابى داؤد ليس به باس ۔ و قال النسائى ليس بالقوى و ذكره ابن حبان فى الثقات ۔قلت ۔ و ذكره ايضا فى الضعفاء و قال منكر الحديث يرى عن الثقات ما لا يشبه حديث الاثبات لا يجوز الا حتجاج به اذا انفرد و قال الحاكم ابواحمد ليس بالقوى عندهم و قال الساجى كان يدلس ۔ (تهذيب التهذيب ص ۳۹۲، ۳۹۳ ج ۱۰)۔

علامہ زکی الدین عبدالعظیم بن عبد القوی المنذری

اس حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: رواه احمد و رواته محتج بهم فى الصحيح الا ميمون المرائى (الترغيب و الترهيب ص ۲۳۳ ج ۲)۔

اسکی روایت امام احمد بن حنبلؒ نے کی ہے اور صحیح میں اس کے راویوں سے حجت پکڑی جاتی ہیں مگر میمون المرائی نہیں (یعنی اس سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی)

میمون بن سیاہ البصری

اسی طرح اس میں ایک اور راوی ہے میمون بن سیاہ البصری ابوبحر جو ضعیف ہے

ابو حاتم الرازی لکھتے ہیں:

نا عبد الرحمن قال قرئ على العباس بن محمد الدورى عن يحى بن معين انه قال ۔ ميمون بن سياه ضعيف ۔نا عبد الرحمن قال سالت ابى عن ميمون بن سياه فقال ثقة (كتاب الجرح و التعديل ص ۲۳۳ ج ۸)۔

......یحیی بن معین کہتے ہیں کہ میمون بن سیاہ ضعیف ہے ہمیں عبدالرحمن نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے میمون بن سیاہ کے بارے میں پوچھا سو آپ نے کہا کہ وہ ثقہ ہے یعنی اس کی توثیق و تضعیف میں اختلاف ہے

ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

حدثنا ابن ابى عصمة ، ثنا الفضل بن زياد قال سمعت ابا عبد الله احمد بن حنبل يقول ميمون بن سياه كنيته ابو بحر ، ثنا عفان ، ثنا سلام بن مسكين ، ثنا ابو بحر ، ثنا ابن حماد، ثنا عباس عن يحيى قال : ميمون بن سياه و يزيد بن ابان الرقاشى ، و زياد النميرى كلهم ضعفاء ۔ ثنا احمد بن على بن بحر ، ثنا عبد الله بن احمد الدورقى ، ثنا يحيى بن معين قال : ميمون بن سياه ضعيف (الكامل فى ضعفاء الرجال ص ۱۵۹، ۱۶۰ ج ۸)۔

......میمون بن سیاہ، یزید بن ابان الرقاشی اور زیاد النمیری یہ سارے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ضعیف راوی ہیں.... یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میمون بن سیاہ ضعیف ہے یہی حضرت انسؓ والی روایت جس سے یہ ذاکرین استدلال کرتے ہیں یہ روایت بھی ابن عدیؒ نے الکامل میں ذکر کیا ہے فرمایا ہے

و باسناده عن النبی صلی الله ما من قوم اجتمعوا یذکرون الله لا یریدون بذلك الا وجهه الا ناداهم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لكم قد بدلت سیئاتكم حسنات (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۶۰ ج۸)-

علامہ ذھبیؒ لکھتے ھیں

و ثقه ابو حاتم و البخاری وقال ابو داؤد لیس بذاك و ضعفه یحیی بن معین (میزان الاعتدال ص ۲۳۳ ج۴)-

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

تقریب میں یوں بیان کیا ہے

صدوق عابد یخطئی من الرابعة (تقریب التهذیب ص ۲۳۳ ج۲)-

اور تھذیب میں لکھتے ہیں :قال الدوری عن یحیی بن معین ضعیف و قال ابو حاتم ثقة و قال ابوداؤد لیس بذاك و ذکره ابن حبان فی الثقات قلت۔ و قال یخطئی ویخالف ثم اعاد ذکره فی الضعفاء فقال ینفرد بالمناکیر عن المشاهیر لا یحتج به اذا انفردو قال یعقوب بن سفیان ضعیف وقال حمزة عن الدار

قطنی یحتج به (تهذیب التهذیب ص ۳۸۸، ۳۸۹ ج۱۰)-

مولانا عبد الحی لکھنویؒ لکھتے ہیں

قال المنذری رواه احمد برجال یحتج بهم فی الصحیح الامیمون و ثقه جماعة و فیه ضعف (سباحة الفکر ص ۲۱)-

... مگر میمون سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی اسکی توثیق ایک جماعت نے کی ہے اور اس میں ضعف ہے۔ وثقة جماعة وفیه ضعف یہ مولانا عبدالحیؒ کی عبارت ہے منذریؒ کا نہیں والحمدللہ علی ذلک ہم جو کہتے ہیں وہ مولانا عبدالحیؒ نے کہا :

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں درِ جاناں پہ جا ملے

لیکن صرف میمون المرائی ضعیف راوی نہیں ہے بلکہ اس حدیث کا دوسرا راوی میمون بن سیاہ ابو بحر البصری بھی ضعیف ہے جیساکہ تحقیق گزر چکی ہے.

دسویں حدیث

طبرانی نے حضرت سھل بن حنظلیه سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ یاد کرنے کے لیے نہیں بیٹھتی یذکرون الله فیه فیقومون حتی یقال لهم قوموا قد غفر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الله لکم جب اٹھتی ہے تو اسکو کہا جاتا ہے کہ اٹھو اللہ تعالی نے تمھارے گناہ معاف فرمادیئے (سیاحۃ الفکر ص ۲۱)

یہ صحابی سہیل بن حنظلہ یا حنظلیہ ہے دیکھئے (اسد الغابۃ ص ۴۰۷ ج ۲) یہی روایت بھی علامہ ابن الاثیرؒ نے اسد الغاب میں آپ سے نقل کی ہے

پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس روایت میں ایک لفظ تک نہیں جس سے جہر کے لئے استدلال بن سکے

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کے سند پر کلام ہے اس میں مجھول اور مجروح و ضعیف رلوی ہیں لھذا سند میں ضعف ہے قابل استدلال نہیں اسمیں ایک رلوی ابو معن ثابت بن نعیم الھوجی ہے جسکا ترجمہ ہمیں میزان الاعتدال، سیر اعلام النبلاء، الکامل لابن عدی، تھذیب التھذیب اور کتاب الثقات میں نہیں ملا یہ مجھول راوی ہے پھر الحمد للہ نظر ثانی کے وقت مجھے الکاشف الکنی میں آپ کا ترجمہ یوں مل گیا

ابو معن عن انس وعنہ المسور وعبد العزیز بن مسلم اور تعلیق و تخریج میں لکھتے ہیں احد المجاھیل عن المزی فی الاطراف (الکاشف ص ۳۳۶ ج ۳)۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

آپ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ ذکرہ مسلمۃ بن قاسم فی الصلۃ و قالہ مجھول حدثنا عنہ یعقوب بن اسحاق بن حجر (لسان المیزان ص ۷۹ ج ۲)۔

ثابت بن نعیم ابو معن کا ذکر مسلمہ بن قاسم نے الصلہ میں کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ مجھول ہے یعقوب بن اسحاق بن حجر نے ہمیں اس سے حدیث بیان کی ہے

(محمد بن ابی السری متکلم فیہ ہے)

اسمیں دوسرا راوی محمد بن ابی السری العسقلانی ہے جو محمد بن المتوکل بن عبد الرحمن الھاشمی عسقلانی ہے جو ابن ابی السری سے مشہور ہے۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

علامہ حافظ تقریب میں لکھتے ہیں: صدوق عارف له اوھام کثیرة من العاشر مات سنة ثمان و ثلاثین (تقریب التھذیب ص ۱۲۹ ج ۲)۔

یہ سچا عارف ہے اس کے بہت سے اوھام ہیں۔ طبقۂ عاشرہ سے ہے ۳۸ھ میں وفات پا چکے ہیں۔

نوٹ: آپ ۲۳۸ھ میں وفات پا چکے ہیں جیسا کہ تھذیب التھذیب اور میزان الاعتدال میں ہے اور علامہ ابن حجرؒ اس کے بارے میں تھذیب التھذیب میں یوں لکھتے ہیں:

قال ابراھیم بن الجنید عن ابن معین ثقة وقال ابو حاتم لین الحدیث و قال ابن عدی کثیر الغلط وقال ابن حبان فی الثقات

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کان من الحفاظ۔ مات سنة ثمان و ثلاثین و مأتین
---------- و قال مسلمة بن قاسم کان کثیر الوهم و کان لا باس به۔ قال ابن و ضاح کان کثیر الحفظ کثیر الغلط (تہذیب التہذیب ص ۴۲۵ ج۹)-

ابراھیم بن جنید کہتے ہیں ابن معین نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ لین الحدیث ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ بہت غلطیاں کرتے تھے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا ہے کہ یہ حفاظ میں سے ہے ۲۳۸ھ میں وفات پا چکے ہیں اور مسلمہ بن قاسم نے کہا ہے کہ یہ بہت وھم والا تھا اور لاباًس بہ تھا اور ابن وضاح نے کہا ہے کہ یہ بہت حافظے والا کثیر غلطیوں والا تھا.

ابن عدیؒ لکھتے ہیں

و ابن ابی السری العسقلانی کثیر الغلط۔ (الکامل ص ۲۸۶ ج۷)-

اور ابن ابی السری عسقلان والا بہت غلطیوں والا تھا.

علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں

و ثقه ابن معین و قال ابو حاتم لین الحدیث و قال ابن عدی کثیر الغلط (میزان الاعتدال ص ۲۴ ج۴)-

اسی طرح اسمیں تیسرا راوی سلیمان بن سفیان التیمی المدنی ہے معتمر کا والد ہے۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ضعیف من الثامنة (تقریب التہذیب ص ۳۸۶ ج۸)۔ یہ ضعیف راوی ہے۔ طبقۂ ثامنہ سے ہے اور تھذیب التھذیب میں یوں لکھتے ہیں:

قال الدوری عن ابن معین روی عنه ابو عامر العقدی حدیث الهلال و لیس بثقة و قال ابن ابی خیثمة عن ابن معین لیس بشئی و قال ابن المدینی روی احادیث منکرة و قال ابو حاتم ضعیف الحدیث یروی عن الثقات احادیث مناکیر و قال ابو ذرعه منکر الحدیث روی عن عبد الله بن دینار ثلاثة احادیث کلها یعنی مناکیر قال و اذا روی المجهول المنکر عن المعروفین فهو کذا کلمة ذکرها و قال الدولابی لیس بثقة ذکره ابن حبان فی الثقات و قال کان یخطئ۔ قلت و قال یعقوب بن شیبة له احادیث مناکیر و قال الترمذی فی العلل المفرد عن البخاری منکر الحدیث وقال النسائی لیس بثقة وقال الدار قطنی ضعیف (تہذیب التہذیب ص ۱۹۴ ج۴)-

دوری ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے ابو عامر العقدی حدیث ھلال (اللھم اھلہ علینا... (الحدیث) نقل کرتا ہے اور یہ ثقہ نہیں ہے اور ابن ابی خیثمہ ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ یہ لیس بشئی ہے کچھ بھی نہیں اور ابن المدینی نے کہا ہے کہ یہ منکر احادیث روایت کرتا ہے اور

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے عبداللہ بن دینار سے تین احادیث نقل کرتا ہے جو سارے منکر ہیں اور ابوزرعہ نے کہا کہ جب مجہول و منکر راوی معروف راویوں سے روایت کرتا ہے پس وہ اسی طرح ہوتا ہے ایک کلمہ ابوزرعہ نے کہا اور دولابی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور ابن حبان نے اسکو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ غلطی کیا کرتے تھے میں (علامہ ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ اس کے احادیث منکر ہیں اور امام ترمذیؒ نے العلل المفرد میں امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور امام دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے

عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

..... سئل یحیی بن معین عن سلیمان بن سفیان العقدی فقال لیس بشئی۔ حدثنا عبدالرحمن قال سألت ابی عن سلیمان بن سفیان فقال هو ضعیف الحدیث یروی عن الثقات احادیث منکرة۔ حدثنا عبدالرحمن قال سئل ابوزرعة عن ابی سفیان سلیمان بن سفیان فقال مدینی منکر الحدیث روی عن عبداللہ بن دینار ثلاثة احادیث کلها یعنی مناکیر و اذا روی المجهول المنکر عن المعروفین فهو کذا کلمة ذکر ها۔ (کتاب الجرح

و التعدیل ص ۱۱۹ ج ٤)۔ ترجمہ کے لئے کوئی خاص ضرورت نہیں

الامام حافظ ابو حاتم محمد بن حبانؒ لکھتے ہیں

سلیمان بن سفیان ابو سفیان المدینی روی عن عبداللہ بن دینار روی عنه المعتمر بن سلیمان و ابو عامر العقدی و کان یخطئی (کتاب الثقات ص ۳۸٤ ج٦)۔

مشہور مورخ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال ابن معین لیس بشئی و قال مرة لیس بثقة و کذا قال النسائی وقال ابو حاتم و الدار قطنی ضعیف (میزان الاعتدال ص ۲۰۹ ج۲)۔

ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن علی، ثنا عثمان بن سعید سألت یحیی بن معین عن سلیمان بن سفیان ب 'عرفة' فقال لا اعرفه۔

حدثنا ابن حماد ثنا العباس عن یحیی قال سلیمان بن سفیان مدینی یروی عنه ابو عامر العقدی حدیث الهلال، و لیس بثقة وقال النسائی فیما اخبرنی محمد بن العباس عنه قال سلیمان بن سفیان لیس بثقة (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۲٦۵ ج ٤)۔

ہمیں محمد بن علی نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے ہمیں عثمان بن سعید نے بیان کیا ہے کہ میں نے یحیی بن معین سے سلیمان بن سفیان کے بارے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

میں عرفے کے دن پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا ہمیں ابن حماد نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں عباس نے یحییٰ بن معین سے بیان کیا ہے وہ کہتا تھا کہ سلیمان بن سفیان مدنی ہے اس سے ابو عامر عقدی حدیث حلال روایت کرتا ہے اور یہ ثقہ نہیں ہے اور محمد بن عباس نے مجھے نسائی سے اس کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ کہتا تھا کہ سلیمان بن سفیان ثقہ نہیں ہے.

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک مجھول، ایک مختلف فیہ اور ایک ضعیف راوی ہے لھذا اس سے استدلال اہل علم کے ہاں درست نہیں اور جبکہ اس میں جہر کے لئے ایک لفظ تک نہیں ہے جس سے استدلال کیا جائے

گیارھویں حدیث

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے، کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ،ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ الا ناداھم مناد من السماء قوموا مغفورالکم کہ کوئی قوم جمع ہو کر اللہ تعالی کا ذکر نہیں کرتی بلکہ آسمان سے ایک آواز کرنے والا اسے آواز دیکر کہتا ہے کہ اٹھو ایسے حال میں کہ تمھارے گناہ معاف کر دیئے گئے.

پہلا جواب تو یہ ہے:

کہ اس حدیث میں جہر ثابت کرنے کے لئے ایک لفظ تک بھی نہیں

جس سے جہر ثابت ہو جائے اور نفس اجتماع یا یذکرون صیغہ جمع سے جہر کے لئے استدلال کرنا عقلاء کے شایان شان نہیں .

دوسرا جواب یہ ہے

کہ اس حدیث میں مجھول اور ضعیف رواۃ ہیں اسمیں ایک راوی ابو حامد احمد بن ابی خلف الصوفی اسفرایینی ہے جسکا ترجمہ مجھے سیر اعلام النبلاء، تھذیب التھذیب، تقریب التھذیب، لسان المیزان، میزان الاعتدال، الکامل فی ضعفاء الرجال اور البدایہ والنھایہ میں نہیں ملا، مجھول راوی ہے دوسرا راوی اسمیں ابو بکر محمد بن یزداد بن مسعود ہے اس کا ترجمہ بھی مجھے مذکور دبالا کتابوں میں نہیں ملا، مجھول راوی ہے اسی طرح اسمیں ایک راوی شداد بن سعید ابو طلحہ الراسبی البصری ہے جو ضعیف ہے محدثین اور اصحاب الجرح والتعدیل نے اس پر درج ذیل کلام کیا ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق یخطئی من الثامنة (تقریب التھذیب ص ٢١٤ ج ١)۔

سچے تھے غلطی کیا کرتے تھے، آٹھویں طبقے سے تھے اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں: و قال البخاری ضعفه عبدالصمد بن عبدالوارث۔ و قال الحاکم ابو احمد لیس بالقوی عندھم (تھذیب التھذیب ص ٣١٦، ٣١٧ ج ٤)۔

اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ عبدالصمد بن عبدالورث نے اسے ضعیف قرار

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دیا ہے اور امام حاکم ابو احمد نے کہا ہے کہ وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال العقیلی :۔ له غیر حدیث لا یتابع علیه و اما ابن عدی فقال لم ار له حدیثا منکرا وقال البخاری ضعفه عبدالصمد (میزان الاعتدال ص ٢٦٥ ج٢)۔

عقیلی نے کہا ہے کہ اسکی کئی احادیث ہیں جن کی متابعت نہیں کی جاتی اور ابن عدی نے کہا ہے کہ میں نے اس کے لئے منکر حدیث نہیں دیکھی اور امام بخاری نے کہا ہے کہ عبدالصمد بن عبدالورث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے

ابن عدی لکھتے ہیں

سمعت ابن حماد یقول قال البخاری شداد بن سعید ابو طلحة الراسبی بصری ضعفه عبد الصمد قال الشیخ و شداد لیس له کثیر حدیث و لم ار له حدیثا منکرا و ارجو انه لا بأس به (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ٦٩، ٧٠ ج٥)۔

میں نے ابن حماد سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ شداد بن سعید ابو طلحہ الراسبی بصری ہے عبدالصمد (بن عبدالوارث) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور شیخ (ابن عدی) نے کہا ہے کہ شداد کی بہت سی احادیث نہیں اور میں نے اس کے لئے منکر حدیث نہیں دیکھی اور امید رکھتا ہوں کہ وہ لا بأس بہ ہوگا

امام ابو حاتم ابن حبانؒ لکھتے ہیں

شداد بن سعید ابو طلحة الراسبی من اهل البصرة یروی عن الجریری و غیلان بن جریر - روی عنه ابن المبارك ربما اخطأ (کتاب الثقات ص ٣١٠ ج٨)۔

............بہت غلطی کیا کرتے تھے اسی طرح اس روایت میں ایک راوی جابر بن عمرو ابو الوازع الراسبی البصری ہے جس پر محدثین کا کلام ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق یهم من الثالثة (تقریب التهذیب ص ١٥٣ ج١)۔

سچا ہے وھم کرتے تھے طبقہ ثالثہ سے ہے اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں

وقال ابن عدی لا اعرف له کثیر روایة و انما یروی عنه قوم معدودون و ارجو انه لا بأس به۔ قلت و قال النسائی منکر الحدیث و قال الدوری عن ابن معین لیس بشئی (تهذیب التهذیب ص ٤٤ ج٢)۔

اور ابن عدی کہتے ہیں میں اس کو بہت روایات والا نہیں سمجھتا ہوں اس سے معدودے چند لوگ روایت کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لا بأس بہ ہے میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام نسائیؒ نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے اور دوریؒ نے کہا ہے ابن معین [illegible] لیس بشئی ہے ابن معین کا قول اس کے بارے میں مختلف ہے کبھی توثیق [illegible]

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تضعیف کرتا ہے جیساکہ علامہ ذہبی نے اسکی تصریح کی ہے

امام ذہبی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمانؒ لکھتے ہیں

و ثقه ابن معين و قال النسائی منکر الحدیث فاختلف قول ابن معین فیه (میزان الاعتدال ص ۳۷۸ ج۱)۔

ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے اور امام نسائی نے منکر الحدیث بتایا ہے پس ابن معین کا قول آپ کے بارے میں مختلف ہے۔

علامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں

ثنا ابن ابی عصمة ثنا احمد بن ابی یحیی سمعت احمد النسائی یقول ابو الوازع منکر الحدیث (الکامل لابن عدی ص ۳۳۶، ۳۳۷ ج۲)۔

حاصل یہ کہ اس سے ذکر بالجہر کے لئے استدلال درست نہیں اور پھر جبکہ ذکر بالجہر مروجہ ذاکرین زمانہ ہو جو قطعا بدعت اور خلاف شرع ہے

بارہویں حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ایک قوم اللہ تعالی کے ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھی مگر فرشتے ان کو گھیرے میں لیتے ہیں رحمت خداوندی ان کو ڈھانپ لیتی ہیں اور اطمینان و سکون ان پر اترتا ہے اور اللہ تعالی ان کو

فرشتوں میں یاد کرتا ہے (سباحۃ الفکر ص ۲۲)

پہلا جواب:

اس حدیث میں ذکر کی ترغیب ہے، جہر کی اثبات کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں اس حدیث سے جہر ثابت کرنا سینہ زوری ہے

دوسرا جواب:

اس حدیث سے درس و تدریس علم، تعلیم و تعلم کے مجالس مراد ہیں جو الحمدللہ ہر وقت عام مساجد و مدارس میں نظر آتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی باب میں اس سے پہلے حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کی ہے و ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ و یتدارسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة و غشیتهم الرحمة و حفتهم الملائکة و ذکرهم اللہ فیمن عنده (مسلم ص ۳۴۵ ج۲)۔

حدیث کا ترجمہ اور پوری تفصیل گذشتہ احادیث سے استدلال کے جوابات میں ملاحظہ کریں تاکہ تشفی مل جائے اس سے ذاکرین ذکر مروجہ فی زماننا کا استدلال قطعا صحیح نہیں.

تیرھویں حدیث:

ابن ابی الدنیا نے مرفوعا روایت کی ھے۔ ان لاهل الذکر اربعا تنزل علیهم السکینة و تغشاهم الرحمة و تحف بهم الملائکة و

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يذكرهم الله في ملاء عنده (ساحة الفكر ص ۲۲)۔

اس حدیث سے جہر پر استدلال کے لئے کوئی ادنی سا شائبہ بھی نہیں اسمیں تو صرف اہل ذکر کے لئے چار چیزوں کی بیان ہے جس میں کوئی بات نہیں باقی مجھے اس حدیث کا کوئی سند نہیں ملا جس سے رواۃ کی توثیق یا تضعیف پر کلام کیا جائے۔

چودھویں حدیث:

عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتوں کے دستے ہیں تحل و تقف على مجالس الذكر في الارض (ساحة الفكر ص ۲۲)۔

پہلا جواب:

اس حدیث میں ذکر کی ترغیب ہے جہر کی اثبات کے لئے کوئی لفظ تک بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے...... الیس منکم رجل رشید

دوسرا جواب

اس حدیث کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی عمر بن عبد اللہ المدنی مولی غفرہ ہے یہ ضعیف راوی ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

ضعيف وكان كثير الارسال من الخامسة (تقريب التهذيب

ص ۷۲۱ ج ۱)

یہ ضعیف راوی ہے اور بہت ارسال کرتے تھے پانچویں طبقے سے ہے

اور تہذیب میں یوں لکھتے ہیں:

قال عبد الله بن احمد عن ابيه ليس به بأس ولكن اكثر حديثه مراسيل وقال الدوری عن ابن معين لم يسمع من احد من الصحابة وقال اسحاق بن منصور عن ابن معين ضعيف وكذا قال النسائی وقال عيسى بن يونس قلت له اسمعت من ابن عباس قال ادركت زمنه وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث ليس يكاد يسند وكان يرسل حديثه مات سنة (۱٤٥) وقال ابن حبان يقلب الاخبار لا يحتج به وقال العجلی يكتب حديثه وليس بالقوی ۔(تهذيب التهذيب (ص ٤٧٢ ج ۷)۔

عبد اللہ بن احمد اپنے باپ امام احمد سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے یہ لاباس بہ ہے لیکن اس کی اکثر حدیث مرسل ہیں اور امام دوری ابن معین سے روایت کرتا ہے کہ اس نے ایک صحابی سے بھی سماع نہیں کیا ہے اور اسحاق بن منصور ابن معین سے نقل کرتا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اسی طرح امام نسائی نے بھی کہا ہے اور عیسی بن یونس کہتا ہے کہ میں نے آپ کو کہا کہ کیا آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے سماع کیا ہے آپ نے کہا کہ میں نے آپ نے آپ کا زمانہ پایا ہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بہت سے حدیثوں والا ہے قریب نہیں کہ سند پیش کر سکے وہ اپنے حدیثوں کو مرسل ذکر کرتے تھے ۱۴۵ھ میں وفات پا چکے ہیں

اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ احادیث کو قلب کرتے تھے اس پر احتجاج نہیں کیا جا سکتا اور امام عجلی فرماتے ہیں اسکی حدیث لکھی جا سکتی اور وہ قوی نہیں یعنی للاعتبار لا للاحتجاج -

امام ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

حدثنا عبدالرحمن انا عبد اللّٰہ بن احمد بن محمد بن حنبل فیما کتب الی قال سمعت ابی یقول عمر مولی غفرة لیس به بأس و لکن اکثر حدیثه مراسیل نا عبدالرحمن قال ذکره ابی عن اسحاق بن منصور عن یحیی بن معین انه قال مولی غفرة ضعیف نا عبدالرحمن قال سمعت ابی یقول عمر مولی غفرة یکتب حدیثه (کتاب الجرح و التعدیل ص ۱۱۹ ج۶)-

..... امام احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے کہ عمر مولی غفرہ لا بأس بہ ہے لیکن اس کی اکثر احادیث مرسل ہیں یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ مولی غفرہ ضعیف ہے عبد الرحمن نے ہمیں بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ غفرہ کا مولی عمر کی احادیث لکھی جا سکتی ہیں اور اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا.

الامام الحافظ ابن عدی الجرجانی لکھتے ہیں

سمعت ابن حماد یقول عمر بن عبداللّٰہ مولی غفرة ضعیف ثنا علی بن احمد - ثنا ابن ابی مریم سمعت یحیی بن معین یقول مولی غفرة یکتب حدیثه - وقال النسائی عمر بن عبدا للّٰہ مولی غفرة ضعیف - (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۶۹ ج ۶)- ترجمہ کی ضرورت نہیں

مؤرخ الدنیا امام ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال احمد لیس به بأس لکن اکثر حدیثه مراسیل وقال ابن سعد ثقة کثیر الحدیث - وقال ابن معین ضعیف و کذا ضعّفه النسائی وقال ابن حبان روی عنه اللیث بن سعد والناس کان ممن یقلب الاخبار ویروی عن الثقات مالا یشبه حدیث الاثبات لا یجوز الاحتجاج به ولا ذکره فی الکتب الا علی جهة الاعتبار - (میزان الاعتدال ص ۲۱۰ ج۳)-

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ یہ لا بأس بہ ہے لیکن اس کی اکثر احادیث مرسل ہیں اور ابن سعد نے کہا کہ یہ ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ ضعیف ہے اور اسی طرح امام نسائی نے اسے ضعیف فرمایا ہے اور ابن حبان نے کہا کہ لیث بن سعد اور دیگر لوگ اس سے روایت کرتے ہیں اور یہ ان لوگوں سے تھا جو احادیث میں قلب کرتے تھے اور ثقات سے وہی کچھ روایت کرتے جو ثقات کی احادیث سے مشابہ نہ ہوتا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اس پر استدلال صحیح نہیں اور نہ اس کا ذکر کتابوں میں اعتبار کے علاوہ جائزہ
ہے (دوسرا راوی ایوب بن خالد بن صفوان)

اسی طرح اس حدیث میں دوسرا راوی ایوب بن خالد بن صفوان ہے

علامہ ابن حجرؒ اس کے بارے میں لکھتے ہے :

فیہ لین من الرابعة (تقریب التهذیب ص ١١٧ ج ١) اسمیں لینت ہے طبقہ چہارم سے ہے اور تھذیب میں اسی طرح لکھتے ہیں :ایوب بن خالد لیس حدیثه بذاك تكلم فيه اهل العلم با لحديث و كا ن يحيى بن سعيد ونظراوٗه لا يكتبو ن حديثه (تهذيب التهذيب ص ٤٠١ ج ١)- ایوب بن خالد کی حدیث معتبر نہیں حدیث کے علماء نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے اور یحیی بن سعید اور آپکے مرتبے کے علماء ایوب بن خالد کی احادیث نہیں لکھتے تھے

الحاصل :جب حدیث میں جہر کے اثبات کے لئے ایک لفظ تک بھی نہیں اور سند کا بھی یہ حال ہے تو اس سے ذکر بالجھر کے لئے استدلال قطعا صحیح نہیں .

پندرھویں حدیث

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اذا مررتم بر ياض الجنة فارتعوا قالو ا يا رسول الله وما رياض الجنة قال حلق الذكر -(مباحة

الفکر ص ٢٢)-

جب تم جنت کے باغیچوں پر گزرتے ہو تو خوب کھاؤ پیو صحابہ کرام نے فرمایا یا رسول اللہ جنت کے باغیچے کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ذکر کی مجلسیں ہیں.

پہلا جواب :

اس حدیث میں ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر پر استدلال کیا جائے

دوسرا جواب :

اس حدیث کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی ہے محمد بن ثابت اسلم البنانی، جو ضعیف ہے

علامہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

محمد بن ثابت بن اسلم البنانی البصری ضعیف (من السابعة -تقریب ص ٢ ج ٢)-

محمد بن ثابت بن اسلم البنانی بصری ضعیف ہے اور ساتویں طبقے والا ہے اور تھذیب التھذیب میں یوں لکھتے ہیں عن ابن معين ليس بشئی وقال ابو حاتم منكر الحديث يكتب حديثه ولا يحتج به وقال البخاری فيه نظر وقال ابو داؤد والنسائی ضعيف وقال ابن عدی عامتها يعنی احاديثه مما لا يتابع عليه - وقال ابن ابی حاتم كتب الی ابن ابی خيثمة سمعت ابن معين يقول محمد بن ثابت ليس بقوی كان عفان يقول محمد بن ثابت البنانی رجل صدوق

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فی نفسہ ولکنہ ضعیف الحدیث کذاذکر ابن ابی حاتم وقال ابوذرعة لین وقال الدار قطنی ضعیف وقال الازدی ساقط ۔قال ابن حبان روی عن ابیہ مالیس من حدیثہ لا یجوز الا حتجاج بہ وقال یعقوب بن سفیان لیس بالقوی وقال الحاکم ھو عزیز الحدیث ولم یأت بمتن منکر ۔(تھذیب التھذیب ص۸۳ ج۹)

ابن معین نے کہا کہ یہ لیس بشیئ ہے اور حاتم کہتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے اس کی حدیث لکھی جا سکتی ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس میں کلام ہے اور امام ابو داؤد اور نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام احادیث سے متابعت نہیں کی جا سکتی میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ ابن ابی خیثمہ نے مجھے لکھا ہے کہ میں نے ابن معین سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ محمد بن ثابت قوی نہیں ہے اور عفان کہتے تھے کہ محمد بن ثابت البنانی فی نفسہ سچا آدمی ہے لیکن حدیث میں ضعیف ہے اس طرح ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے اور امام ابوذرعہ نے کہا کہ اس میں لینت ہے اور دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور ازدی نے کہا ہے کہ یہ ساقط ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ اپنے باپ سے وہ احادیث نقل کرتے ہیں جو اس کی احادیث نہیں اس سے احتجاج کرنا جائز نہیں اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ

نادر الحدیث ہے اور منکر متن نہیں لاتے۔

الامام الحافظ عبد اللہ بن عدیؒ لکھتے ہیں

حدثنا ابن حماد ثنا معاویة عن یحیي قال محمد بن ثابت البنانی لیس بشئی ۔حدثنا ابن حماد ثنا عباس عن یحیي قال محمد بن ثابت البنانی لیس بشئی یروی عنہ ابو عبیدة الحداد۔

سمعت ابن حماد یقول قال البخاری محمد بن ثابت بن اسلم البنانی عن ابیہ سمع منہ ابو داؤد الطیالسی وعبد الصمد فیہ نظر وقال النسائی محمد بن ثابت البنانی ضعیف ۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۳۱۱ ج ۷)۔

ابن حماد نے ہمیں بیان کیا ہے وہ کہتا ہیں کہ ہمیں معاویہ نے یحیی بن معین سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ محمد بن ثابت البنانی لیس بشئی ہے

ہمیں ابن حماد نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں عباس نے یحیی بن معین سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ محمد بن ثابت البنانی لیس بشئی ہے اس سے ابو عبیدہ حداد روایت کرتے ہیں

میں نے ابن حماد سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امام بخاری نے کہا ہے محمد بن ثابت اسلم البنانی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس سے ابو داؤد طیالسی اور عبد الصمد نے سنا ہے اس میں محدثین کا کلام ہے اور امام نسائی کہتے ہیں کہ محمد بن ثابت البنانی ضعیف ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ لکھتے ہیں

محمد بن ثابت بن اسلم البنانی عن ابيه قال البخاری فيه نظر وقال ابن معين ليس بشئی وقال النسائی ضعيف وساق له ابن عدی احاديث وقال لا يتا بع عليها (ميزان الاعتدال ص ۴۹۵ ج ۳)

ابو محمد عبدالرحمٰن بن حاتم شیخ الاسلام لکھتے ہیں

ناعبدالرحمن قال قرئی علی العباس بن محمد الدوری عن يحي بن معين انه قال محمد بن ثابت ليس بشئی ناعبدالرحمن انا ابن ابی خيثمة فيما كتب الی قال سمعت يحي بن معين يقول محمد بن ثابت ليس بقوی كان عفان يقول محمد بن ثابت البنانی رجل ضعيف الحديث ناعبدالرحمن سمعت ابی يقول محمد بن ثابت البنانی يكتب حديثه ولا يحتج به منكر الحديث ۔ حدثنا عبدالرحمن قال سئل ابوزرعة عن محمد بن ثابت البنانی فقال لين ۔ (كتاب الجرح والتعديل ص ۲۱۷ ج ۷) بس اول تو اس حدیث میں جہر ثابت کرنے کے لئے کوئی لفظ تک نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے اور پھر سند میں ضعیف بھی ہے لهذا اس سے استدلال صحیح نہیں۔

سولھویں حدیث

ابن النجار نے حضرت ابوھریرۃؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی کے

لئے گشت کرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کے مجالس ڈھونڈتے ہیں جب وہ مجلس ذکر پر گزرتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ تو جب یہ قوم دعا مانگتی ہے تو وہ انکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو وہ انکے ساتھ درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ فارغ ہو جاتے ہے اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کہ یہ بخشش کے ساتھ واپس ہو جاتے ہیں (سباحۃ الفکر ص ۲۲)

__جواب :__

اس سے تعلیم و تعلم اور وعظ و نصیحت کے مجالس مراد ہیں جس میں جہر جائز ہے بلکہ مطلوب ہے جس کے درمیان میں بھی درود اور دعا ہوتی ہے اور اختتام میں بھی اور ذکر بالجہر مروجہ فی زماننا ہرگز مراد نہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے ثم انی دعوتھم جھارا پھر میں نے ان کو برملا جہر سے دعوت دی اور علامہ محمد علاء الدین الحصکفی الحنفیؒ المتوفی ۱۰۸۸ھ، لکھتے ہیں " و رفع صوت بذكر الا للمتفقهة (الدر المختار ص ۴۸۸ ج ۱) اور آواز بلند کرنا ذکر پر حرام ہے مگر تعلیم دینے والوں کے لئے جائز ہے اس کے لئے ایک قرینہ بھی ہے کہ اس حدیث سے مراد تعلیم و تعلم کی مجالس ہیں کہ سترھویں حدیث میں یہ الفاظ ہیں :ويتلون كتابك و يصلون علی نبيك ويسئلونك لآخرتھم ودنياھم جس سے صاف معلوم ہوتا ہے اور کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ ذکر مروجہ فی زماننا کی مجالس ہرگز مراد

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نہیں اور باقی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ سند مجھے نہیں ملی

سترہویں حدیث

امام بزار نے حضرت انسؓ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ اللہ تعالی کے لئے گشت کرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کے **حلقے** ڈھونڈتے ہیں پس جب انکے حلقوں پر آتے ہیں تو انکو گھیرے میں لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! ہم آپکے بندوں میں سے کچھ لوگوں پر آگئے جو آپکے نعمتوں کی عظمت کرتے آپکی کتاب پڑھتے تھے آپکے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے تھے اور آپ سے دنیا اور آخرت کے بارے میں سوال کرتے تھے .... الحدیث

جواب یہ ہے

کہ اس حدیث سے ذکر بالجہر پر استدلال کرنا تجاہل کے سوا کچھ بھی نہیں اسمیں جہر کے لئے کوئی ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے ذکر مروجہ میں تو لا الہ الا اللہ ہوتا ہے یا کوئی اور کلمات ہوتے ہیں اللہ تعالی کے نعمتوں کا ذکر یا تلاوت قرآن اور درود شریف یاد دنیا و آخرت کا کچھ سوال وذکر نہیں ہوتا حدیث سے تو مجالس علم اور درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کی مجالس مراد ہیں کہ یہ بھی ذکر کے مجالس ہیں

دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی زائدہ بن ابی الرقاد ہے جو ضعیف ہے، منکر الحدیث ہے اس سے استدلال کرنا صحیح

نہیں

علامہ ابن حجرؒ یوں رقمطراز ہیں :

زائدة بن ابی الرقاد بضم الراء ثم قاف الباهلی ابو معاذ البصری الصير فی منكر الحديث من الثامنة (تقریب ص ۳۰۷ ج۱) -

زائدہ بن ابی الرقاد راء کے ضمہ کے ساتھ اور پھر قاف کے ساتھ باہلی ابو معاذ بصری صیرفی منکر الحدیث ہے آٹھویں طبقے سے ہے اور تھذیب التھذیب میں یوں لکھتے ہیں :

و قال ابو حاتم يحدث عن زياد النميری عن انس احاديث مرفوعة منكرة و لا ندری منه او من زياد و لا اعلم روى عن غير زياد فكنا نعتبر بحديثه و قال البخاری منكر الحديث و قال ابو داؤد لا اعرف خبره و قال النسائی لا ادری من هو - قلت و قال ابو احمد الحاكم حديثه ليس بالقائم و قال النسائی فی كتاب الضعفاء منكر الحديث وقال فی الكنى ليس بثقة و قال ابن حبان يروی المناكير عن المشاهير لا يحتج بخبره و لا يكتب الا للاعتبار و قال ابن عدی يروی عنه المقدمی و غيره احاديث افرادات و فی بعض احاديثه ما ينكر -

(تهذيب التهذيب ص ۳۰۶،۳۰۵ ج۳) -

اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ زیاد النمیری سے ہے اور وہ حضرت انسؓ سے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مرفوعا منکر احادیث روایت کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ منکر احادیث اس سے ہیں یا زیاد سے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ وہ زیاد کے علاوہ کسی غیر سے روایت کرتا ہے پس ہم انکی حدیث اعتبار کے لئے ذکر کرتے تھے اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے اور امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ میں آپ کا خبر نہیں جانتا اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے میں کہتا ہوں کہ ابو احمد امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ آپکے حدیث قوی نہیں، صحیح نہیں اور امام نسائیؒ نے کتاب الضعفاء میں کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے اور کتاب الکنی میں کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ مشاہیر سے منکر روایات نقل کرتے ہیں اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی اور اس کی احادیث اعتبار کے طور پر لکھی جا سکتی اور ابن عدی نے کہا ہے کہ مقدمی وغیرہ اس سے منفرد احادیث نقل کرتے ہیں اور آپکی بعض احادیث میں نکارت ہے

علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں

زائدة بن ابی الرقاد ابو معاذ عن زیاد النمیری ضعیف۔ و قال البخاری منکر الحدیث ... و قال النسائی لا ادری ما ھو (میزان الاعتدال ص ٦٥ ج٢)۔

امام بخاریؒ لکھتے ہیں

زائدة بن ابی الرقاد عن زیاد النمیری و ثابت منکر الحدیث

سمع منه محمد بن ابی بکر کنیته ابو معاذ الباھلی (التاریخ الکبیر ص ٤٣٣ ج٣ ترجمه ١٤٤٥)۔

الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں:

حدثنا عبدالرحمن قال سألت ابی عن زائدة بن ابی الرقاد فقال یحدث عن زیاد المنیری عن انس احادیث مرفوعة منکرة فلاندری منه او من زیاد و لا اعلم روی عن غیر زیاد فکنا نعتبر بحدثیه (کتاب الجرح والتعدیل ص٦١٣ ج٣ ترجمه ٢٧٧٨)۔

عبدالرحمٰن نے ہمیں بیان کیا ہے کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ ابو حاتم سے زائدہ بن ابی الرقاد کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ یہ زیاد النمیری سے اور وہ حضرت انسؓ سے مرفوعا منکر احادیث روایت کرتے ہیں تو ہم نہیں جانتے کہ یہ اس سے ہیں یا زیاد سے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ زیاد کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتا ہے تو ہم اس کی احادیث اعتبار کے لئے روایت کرتے ہیں یعنی احتجاج کے لئے نہیں

علامہ محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنی محمد بن عثمان بن ابی شیبة قال سمعت علی بن المدینی قال زائدة بن ابی الرقاد روی منا کیر۔ حدثنی آدم بن موسی قال سمعت البخاری قال زائدة بن ابی الرقاد عن زیاد النمیری منکر الحدیث۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ج٢ ص ٤٣٧ ترجمه ٥٣١)۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الامام الحافظ عبد اللہ بن عدیؒ لکھتے ہیں :

سمعت ابن حماد یقول قال البخاری زائدة بن ابی الرقاد عن زیاد النمیری منکر الحدیث ...... یروی عنه المقدمی و القواریری و محمد بن سلام و غیرهم و هی احادیث افرادات و فی بعض احادیثه ما ینکر ۔

الشیخ عبد العزیز عز الدین السیر وانیؒ لکھتے ہیں :

زائدة بن ابی الرقاد ابو معاذ منکر الحدیث ۔ المجموع فی الضعفاء و المتروکین ص ۱۰۷ القسم الاول الضعفاء و المتروکون للنسائی ، ترجمه ۲۱۹ ۔

دوسرا ضعیف راوی زیاد بن عبد اللہ النمیری ہے

اسی طرح اس حدیث میں دوسرا ضعیف راوی زیاد بن عبد اللہ النمیری ہے جو ضعیف ہے لا یحتج حدیثہ ہے ...... اس راوی پر پورا کلام اور جرح حدیث نمبر آٹھ میں دیکھئے ، وہاں تفصیل گزر چکی ہے

اٹھارھویں حدیث

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ما غنیمة مجالس الذکر قال الجنة (ساحة الفکر ص ۲۳) کہ مجالس ذکر کا بدلہ کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ہے

پہلا جواب :

اس حدیث میں ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے اور لفظ مجالس الذکر سے استدلال کرنا سینہ زوری کے علاوہ کچھ بھی نہیں اس سے مجالس کی اثبات ہو سکتا ہے ، جہر کی نہیں ۔

دوسرا جواب :

اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس میں ایک راوی ہے عبد اللہ بن لهیعه جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ، قابل حجت نہیں ۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

...... قال روح بن صلاح لقی ابن لهیعة اثنین و سبعین تابعیا وقال البخاری عن الحمیدی کان یحیی بن سعید لا یراه شیئا ۔ وقال ابن المدینی عن ابن مهدی لا احمل عنه قلیلا و لا کثیرا ۔ وقال محمد بن المثنی ما سمعت عبد الرحمن یحدث عنه قط ...... وقال البخاری ترکه یحیی بن سعید و قال ابن مهدی لا احمل عنه شیئا و قال یحیی بن حسان رأیت مع قوم جزأ سمعوه من ابن لهیعة فنظرت فاذا لیس هو من حدیثه فجئت الیه فقال ما اصنع یجیئونی بکتاب فیقولون هذا من حدیثك فاحدثهم وقال ابن قتیبة کان یقرأ علیه ما لیس من حدیثه یعنی فضعف بسبب ذلك ۔ و قال ابن المدینی ۔ ۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بشر بن السری لو رأیت ابن لهیعةلم تحمل عنه وقال
عبدالکریم بن عبدالرحمن النسائی عن ابیه لیس بثقة و قال
ابن معین کان ضعیفا لا یحتج بحدیثه کان من شاء یقول له
حدثنا ...... قال الخطیب فمن ثم کثرت المناکیر فی روایته
لتساهله ۔ وقال ابن ابی حاتم سألت ابی و ابازرعة من الافریقی
وابن لهیعةایهما احب الیك (الیکما) فقالا جمیعا ضعیفان و ابن
لهیعةامره مضطرب یکتب حدیثه علی الاعتبار قال
عبدالرحمن قلت لابی اذا کان من یروی عن ابن لهیعة یحتج
به قال لا قال ابوزرعةکان لا یضبط ۔ وقال ابن عدی حدیثه
کانه نسیان فهو ممن یکتب حدیثه ۔وقال محمد بن سعد کان
ضعیفا ۔ وقال مسلم فی الکنی ترکه ابن مهدی و یحیی بن
سعید ووکیع وقال الحاکم ابو احمد ذاهب الحدیث ۔ وقال
ابن حبان سبرت اخباره فرأیته یدلس عن اقوام ضعفاء علی
اقوام ثقات قدرآهم ۔

...... روح بن صلاح نے کہا ہے کہ ابن لہیعہ نے بہتر (۷۲) تابعین
سے ملاقات کی ہے اور امام بخاریؒ امام حمیدیؒ سے روایت کرتے ہیں
کہ سعید بن یحییٰ اسکو کچھ چیز بھی نہیں جانتا تھا اور ابن المدینی ابن
مھدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ،اس سے روایت کم ہو یا زیادہ نہیں

لیتا اور محمد بن المثنی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن سے کبھی بھی
نہیں سنا کہ اس سے حدیث بیان کی ہو اور امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس کو
یحییٰ بن سعید نے ترک کیا ہے اور ابن مھدی کہتے ہیں کہ میں اس سے
کوئی حدیث نہیں لیتا اور یحییٰ بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ایک قوم
کے ساتھ ایک جزء دیکھی جو انھوں نے ابن لہیعہ سے سنی تھی میں نے
دیکھا تو وہ آپکی حدیث نہیں تھی تو میں آپکے پاس آیا (اور یہ واقعہ بیان کیا
......) تو آپ نے کہا کہ میں کیا کروں یہ لوگ کتاب لاتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ یہ آپ کی احادیث ہیں تو میں ان کو یہ حدیثیں بیان کرتا ہوں اور ابن
قتیبہ کہتے ہیں کہ آپ پر وہ حدیثیں پڑھی جاتی تھیں جو آپکے نہیں
ہوتیں سو اس وجہ سے یہ ضعیف ہیں اور ابن المدینی کہتے ہیں کہ مجھے بشر
بن السری نے کہا ہے کہ اگر آپ ابن لہیعہ دیکھتے تو اس سے آپ علم
نہیں لیتے اور عبدالکریم بن عبدالرحمٰن نسائی اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ ضعیف تھا اس کے
احادیث سے حجت نہیں کی جا سکتی جو بھی چاہتے تھے یہ اسکو حدثنا کہتے تھے
(یعنی کوئی تحقیق نہیں کرتے)...... خطیب کہتے ہیں کہ اس وجہ سے آپ
کے تساھل کے باعث آپکی روایت میں بہت سے منکر روایات ہیں اور ابن
ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اور امام ابو زرعہ سے افریقی اور ابن
لہیعہ کے بارے میں پوچھا کہ تمہیں ان دونوں میں کوئی پسند ہے ؟ تو

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دونوں نے کہا کہ یہ ضعیف ہیں اور ابن لھیعہ کا شان مضطرب ہے آپکی حدیث اعتبار کے لئے لکھی جاسکتی ہیں (استدلال کے قابل نہیں)
عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہا کہ جب ابن لھیعہ سے عبداللہ بن المبارک جیسے لوگ روایت کریں تو وہ قابل حجت ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں امام ابو زرعہ کہتے ہیں کہ وہ یاد نہیں رکھ سکتا (یعنی قوت حافظ خراب تھی) اور ابن عدی نے کہا ہے کہ آپکی احادیث گویا نسیان ہے،
بس لکھی جاسکتی ہیں (استدلال اس سے نہیں کی جاسکتی) اور محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ ضعیف تھے اور امام مسلم الکنی میں کہتے ہیں کہ ابن مہدی نے آپ (سے روایت کرنے) کو ترک کردیا اور یحیی بن سعید اور وکیع نے بھی اور ابو احمد امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ ذاھب الحدیث ہے اور ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی احادیث کو معلوم کیا تو میں نے اسکو اس طرح پایا کہ ضعفاء لوگوں سے ثقات پر تدلیس کرتے ہیں جن کو آپ نے دیکھا ہے

الامام الحافظ عبد اللہ بن عدی الجرجانی لکھتے ہیں

ثنا محمد بن علی السکری ثنا عثمان بن سعید قلت ليحي بن معين كيف رواية ابن لهيعة عن ابى الزبير عن جابر ؟ قال ابن لهيعة ضعيف الحديث۔ قال عثمان وفى موضع آخر۔ ابن

لهيعة كيف حديثه عندك ؟ قال ضعيف۔ ثنا ابن حماد ثنا معاوية عن يحي قال عبدالله بن لهيعة بن عقبة الحضمى ضعيف۔ ثنا ابن ابى بكر ثنا عباس عن يحي قال ابن لهيعة لا يحتج بحديثه۔
ثنا ابن عماد حدثنى صالح بن احمد ثنا على بن المدينى سمعت يحي بن سعيد يقول قال لى بشر بن السّرى لو رايت ابن لهيعة لم تحمل عنه حرفا۔ ...... قال لنا الحميدى عن يحي بن سعيد قال كان لا يراه شيئا ...... قال عبدالرحمن لا احمل عن ابن لهيعة قليلا ولا كثيرا۔ وذكر عند يحي احتراق كتب ابن لهيعة فقال ضعيف قبل ان تحترق وبعد ما احترقت۔ وقال عمرو بن على۔ وعبد الله بن لهيعة كان احترقت كتبه ومن كتب عنه قبل ذلك مثل ابن المبارك و المقبرى اصح ممن كتب بعد الاحتراق وهو ضعيف الحديث۔ سمعت ابن حماد يقول السعدى ابن لهيعة لا يوقف على حديثه ولا ينبغى ان يحتج بروايته او يعتد بروايته وقال النسائى عبد الله بن لهيعة بن عقبة ابو عبد الرحمن المصرى ضعيف (الكامل فى ضعفاء الرجال ص۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ج۵)

عثمان بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین کو کہا کہ ابن لھیعہ ... ابو زبیر عن جابر سے کیسی ہے ؟ اس نے کہا کہ ابن

لھیعہ ضعیف الحدیث ہے اور دوسری جگہ میں عثمان کہتے ہے ؟ کہ میں نے آپکو کہا کہ ابن لھیعہ کی حدیث آپکے نزدیک کیسے ہیں آپ نے فرمایا کہ ضعیف ہیں ابن حماد نے بیان کیا ہے کہ ہمیں معاویہ نے یحیی سے بیان کیا ہے کہ یحیی کہتے ہیں عبداللہ بن لھیعہ بن عقبہ الحضرمی ضعیف ہے ہمیں ابن ابی بکر نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں عباس نے یحیی سے بیان کیا ہے کہ یحیی نے کہا ہے کہ عبداللہ ابن لھیعہ کی احادیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ...... یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے بشر بن السری نے کہا ہے کہ اگر آپ نے ابن لھیعہ کو دیکھا ہوتا تو ایک حرف بھی اس سے نہیں لیتے...... عمرو بن خالد کہتے ہیں کہ ہمیں امام حمیدی نے یحیی بن سعید سے کہا ہے کہ آپ ابن لھیعہ کو کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔

...... عبدالرحمان کہتے ہیں کہ میں ابن لھیعہ سے کچھ بھی نہیں لیتا ہوں نہ کم اور نہ زیادہ اور یحیی بن سعید کے پاس ابن لھیعہ کے کتابوں کی جل جانے کا ذکر ہو گیا تو آپ نے کہا کہ وہ کتابوں کے جل جانے سے پہلے اور جل جانے کے بعد ضعیف تھے

اور عمرو بن علی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن لھیعہ کی کتابیں جل گئی ہیں اور بعض لوگوں نے آپ سے اس واقعے سے پہلے روایت کی ہیں جیسا کہ عبداللہ بن المبارک اور مقبری ہیں وہ ان لوگوں کی روایت سے صحیح ہیں جو کتب جل جانے کے بعد لکھی گئی ہیں اور ابن لھیعہ ضعیف ہے

اور میں نے ابن حماد سے سنا ہے وہ کہتا ہے کہ سعدی نے کہا ہے کہ ابن لھیعہ کی احادیث نہیں پہچانی جاتی اور مناسب نہیں کہ آپ کی روایت سے استدلال کیا جائے یا اس پر اعتماد کیا جائے اور امام نسائی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن لھیعہ بن عقبہ ابو عبدالرحمٰن المصری ضعیف ہے۔

الامام الحافظ الذھبی لکھتے ہیں :

قال ابن معين ضعيف لا يحتج به ـ قال الحميد ى عن يحي بن سعيد انه كان لايراه شيئا ـ نعيم بن حماد سمعت ابن مهدى يقول ما اعتد بشئى سمعته من حديث ابن لهيعة الا سماع ابن المبارك ونحوه ـ ابن مهدى قال لااحمل عن ابن لهيعة شيئا ـ قال احمد كان ابن لهيعة كتب عن المثنى بن المصباح عن عمر وبن شعيب فكان بعد يحدث بها عن عمرو نفسه ـ احمد بن محمد الحضرمى ـ سألت ابن معين عن ابن لهيعة فقال ليس بقوى معاويه بن صالح سمعت يحيى يقول ابن لهيعة ضعيف قال يحى بن سعيد قال لى بشر بن السر ى لو رأيت ابن لهيعة لم تحمل عنه ـ وقال ابن معين هو ضعيف قبل ان تحترق كتبه وبعد احتراقها ـ وقال ابوزرعة سماع الا وائل والاواخر منه سواء الا ان ابن المبارك و ابن و هب كانا يتبعان اصوله و ليس ممن يحتج به ـ و قال النسائى ضعيف و قال احمد بن زهير عن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

يحيى ليس حديثه بذاك القوى - و قال ابوزرعة ، و ابو حاتم امر ه مضطرب يكتب حديثه للاعتبار - و قال الجو زجانى لا نور على حديثه و لا ينبغى ان يحتج به (ميزان الاعتدال ج٢ ص ٤٧٥ ، ج ٢ ص ٤٧٧)-

ترجمہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں -

الامام الحافظ الذهبیؒ لکھتے ہیں :

مورخ الدنیا علامہ ذہبیؒ سیر میں یوں جرح نقل کرتے ہیں :-

لا ريب ان ابن لهيعه كان عالم الديار المصرية ولكن ابن لهيعه تهاون بالاتقان و روى مناكير فانحط عن رتبة الاحتجاج به عندهم (سير اعلام النبلاء ج٨ ص ١٤)-

اسمیں کوئی شک نہیں کہ ابن لہیعہ دیار مصر کا عالم تھا لیکن ابن لہیعہ نے مضبوطی کے بارے میں سستی سے کام لیا اور منکر روایات نقل کیں تو آپ پر احتجاج پکڑنے سے آپ کا درجہ کم ہو گیا آگے لکھتے ہیں

و كان يحيى بن سعيد القطان لا يراه شيئا قاله على بن المدينى ثم قال على سمعت عبد الرحمن بن مهدى و قيل له تحمل عن عبد الله بن يزيد القصير عن ابن لهيعةؒ فقال لا احمل عن ابن لهيعة قليلا و لا كثيرا ...... و قال النسائى ليس بثقة و قال عبد الرحمن بن خراش لا يكتب حديثه و قال ابو زرعة لا يحتج به

عباس عن يحيى بن معين قال ابن لهيعة لا

يحتج به ...... و قال يحيى القطان قال لى بشر بن السرى لو رايت ابن لهيعة لم تحمل عنه حرفا (سير اعلام النبلاء ج٨ ص ١٥ ، ٢١ ، ٢٤)-

علامہ ذہبیؒ اور اس پر متزاد

علامہ ذہبیؒ نے عبداللہ بن لہیعہ کی کئی احادیث نقل کی ہیں ایک حدیث نقل کرنے کے بعد یوں رقمطراز ہیں :

وقال ابن عدى لعل البلاء فيه من ابن لهيعة فانه مفرط فى التشيع (ميزان الاعتدال ج ٢ ص ٤٨٣)-

اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ شاید اس میں خرابی اور مصیبت ابن لہیعہ سے ہو کیونکہ یہ غالی شیعہ ہے

قارئین کرام! یہ ہے اس روایت کا حال جس میں ایسا مجروح راوی ہے اس سے اسدلال از کجا؟

دوسرا راوی راشد بن یحییٰ المعافری

یہ معافری صاحب بھی مجھول راوی ہے علامہ ابن حجر العسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں - راشد بن يحيى و يقال ابن عبد اللہ ابو يحيى المعافرى بصرى عن ابى عبدالرحمن الحبلى و عنه ابن لهيعة و عبد الرحمن بن زياد الافريقى مجهول (تعجيل المنفعة ص ١٥٣ ترجمہ ٢٩٨)-

راشد بن یحییٰ اور کہا جاتا ہے کہ ابن عبد اللہ ابو یحییٰ المعافری

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بصری ہے یہ ابو عبد الرحمن الحبلی سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن لہیعہ اور عبد الرحمن افریقی روایت کرتے ہیں ، یہ مجہول راوی ہے

نوٹ) تعجیل المنفعہ میں بصری لکھا گیا ہے یہ تصحیف ہے، یہ مصری ہے دیکھئے (کتاب الجرح والتعدیل کی حاشیہ ص ۴۸۵ ج ۳)

قارئین کرام! جو روایت مجہول راوی یا ایسے مجروح راوی سے منقول ہو وہ کیسے قابل استدلال ہو سکتی ہے

انیسویں حدیث :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر نکلے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ملائکہ کی جماعتیں ہیں جو ذکر کی مجالس کے پاس ٹھہرتی ہیں تو جنت کی باغیچوں میں کھاتے رہو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے فرمایا: و ما ریاض الجنة؟ قال مجالس الذکر ——— (ساحة الفکر ص ۲۳)۔

اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں اول اس لئے کہ اسمیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے جہر پر استدلال کیا جا سکے اور دوم اس لئے کہ اس کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی عمر بن عبد اللہ المدنی ہے جس پر ائمہ جرح اور تعدیل کا کلام پوری تفصیل کے ساتھ چودھویں حدیث پر تحقیق کے ذیل میں گزر چکی ہے وہاں دیکھئے تاکہ تشفی حاصل ہو جائے۔

خود مولانا عبد الحیؒ لکھتے ہیں :

و فی اسانیدھم کلھا عمر بن عبد اللہ مولی غفرة و قد ضعفه النسائی و ابن معین و قال احمد لیس به بأس و بقیة رواته محتج بھم و الحدیث حسن (ساحة الفکر ص ۲۳)۔

ان سارے محدثین کی اسانیدوں میں غفرہ کا مولی عمر بن عبد اللہ ہے امام نسائی اور ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اسے لابأس بہ کہا ہے اور اس حدیث کے باقی رواۃ پر استدلال درست ہے اور حدیث حسن ہے

" تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جانان پہ جا ملے

قارئین کرام! صرف امام نسائی اور یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف نہیں کہا ہے بلکہ اور کئی محدثین نے اسے ضعیف ، غیر محتج بہ ،یکتب حدیث ،ولیس بالقوی ،یقلب الاخبار ، لا یجوز الاحتجاج بہ ، وغیرہ قرار دیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے

" من نگویم کہ آن مہ کن این کن
مصلحت بین و کار آسان کن

بیسویں حدیث

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ پر ہو گیا ڈھونڈ کر مع اصحابہ ...... الحدیث
(مباحثہ الفکر ص ۲۳)

اس حدیث سے استدلال ذکر بالجہر پر درست نہیں یذکر ذکر یذکر نصر ینصر باب سے نہیں بلکہ یہ باب تفعیل ہے اور لفظ مع تصحیف ہے کتابت کی غلطی ہے امام طبرانی نے یہ روایت معجم الصغیر ج ۲ ص ۱۰۹ میں من اسمہ موسیٰ میں روایت کی ہے اور اس میں لفظ مع نہیں ہے جس سے ذاکرین زمانہ بغلیں بجابجا کر خوشیاں مناتے ہیں بلکہ لفظ مع کی غلطی ثابت ہونے سے ان لوگوں کی عمارت منھدم ہو گئی اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو پند و نصیحت اور وعظ کرتے تھے اور اسمیں تو کسی کو خلاف نہیں اور نہ اس میں جہر ممنوع ہے فرمان الٰہی ہے ثم انی دعوتهم جهارا ثم انی اعلنت لهم و اسررت لهم اسرارا (نوح ۹، ۱۰)۔ عن جابر قال كان رسول اللہ ﷺ اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه حتى كانه منذر جيش...... الحديث۔ (مشکوۃ ص ۱۲۳ مسلم ج ۱ ص ۲۸٤ مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۱ ج ۳ ص ۳۱۹، ج ۳ ص ۳۷۱) وقال النوویؒ يستدل به على انه يستحب للخطيب ان يفخم امر الخطبة وير فع صوته ويجزل كلا مه۔ (نووی شرح المسلم ج ۱ ص ۲۸۵)۔

اس حدیث میں ذکر بالجہر کے لئے کوئی ادنیٰ سا لفظ بھی نہیں تو استدلال از

کجا؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے سند پر محدثین کا کلام ہے اس میں ایک راوی ہے موسیٰ بن عیسیٰ بن المنذر الحمصی جس پر کلام ہے

علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں

آپ اس کے بارے میں امام نسائی سے یوں جرح نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ وكتب النسائی عنه فقال حمصی لا احدث عنه شيئا ليس هو شيئا۔ (لسان المیزان ج ٦ ص ۱۲۷)

اور امام نسائی نے آپ سے حدیث لکھی ہیں تو آپ نے فرمایا ہے کہ وہ حمصی ہے میں اس سے کوئی حدیث روایت نہیں کرتا وہ کوئی چیز بھی نہیں

اسی طرح اس میں دوسرا راوی محمد بن حماد بن زید الحارثی ہے

الامام الحافظ الذھبیؒ لکھتے ہیں

آپ اس راوی کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں

لہ مناکیر (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲۷)

محمد بن حماد بن زید حارثی کوفی ہے احمد بن بشیر سے روایت کرتا ہے ابن مندہ نے کہا ہے کہ اس کے لئے منکر راویات ہیں علامہ ابن حجرؒ نے بھی یہی جرح اسی طرح نقل کیا ہے دیکھئے (لسان المیزان ج ۵ ص ۱٤٦ ترجمہ ٤۹۲)۔

عبدالفتاح ابو غدہؒ لکھتے ہیں :

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ابو غدہ نے سباحۃ الفکر پر تھوڑی سی تحقیق کی ھے - رواہ الطبرانی فی الصغیر وفیہ محمد بن حماد الکوفی وھو ضعیف انتھی واوردہ المنذری فی الترغیب ۳: ۲۱۲ وصدرہ بلفظ وروی اشعار امنہ بضعفہ - سباحۃ الفکر محقق - الناشر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب ص ۵۳ اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے المعجم الصغیر میں روایت کیا ہے اور اس میں محمد بن حماد الکوفی ہے اور وہ ضعیف ہے انتھی -

اور اس حدیث کو امام منذریؒ نے الترغیب والترھیب ۳ : ۲۱۲ میں ذکر کیا ہے اور اس کو بلفظ "وروی" لایا ہے آپ نے اس کے ضعف کو اشارہ کیا ہے اسی طرح اس میں ایک راوی عمر بن ذر الھمدانی ہے جو مختلف فیہ ضعیف ہے -

ابو محمد عبدالرحمٰن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں

ناعبدالرحمن قال سألت ابی عن عمر بن ذر فقال کان صدوقا و کان مرجئًا لا یحتج بحدیثہ وھو مثل یونس بن ابی اسحاق -(کتاب الجرح والتعدیل ج٦ ص۱۰۷ (ترجمہ ۵٦۵) عبدالرحمٰن نے ہمیں بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے عمر بن ذر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور مرجئہ ہے اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور وہ یونس بن ابی اسحاق کی طرح ہے

امام شمس الدین علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں

وقال ابو حاتم صدوق مرجئی لا یحتج بحدیثہ وھو مثل یونس بن ابی اسحاق (سیر النبلاء ج٦ ص ۳۸٦) پھر لکھتے ہیں :قال محمد بن سعد قال محمد بن عبداللہ الاسدی توفی عمر بن ذر فی سنۃ ثلاث وخمسین ومائۃ وکان مرجئاً فمات فلم یشھدہ سفیان الثوری ولا الحسن بن صالح وکان ان شاء اللہ کثیر الحدیث (سیر اعلام النبلاء ج٦ ص۳۸۸) -

محمد بن سعد نے کہا ہے کہ محمد بن عبداللہ الاسدی نے کہا ہے کہ عمر بن ذر ۱۵۳ھ میں وفات ہو چکے ہیں اور وہ مرجئہ تھے جب وہ وفات ہو گئے تو آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے سفیان ثوریؒ اور حسن بن صالح حاضر نہیں ہوئے اور انشاء اللہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے

علامہ حافظ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

آپ نے ابو حاتمؒ اور محمد بن سعدؒ کے اقوال نقل کئے ہیں اور پھر یوں لکھتے ہیں

وقال البردیجی روی عن مجاھد احادیث مناکیر (تھذیب ج۷ ص ٤٤٥) ترجمہ ۷۳۱ -

اور بردیجی نے کہا ہے کہ آپ نے مجاھد (بن جبر) سے منکر احادیث روایت کئے ہیں -

قارئین کرام! عمر بن الھمدانی کوفی بعض کے نزدیک ثقہ ہے جبکہ بعض کے نزدیک لا یحتج بحدیثہ ہے اور جب مجاھد سے روایت کرتا ہے تو منکر روایت

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نقل کرتا ہے اور یہ روایت بھی مجاھد سے کیا ہے لھذا مجاہد کی روایت میں وہ ضعیف ہے خلاصہ یہ کہ اس حدیث کی اسناد میں ضعف ہے جو قابل استدلال نہیں اور جہر کے لئے تو کوئی ادنی سا لفظ بھی نہیں جس سے استدلال کیا جائے۔

اکیسویں حدیث

حضرت عمرو عبسہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالی کے دائیں جانب کچھ لوگ ہوں گے جو نہ انبیاء ہونگے اور نہ شھداء...... یہ مختلف اور انجان لوگ کئی قبیلوں سے ہونگے (جو دنیا میں) یجتمعون علی ذکر اللہ اللہ تعالی کے ذکر پر جمع ہو جاتے تھے (ساحۃ الفکر ص ۲۳، ص ۲۴)۔

یہ حدیث ہمیں سند کے ساتھ کہیں نہیں ملی نہ طبرانی میں اور نہ کسی دوسری کتاب میں شاید کسی قلمی نسخہ میں ہو گی لھذا سند پر کلام نہیں ہو سکتا لیکن اس حدیث سے ذکر بالجھر کیلئے جو کہ فی زماننا رائج ہے استدلال کرنا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں اس ذکر سے مراد تعلیم و تعلم کی مجالس، علماء و طلباء اور مدارس میں قران کریم اور احادیث سیکھنے سکھانے کیلئے اجتماع ہے جن میں مختلف ملکوں، صوبوں، علاقوں اور قبیلوں میں جان پہچان بھی مشکل سے ہوتی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

ومن سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا الى الجنة

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ تعالی یتلون کتاب اللہ ویتدار سونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکر ھم اللہ فیمن عندہ۔ (مسلم ص ۲ باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر کتاب الذکر والدعاء التوبۃ والا ستغفار ابو عبداللہ ولی الدینؒ صاحب مشکوۃ نے یہ حدیث کتاب العلم میں ذکر کی ہے دیکھئے مشکوۃ ص ۳۲، ص ۳۳) اور امام احمد ابن حنبلؒ نے یہ روایت یوں نقل کی ہے...... مامن قوم یجتمعون فی بیت من بیوت اللہ عزوجل یقرء ون ویتعلمون کتاب اللہ عزوجل ...... (الحدیث مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۷) یعنی پڑھتے ہیں اور سیکھتے ہیں:

شارح مشکوۃ حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی اس سے مراد مدارس متعارفہ مراد لئے ہیں دیکھئے حاشیہ مشکوۃ حوالہ مذکورہ اور مرقات ج ۱ ص ۲۷۱ اور نہ صاحب مرقات کا حوالہ قابل فراموش ہے آپ نے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا ہے ولا یتحلقون للاذکار و الصلوات برفع الصوت فی المساجد ولا فی بیوتھم۔ (مرقات ج ۱ ص ۲۶۰) اور نہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین بلند آواز کے ساتھ مساجد میں ذکر اذکار اور درود شریف کے لئے حلقے بناتے تھے اور نہ گھروں میں یہ حلقے بناتے تھے لھذا اس سے ذکر بالجھر جو کہ فی زماننا لوگ کرتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

استدلال کرنا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں

بائیسویں حدیث :

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کچھ لوگ قبروں سے اٹھائیں گے جن کے چہروں میں نور ہوگا...... فقال هم المتحابون فی الله من قبائل شتی وبلاد شتی یجمعون علی ذکر الله یذکرونه -(مساحة الفکر ص ٢٤)-

تو آپ نے فرمایا کہ یہی لوگ مختلف ملکوں اور قبیلوں سے آپس میں فی اللہ محبت کرنے والے ہونگے اللہ تعالی کے ذکر کرنے پر جمع ہو جاتے تھے اللہ تعالی کا ذکر کرتے تھے

اس حدیث کی سند مجھے کہیں نہیں ملی لھذا سند کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں اور اس سے جہر پر استدلال کرنا صحیح نہیں بلکہ اس سے مراد مدارس میں قرآن وحدیث فقہ اور دیگر علوم دینیہ کے سیکھنے سکھلانے پر جمع ہونا ہے جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں بیان کیا گیا

تیئسویں حدیث :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا ہے کہ اکثر واذکر الله حتی یقولوا انه مجنون -(مساحة الفکر ص ٢٤)-

اللہ تعالی ایسی کثرت سے یاد کریں کہ لوگ کہیں یہ مجنون ہے اس حدیث کو ذاکرین بہت جوش وخروش سے پیش کرتے ہیں گویا کہ یہ ان کے لئے سد سکندری ہے حالانکہ اس سے استدلال لایقوم علی ساق ہے اس سے تو مراد کثرت ذکر ہے جس سے کوئی بدبخت منکر ہو سکتا ہے جہر قطعا مراد نہیں اور پھر اس حدیث کی سند پر کلام بھی ہے اس میں ایک راوی دراج بن سمعان ابو السمح ہے جس پر اصحاب الجرح اور محدثین کا اکثر کلام حدیث نمبر سات کے ذیل میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں اور اس سے زیادہ تفصیل یہاں اور بھی دیکھ لیں تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے اور خالص تشفی حاصل ہو جائے وھو اللہ حسبی ونعم الوکیل۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں :

دراج ابو السمح صاحب ابی الهیثم قال احمد وغیره احادیثه مناکیر ووثقه ابن معین وترکه الدار قطنی -(المغنی فی الضعفاء ج١ ص٢٣٨)-

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی لکھتے ہیں

٤٧٢ دراج ابو السمح بصری -حدثنا عبدالله بن احمد قال سمعت ابی یقول دراج ابو السمح احادیثه مناکیر - (کتاب الضعفاء للعقیلی ج٢ ص ٣٩٤)-

الشیخ عبدالعزیز عز الدین السیروان لکھتے ہیں

١٨٧- دراج ابو السمح لیس بالقوی -المجموع فی الضعفاء

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

والمترو کین القسم الاول الضعفاء والمترو کون للنسائی۔

شعیب الارنووط لکھتے ہیں :

آپ نے ریاض الصالحین کی احادیث پر تحقیق و تخریج کی ہے حدیث :

۳۸۲ کی تخریج و تحقیق میں لکھتے ہیں :

الترمذی (۲۶۸۷) من حدیث دراج عن ابی الھیثم ودراج عن فی روایۃ عن ابی الھیثم ضعیف (ریاض الصالحین ص ۵۲۵ کتب خانہ اکرمیہ پشاور)

مولانا عبدالحئی مصنف سباحۃ الفکر اور ذاکرین زمانہ :

ذاکرین مبتدعین زمانہ کو اس رسالۃ سباحۃ الفکر پر بڑا ناز ہے کہ اس میں ہمارے لئے بڑا سرمایہ جمع کیا گیا ہے اس میں ۴۸ احادیث ہیں آیئے دیکھئے کہ مولانا لکھنویؒ ذکر کے بارے میں کیا لکھتے ہیں اور کیسے جہر کے قائل ہیں جس سے مبتدعین ذاکرین کا رویہ عمل بھی طشت ازبام ہو جائے گا سوال وجواب دونوں ملاحظہ کیجئے جس سے کثیر اوھام رفع ہونے کے ضمن میں حدیث دراج کا مقصد بھی واضح ہو جائیگا۔

بآواز بلند ذکر کرنا :

سوال (۱۵۵) بعض لوگ ہر وقت کھڑے اور بیٹھے انتھائی بلند آواز یا گانے کے انداز میں ذکر اللہ کرتے ہیں اور لفظ اللہ کے ہمزہ ولام کے درمیان مد کا اضافہ کرتے ہیں اور ہ کو مد کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں ھو، ہا، ھی، اور حلق سے نکال کر کہتے ہیں حیّ اور کبھی وجد میں ناچتے اور کودنے

لگتے ہیں اور کبھی تالیاں بجاتے ہوئے زمین پر گر پڑتے ہیں اور ایسے اشعار پڑھتے ہیں جو نفس میں ہیجان اور نشاط وغیرہ پیدا کر دیتے ہیں اور ایسے تمام امور کرتے ہیں جو اس زمانے کے مریدین کیا کرتے ہیں پس ان افعال کا کرنا اور چھوڑنا کیسا ہے اور جواز کی صورت میں سنت ہے یا غیر سنت اور ایسے لوگوں پر انکار کرنا کیسا ہے اور ان امور کی کتاب وسنت میں کوئی اصل ہے یا نہیں اور مشائخ طریق کو سب وشتم کرنا جائز ہے یا نہیں......

جواب : مندرجہ ذیل امور کے ارتکاب کرنے والوں پر انکار کرنا ضروری ہے انتھائی بلند آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے جیسا کہ بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد احمد بن شیبہ نے روایت کیا موسی اشعری سے۔

قال کنا مع رسول اللہ ﷺ فی غزاۃ فجعلنا لا نھبط وادیا ولا نصعد شرفا الا رفعنا اصواتنا بالتکبیر فدنا منا وقال ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصما ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا ان الذی تدعونہ اقرب الیکم من عنق راحلۃ احدکم۔

اور اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ ایک حدیث ذکر جہری پر دلالت کرتی ہے ارشاد ہے اذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون جواب یہ ہے کہ نفس جہر کو ہم بھی جائز کہتے ہیں اختلاف جہر مفرط میں ہے اور حدیث کی دلالت جہر پر ہے ہی نہیں (حدیث کی دلالت جہر پر ہے ہی نہیں حصر کے الفاظ ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عبد المقدس)اور آیات دلالت کرتی ہیں ذکر سری کے مستحب ہونے پر اور یا ایسادرمیانہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ جو جہر و سر کے درمیان ہو قول باری ہے ادعوربکم تضرعاوخفیۃ انہ لایحب المعتدین : پکارو اپنے رب کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے (ذاکرین زمانہ مصنف سباحۃ الفکر سے آیت کا معنی بار بار پڑھ کر خوف خدا کر کے سوچیں

ع اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو عبد المقدس)

دوسری جگہ ارشاد باری ہے واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخفية ودون الجهر من القول بالغدو ولا صال ولا تكن من الغا فلين اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑ گڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر امام رازیؒ قول باری واذکرربک فی نفسک کی تفسیر میں فرماتے ہیں واذكر ربك فی نفسك اذكر خفيه وسرا ومعنى قوله ودون الجهر دون الجهر المفرط و المراد منه ان يقع الذكر بحيث يكون بين المخافة والجهر انتهی۔ دوسری آیت ھے ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا (بیهقی شعب الایمان) میں معدن مالک سے مرفوعاروایت کرتے ہیں

خیر الذکر خفی وخیر الرزق ما یکفی نہایہ شرح ہدایہ میں ہے المستحب عندنا فی (اذکار الاخفاء)الا فی ما تعلق باعلانہ مقصود کالاذان والتلبیۃ انتھی اور بہت سے حنفیہ نے اس کی صراحت کی صاحب ہدایہ بھی فرماتے ہیں ا ن الجهر بالذكر بدعة والا صل فيه الاخفاء (والحمدالله على ذلك)

تھیں غیر کی نظروں میں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا

آخر کو ہم دونوں در جانان پہ جا ملے عبد المقدس

والحاصل ان الجهر وان كان جائز الكن المغر ط منه منهی عنه والسر افضل من الجهر الغير المفرط ايضا خدا کے لئے مقام تدبر ہے کیا یہ خط کشیدہ الفاظ ان لوگوں کے لئے کافی نہیں ؟ :

اپنی ہر بات کو تول اس میں تردد کیسا

تیرے سینے میں امین دل ہے ترازو کی طرح

كيف والجهر المفرط يستلزم مفا سد منها ايقاظ النيام ومنها شغل قلوب المصلين وهو يفضى الى سهوهم ومنهاترك الخشوع عما ينبغى الى غير ذلك من المفاسد التى لا تحصى اگر تفصیل دیکھنی ہو تو میرے رسالہ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر مطالعہ کیجئے انتھی الی موضع الضرورۃ مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحی اردو ص ۱۹۱، ۱۹۲، ان

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

آخری الفاظ کا ترجمہ سنئے جہر مفرط کیسے جائز ہو حالانکہ جھر مفرط بہت سے مفاسد کو مستلزم ہے بعض ان میں سے نیندوالوں کا خواب سے بیدار ہونا ہے اور ان میں سے نماز پڑھنے والوں کے دلوں کو مشغول کرنا ہے جو انکی خطا تک پہنچتی ہے اور ان میں سے ترک عاجزی ہے جو ضروری ہے اسکے سوا اور بہت سے مفاسد ہیں جو شمار میں نہیں آتے جھر اور اخفاء کی حد اور تعریف پہلے ذکر کی گئی ہے کہ ابو جعفر الھندوانیؒ کے نزدیک اخفاء یہ ہے کہ ان یسمع نفسہ کہ اپنے آپ کو سنائے اور جھر یہ ہے ان یُسمع غیرہ کہ غیر کو سنائے اور امام کرخیؒ کے نزدیک ادنی جھر یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے تفصیل جھر اور اخفاء کی حد عنوان کے تحت دیکھئے

اب یہ لوگ خوف خدا اور قبر کی وحشت اور میدان قیامت کی ہیبت اور عدل و انصاف کو دامنگیر کر کے سوچیں کہ حق کس کے پاس ہے اور بدعات میں کون غرقاب ہیں

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم ۔

چوبیسویں حدیث :

امام طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اذکروا وذکر اللہ اللہ ذکرا حتی یقول المنافقون انکم تراؤون کہ اللہ تعالی کو اسی طرح یاد کیجئے کہ منافقین کہے آپ ریاکار ہیں

(سیاحۃ الفکر ص ۲۴)

ایک جواب تو یہ ہے

کہ اس حدیث میں تو کوئی ایک لفظ بھی نہیں جو جھر پر دلالت کرے اس سے مراد تو کثرت ذکر ہے جو قران حکیم کا بھی ارشاد ہے :

واذکر ربك کثیرا وسبح بالعشی والابکار (عمران - ٤١)

یایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا ۔ (الاحزاب - ٤١-٤٢)

الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما (الاحزاب - ٣٥) ۔

کثرت ذکر سے کون شقی منکر ہو سکتا ہے مخلص مؤمن قائل ہو گا بات جھر میں ہے اور جھر ثابت نہیں ہو سکتا ۔

دوسرا جواب یہ ہے :

کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسکی سند میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر الجفری ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں :

الحسن بن ابی جعفر الجفری بضم الجیم وسکون الفاء البصری ضیعف الحدیث مع عبادتہ وفضلہ من السابعۃ مات سنۃ سبع وستین (تقریب التھذیب ج١ ص ٢٠١) ۔

حسن بن ابی جعفر الجفری جیم کے ضمہ اور فاء کے سکون سے بصرہ کے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

رہنے والا اپنی فضیلت اور عبادت کے ساتھ حدیث میں ضعیف ہے
ساتویں طبقے سے ہے سن ۱۶۷ھ میں وفات ہو گیا ہے
سن وفات میں غلطی واقع ہو گئی ہے امام بخاریؒ نے سن وفات ۱۶۷ھ ذکر کیا ہے دیکھئے التاریخ الکبیر ج ۲ ص ۲۸۸ ترجمہ ۲۵۰۰ وکذا قال فی التھذیب ج ۲ ص ۲۶۰ اور تھذیب میں لکھتے ہیں :

قال عمر وبن علی صدوق منکر الحدیث کان یحي بن سعید لا یحدث عنه وقال اسحاق بن منصور ضعفه یحي بن سعید وغیره وقال النسائی ضعیف وقال فی موضع آخر متروک ......قلت وقال الساجی منکر الحدیث ...... وقال علی بن المدینی کان الحسن یھم فی الحدیث وقال ایضا ضعیف" ضعیف" وقال العجلی ضعیف الحدیث وقال الآجری عن ابی داؤد لم یکن بجید العقدة وقال فی موضع آخر ضعیف لااکتب حدیثه انکار وقال وقال عن ابی زرعة لیس بالقوی فی الحدیث وکذاقال الدار قطنی وقال ابن حبان من خیار عباد الله الخشن ضعفه یحي وترکه احمد وکان من التعبدین المجابین الدعوة ولکنه ممن غفل عن صناعة الحدیث وحفظه فاذا احدث وھم وقلب الاسانید وھولا یعلم حتی صار ممن لا یحتج به وان کان فاضلا۔

maktabatulishaat.com

(تھذیب التھذیب ص ۲۶۰، ۲۶۱ ج ۲)۔

عمرو بن علی نے کہا ہے کہ یہ سچا اور منکر الحدیث ہے یحییٰ بن سعید آپ سے حدیث بیان کرتے تھے اور اسحاق بن منصور نے کہا ہے کہ امام احمد نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ یہ منکر حدیث والا ہے اور امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اُسے ضعیف بتایا ہے اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور ایک جگہ میں کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے...... میں کہتا ہوں کہ ساجی نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے...... اور علی بن المدینی نے کہا ہے کہ حسن حدیث میں وھم کرتے تھے اور اسی طرح کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے ضعیف ہے اور عجلی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث ہے اور آجری نے امام ابو داؤد سے روایت کیا ہے کہ یہ جید مضبوط علم والا نہیں تھا اور ایک جگہ میں ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا ہے کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہے اور یہ بوڑھا تھا اور آپ کے بعض حدیثوں میں نکارت ہے اور آپ نے ابوذرعہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہے اور اسی طرح امام دار قطنی نے کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بہترین سخت بندوں میں سے تھا یحییٰ نے آپکو ضعیف قرار دیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نہایت عبادت گزار اور مقبول الدعاء بندوں میں سے تھا لیکن فن حدیث اور حفظ حدیث میں غفلت کرنے والوں میں سے تھا پس جب

Scanned by CamScanner

حدیث بیان کرتا تو وھم میں پڑ جاتا اور سندوں میں نہ سمجھتے ہوئے قلب کرتا تھا یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے بن گیا جن پر استدلال نہیں کیا جاتا اگرچہ وہ بہتر آدمی تھا۔

الامام الحافظ الذھبی لکھتے ہیں:

قال الفلاس صدوق منکر الحدیث وقال ابن المدینی ضعیف ضعیف وضعفه احمد والنسائی وقال البخاری منکر الحدیث وقال ابن معین لیس بشئی قال ابن حبان کان الجفری من المتعبدین المجابین الدعوۃ ولکنه ممن غفل عن صناعة الحدیث فلا یحتج به میزان (الاعتدال ج ۱، ص ۴۸۲، ۴۸۳)۔

ترجمہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں)

امام بخاری لکھتے ہیں:

منکر الحدیث۔ قال اسحاق ضعفه احمد۔ (التاریخ الکبیر ج ۲ ص ۲۸۸ ترجمہ ۲۵۰۰)۔

الامام الحافظ ابن عدی الجرجانی لکھتے ہیں:

وحدثنا ابن حماد قال حدثنا عباس عن یحي قال الحسن الجفری لیس بشئی۔ اخبر الساجی قال ثنا بکر بن سعید حدثنی محمد بن علی المدینی سمعت ابی یقول ترکت حدیث الحسن بن ابی جعفر الجفری لانه شجّ امه۔ حدثنا الجنید ی قال حدثنا

البخاری قال الحسن بن ابی جعفر الجفری بصری وھو الحسن بن عجلان منکر الحدیث۔ وقال البخاری ضعفه احمد۔ سمعت ابن خماد یقول قال السعدی الحسن بن ابی جعفر ضعیف واھی الحدیث۔ وقال عمر وبن علی۔ الحسن بن ابی جعفر رجل صدوق منکر الحدیث وھو الحسن بن عجلان یکنی ابا سعید وکان عبدالرحمن یحدث عنه وکان یحي لا یحدث عنه وقال النسائی فیما اخبرنی به محمد بن العباس عنه قال الحسن بن ابی جعفر متروك الحدث۔ (الکامل ج ۳ ج ۱۳۳، ۱۳۴)۔

.....کہ یحي نے کہا ہے کہ حسن الجفری لیس بشئی ہے.....کہ میں نے اپنے باپ علی المدینی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حسن بن ابی جعفر الجفری کی حدیث چھوڑ دی ہے اس لئے کہ اس نے اپنی ماں کو زخمی کیا تھا ہمیں جنیدی نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمیں امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی جعفر الجفری بصری حسن بن عجلان ہے یہ منکر الحدیث ہے اور امام بخاریؒ کہتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور میں نے ابن حماد سے سنا ہے وہ کہتا ہے کہ سعدی کہتا تھا کہ حسن بن ابی جعفر ضعیف اور واھی الحدیث ہے اور عمرو بن علی نے کہا ہے کہ حسن بن ابی جعفر سچا آدمی اور منکر حدیث والا ہے اور یہ حسن بن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عجلان ہے جس کا کینہ ابو سعید بھی بتایا گیا ہے اور عبد الرحمن اس سے حدیث بیان کرتے تھے اور یحیی آپ سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے اور امام نسائی جس میں ہمیں محمد بن عباس نے خبر دی ہے فرمایا ہے کہ حسن بن ابی جعفر متروک الحدیث ہے

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنی آدم بن موسی قال سمعت البخاری یقول الحسن بن ابی جعفر الجفری البصری عن ابی الزبیر منکر الحدیث وهو الحسن بن عجلان۔

حدثنا محمد بن عیسی قال حدثنا العباس بن محمد قال سمعت یحي بن معین یقول الحسن بن ابی جعفر الجفری لیس بشئی۔

حدثنا محمد بن عیسٰی قال حدثنا محمد بن علی الوراق قال سألت ابا عبدالله عن الحسن بن ابی جعفر فقال ضعیف۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی ج۱ ص ۲٤۱،۲٤۰)۔

الشیخ عبدالعزیز عزالدین السیروانیؒ لکھتے ہیں :

حسن بن ابی جعفر الجفری متروك الحدیث بصری۔

المجموع فی الضعفاء والمتروکین ص ۸۷ ترجمه ۱۵۵ القسم الاول الضعفاء و المتروکون للنسائی۔

چھبیسویں حدیث :

شعب الایمان میں امام بیہقیؒ نے مرسل مرفوع حدیث نقل کی ہے اکثر واذکر الله حتی یقول المنا فقون انکم مراؤن کہ اللہ تعالی کو اس طرح کثرت سے یاد کرو کہ منافقین بولیں تم ریاکاری کرنے والے ہو

(سباحۃ الفکر ص ۲۴)

<u>پہلا جواب :</u>

یہ ہے کہ اس حدیث میں جہر ثابت کرنے کے لئے ایک لفظ تک بھی نہیں اس میں تو کثرت سے ذکر کرنے ترغیب ہے جہر از کجا؟

<u>دوسرا جواب یہ ہے</u>

کہ حدیث میں ایک راوی سعید بن زید بصری ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں :

صدوق له اوهام من السابعة (تقریب ص ۲۵۳)

سچا ہے اس کے اوھام ہیں ساتویں طبقے سے ہیں اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں :

قال عبدا لله بن احمد عن ابیه لیس به بأس و کان یحي بن سعید لا یستمریه وقال ابن المدینی سمعت یحي بن سعید یضعفه جدا فی الحدیث وقال الآ جری عن ابی داؤد کان یحي بن سعید یقول لیس بشئی۔ وقال ابو حاتم والنسائی لیس بالقوی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

وقال الجوز جانی یضعفون حدیثه ولیس بحجة ـ وقال ابو بکر البزار لین وقال فی موضع آخر لم یکن له حفظ وقال الدار قطنی ضعیف ـ (تهذیب التهذیب ج ٤ ص ٣٣،٣٢)

عبداللہ بن احمد اپنے باپ سے کہتا ہے کہ یہ لاباس بہ ہے اور یحیٰ بن سعید اس کو اچھا نہیں جانتا اور ابن المدینی نے کہا ہے کہ میں نے یحیٰ بن سعید سے سنا ہے کہ اس کو حدیث میں نہایت ضعیف قرار دیتا تھا اور آجری امام ابوداؤد کے حوالے سے کہتا ہے کہ یحیٰ بن سعید کہتے تھے کہ یہ لیس بشئی ہے اور ابو حاتم اور امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے اور امام جوزجانی نے کہا ہے کہ (محدثین) اسکی احادیث ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ حجت نہیں ہے (یعنی اس سے استدلال نہیں کی جا سکتی) اور ابو بکر البزار نے کہا ہے کہ یہ لین فی الحدیث ہے اور ایک جگہ میں فرمایا ہے کہ اسکا حافظ نہیں تھا اور امام دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن اسماعیل قال حدثنا العباس بن عبدالعظیم قال حدثنا علی بن عبداللہ قال سمعت یحیی ضعف سعید بن زید اخا حماد بن زید فی الحدیث جدا واخذ شیئا من الارض فقال مایسوی هذه و قال حدثنی و کلمته ـ حدثنا عبداللہ بن احمد قال سألت ابی عن سعید بن زید اخو حماد بن زید فقال لیس به

بأس و کان یحیی بن سعید لا یستمرئه ـ حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبة قال سألت یحیی بن معین عن سعید بن زید فقال ضعیف (کتاب الضعفاء للعقیلیؒ ج٢ ص٤٦٧)۔

علی بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے یحیٰ سے سنا ہے کہ وہ حماد بن زید کے بھائی سعید بن زید کو حدیث میں نہایت ضعیف قرار دیتا تھا اور زمین سے کوئی چیز اٹھا کر کہا کہ وہ اسکے برابر بھی نہیں اور کہا کہ اس نے مجھے حدیث بیان کیں ہیں اور میں نے اس سے باتیں کی ہیں عبداللہ بن احمد نے ہمیں بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبلؒ سے سعید بن زید حماد بن زید کے بھائی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ لاباس بہ ہے اور یحیٰ بن سعید اس کو اچھا نہیں جانتا (باعزت نہیں جانتا) ہمیں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے یحیٰ بن معین سے سعید بن زید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

امام الحافظ عبداللہ بن عدی الجوزجانیؒ لکھتے ہیں

حدثنا ابن حماد ...... سمعت یحیی بن سعید یضعف سعید بن زید اخا حماد بن زید فی الحدیث جدا ـ ثم قال حدثنی و حدثته ـ سمعت ابن حماد یقول قال السعدی سعید بن زید اخو حماد بن زید یضعفون حدیثه ولیس بحجة و قال النسائی فیما اخبرنی محمد بن العباس عنه قال سعید بن زید بصری لیس بالقوی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حدثنی ابن حماد حدثنی عبدا للہ قال سألت ابی عن سعید بن زید اخی حماد ابن زید قال لیس بہ بأس و کان یحیي بن سعید لا یستمرئہ(کتاب الضعفاء لابن عدی ص ۴۲۲ ج۴ترجمہ ۷۴/ ۸۰۶)-

ابن حماد نے ہمیں بیان کیا ہے...... میں نے یحیٰ بن سعید سے سنا ہے وہ سعید بن زید کو جو حماد بن زید کا بھائی ہے حدیث میں نہایت ضعیف قرار دیتا تھا پھر فرمایا کہ اس نے مجھے حدیث بیان کی ہیں اور میں نے اسے حدیث بیان کی ہیں میں نے ابن حماد سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ سعیدی نے کہا کہ حماد بن زید کا بھائی سعید بن زید محدثین اس کے حدیث ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ حجت نہیں اور امام نسائی نے کہا ہے کہ محمد بن العباس نے اس کے بارے میں مجھے جس بیان میں خبر دیا ہے فرمایا ہے کہ محمد بن زید بصری قوی نہیں ہے-

ابن حماد نے مجھے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ (امام احمد بن حنبلؒ) سے حماد بن زید کے بھائی سعید بن زید کے بارے میں پوچھا آپ نے کہا کہ یہ لابأس بہ ہے اور یحیٰ بن سعید اسکو اچھا نہیں جانتا تھا(الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۳۲۲ ج ۴)-

الامام الحافظ ابن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں :

حدثنا عبدالرحمن نا صالح بن احمد بن محمد بن حنبل نا علی یعنی ابن المدینی قال سمعت یحیي یعنی القطان ضعف

سعید بن زید اخا حماد بن زید فی الحدیث جدا - حدثنا عبدالرحمن انا عبداللہ بن احمد بن محمدبن حنبل فیما کتب الی قال سألت ابی عن سعید بن زیداخی حماد بن زید فقال لیس بہ بأس - عباس الدوری قال سمعت یحیي بن معین یقول سعید بن زید اخو حماد بن زید لیس بقوی قلت یحتج بحدیثہ ؟ قال یکتب حدیثہ (کتاب الجرح والتعدیل ج۴ ص ۲۱)-

ترجمہ کی ضرورت نہیں صرف آخری عبارت کا ترجمہ لکھتا ہوں میں نے کہا اس کی احادیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے آپ نے کہا اس کی احادیث لکھی جاسکتی ہیں (یعنی استدلال اس سے صحیح نہیں)

حافظ الدنیا علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

قال علی عن یحیي بن سعید ضعیف - قال السعدی لیس بحجة یضعفون حدیثہ - وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی - وقال احمد لا بأس بہ - کان یحیي بن سعید لا یستمرئہ(میزان الاعتدال ج۲ ص ۱۳۸-)

اور الکاشف میں لکھتے ہیں : قال جماعة لیس بالقوی ووثقہ ابن معین (الکاشف ج ۱ ص ۲۸۶)ایک جماعت نے اس کو غیر ثقہ بتایا ہے اور ابن معین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے خلاصہ یہ کہ اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

چھبیسویں حدیث

بقی بن مخلد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو مجلسوں پر ہوا احد ھما یدعون اللہ ویرغبون الیہ والآخر یعلمون العلم ان میں سے ایک مجلس کے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے اور اسے رغبت کرتے تھے اور دوسری مجلس کے لوگ علم پڑھتے تھے سیکھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں مجلس بہتر ہیں اور دونوں میں سے ایک افضل ہے (سباحۃ الفکر ص ۲۴،۲۵)

اس حدیث کی سند مجھے کہیں نہیں ملی لہذا سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا لیکن اس حدیث میں ایسا کوئی لفظ بھی نہیں جس سے جہر الذکر ثابت ہو سکے اسمیں تو دونوں مجلسوں کی فضیلت اور ایک کی افضلیت کا بیان ہے جو علم کی مجلس ہے جیسا کہ اسی طرح حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بھی مروی ہے:

۱ ان رسول اللہ ﷺ مر بمجلسین فی مسجد فقال کلا ھما علی خیر واحد ھما افضل من صاحبہ اما ھو لاء فید عون اللہ ویرغبو ن الیہ فان شاء اعطا ھم وان شاء منعھم واما ھو لاء فیتعلمون الفقہ و العلم ویعلمو ن الجاھل فھم افضل وانما بعثت معلما قال ثم جلس فیھم ۔(سنن الدارمی ص ۱۱۷) <u>مقدمہ باب فی فضل العلم والعالم۔ (مشکوۃ ص ۳۶) کتاب العلم</u>

۱۔ اس حدیث میں دو راوی ضعیف ہیں: عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم اور عبدالرحمٰن بن رافع۔ حدیث ابن مبارک الزھد میں برقم (۱۳۸۹) روایت کی ہے اور طیالسی نے مسند میں روایت کی ہے۔ ابن ماجہ نے سنن میں برقم (۲۲۹) روایت کی ہے۔ اس میں ابن الزبر قان متروک ہے اور عبدالرحمٰن ضعیف ہیں)۔

maktabatulishaat.com

الفضل الثالث لیکن دیکھئے اس میں تو جہر کا کوئی ذکر نہیں اور صرف یدعون ویرغبون الیہ سے استدلال کرنا سینہ زوری کے سوا اور کچھ نہیں اللہ تعالیٰ ان ذاکرین زمانہ کو عقل سلیم نصیب فرما کر ھدایت کریں آمین وصلی اللہ النبی الامی الکریم۔

ستائیسویں حدیث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو نام لیکر آواز دیتا ہے کہ اے فلان ھل مرّ بك الیوم من ذکر اللہ فا ذا قال نعم استبشر ثم قرأ عبداللہ ...... الحدیث (سباحۃ الفکر ص ۲۵)۔

کیا آج تم پر کوئی گزرا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو پس جب وہ کہے کہ ہاں گزرا ہے تو یہ خوش ہوتا ہے......

<u>پہلا جواب :</u>

کہ یہ حدیث ان ذاکرین کے لئے کچھ بھی مفید نہیں کیونکہ اس حدیث میں اثبات جھر کے لئے کوئی لفظ تک بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو سکے اور اگر پہاڑ پر چڑھتے وقت آدمی نے اللہ اکبر کہا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر کرنے والے کو دعاء کرنے سے پہلے فرماتے تھے اوصیك بتقوی اللہ والتکبیر علی کل شرف ...... (مسند احمد ج۲ص ۳۲٤، ۳۳۱، ۳۳۲، ٤٤۳، ٤۷٦، ابن ماجہ ص ۱۹۹، ترمذی ج۲ص ۱۸۲)۔

Scanned by CamScanner

میں تجھے اللہ تعالی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر بلندی پر اللہ اکبر کہنے کی لیکن اس کا مروجہ ذکر سے کیا تعلق ہے ؟ جبکہ مروجہ ذکر میں اجتماع، التزام، ہیئیت خاصہ اور ایک ہی آواز سے ذکر کرنا ہوتا ہے اور جہر بلیغ ہوتا ہے لهذا دلیل اور مدعی میں تطبیق نہیں دلیل. ان تمام قیود سے عاری ہے اس سے استدلال صحیح نہیں .

دوسرا جواب :

کہ اس حدیث کی اسناد پر کلام ہے اس میں ایک راوی عبید اللہ بن موسی ہے جو شیعہ ہے.

علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں :

تقریب میں یوں لکھتے ہیں ثقة كان يتشيع من .التا سعة۔ (تقریب التهذيب ج١ ص ٦٤٠)۔یہ ثقہ تھا اور تشیع ظاہر کرتا تھا طبقہ تاسعہ سے ہے اور تهذیب میں یوں رقمطراز ہیں قال الميموني ذكر عند احمد عبيد الله بن موسى فرأيته كا لمنكر له و قال كان صاحب تخليط وحدث بأ حاديث سوء قيل له فا بن فضيل قال كان استر منه واما هو فا خرج تلك الا حاديث الردية۔ وقال ابن سعد قرأ على عيسى بن عمرو على على بن صالح و كان ثقة صدوقا ان شاء الله كثير الحديث حسن الهيئة و كان يتشيع و يروى احاديث فى التشيع منكرة وضعف بذلك

عند كثير من الناس و كان صاحب قران وذكره ابن حبان فى الثقات وقا ل كان يتشيع وقال يعقوب ابن سفيان شيعى وان قال قائل رافضى لم انكر عليه وهو منكر الحديث وقال الجوزجانى وعبيد الله بن موسى اغلى واسوء مذهبا واروى للعجائب وقال الحاكم سمعت قاسم بن قاسم اليسارى سمعت ابا مسلم البغدادى الحافظ يقول عبيدا لله بن موسى من المتروكين تركه احمد لتشيعه وقد عوتب احمد على روايته عن عبدالرزاق فذكر ان عبدالرزق رجع وقال ابن شاهين فى الثقات قال عثمان بن ابى شيبة صدوق ثقة و كان يضطرب فى حديث سفيان اضطرابا قبيحا وقال ابن عدى قال البخارى عنده جامع سفيان ويستصغرفيه وقال عثمان الدارمى عن ابن معين ثقة ما اقربه من يحي بن يمان ويحي بن يمان ارجوان يكون صدوقا وليس حديثه بالقوى وقال يفرط فى التشيع قال احمد روى منا كير وقد رأيته بمكة فاعر ضت عنه وقد سمعت منه قديما سنة (٨٥) وبعد ذلك عتبوا عليه ترك الجمعة مع ادمانه على الحج امر لا يشبه بعضه بعضا (تهذیب التهذيب ج٧ ص ٥٢، ٥٣)۔

میمونی نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن موسی کا ذکر امام احمدؒ کے پاس ہو گیا تو میں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نے اس کو دیکھا کہ آپ کو منکر جیسا جانتے تھے اور کہا کہ یہ صاحب اختلاط ہے اور بری احادیث بیان کرتا ہے آپ کو کہا گیا کہ ابن فضیل کیسا ہے فرمایا کہ وہ اس سے زیادہ پوشیدہ حال ہے اور اس نے تو یہ ردی احادیث روایت کی ہیں

اور ابن سعد نے کہا ہے کہ اس نے عیسی بن عمر اور علی بن صالح پر پڑھا ہے اور ان شاء اللہ ثقہ سچا بہت حدیث اچھے ھئیت والا اور تشیع ظاہر کرتا تھا اور شیعیت میں منکر احادیث روایت کرتا تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے نزدیک ضعیف ہو گیا اور صاحب قرآن تھا اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ شیعیت ظاہر کرتا تھا اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے کہ یہ شیعہ تھا اور اگر کسی قائل نے کہا کہ یہ رافضی ہے تو میں اس پر انکار نہیں کروں گا اور یہ منکر الحدیث تھا اور جوزجانی نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن موسی بہت غلو کرنے والا اور بہت برے مذھب والا ہے اور عجائبات کا زیادہ روایت کرنے والا ہے اور امام حاکم نے کہا ہے کہ میں نے قاسم بن قاسم الیساری سے سنا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حافظ ابو مسلم البغدادی سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ عبید اللہ بن موسی متروکین میں سے ہے امام احمد نے اس کو تشیع کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور امام احمد پر اس سے روایت عن عبدارزاق کی وجہ سے ملامت بھی کہی گئی تو آپ نے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے تشیع سے رجوع کیا ہے اور ابن شاھین نے

ثقات میں کہا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا ہے کہ یہ صدوق و ثقہ تھا اور سفیان کی احادیث میں قبیح اضطراب سے مضطرب ہوتا تھا اور ابن عدی نے کہا ہے کہ امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ اس کے پاس سفیان کی جامع تھی اور یہ اس میں حقیر وبے کار سمجھا جاتا تھا اور عثمان دارمی نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور یہ یحییٰ بن یمان کو کیا زیادہ قریب ہے اور یحییٰ بن یمان میں امید رکھتا ہوں کہ سچا ہو گا اور اس کی احادیث قوی نہیں اور ابن قانع نے کہا ہے کہ یہ کوفی ہے، نیک ہے اور تشیع ظاہر کرتا ہے اور ساجی نے کہا ہے کہ یہ سچا تھا اور شیعیت میں افراط کرتا تھا امام احمد نے کہا ہے کہ وہ منکر احادیث روایت کرتا تھا میں نے اس کو مکہ میں دیکھا تو میں نے اس سے اعراض کیا اور میں نے اس سے زمانہ قدیم ۸۵ھ میں احادیث سنی ہے۔

(نوٹ) یہ ۸۵ھ غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ۷۷ سال کی زندگی پا کر ۲۴۱ھ میں وفات پاگئے ہیں تو یہ ۱۸۵ھ معلوم ہوتی ہے و اللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب)۔

اور اسکے بعد انھوں نے اس پر ترک جمعہ کی ملامت کی اسکے ساتھ کہ وہ حج پر دوام کرتا اور یہ ایسا امر ہے کہ بعض بعض سے مشابہ نہیں۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

علامہ ذہبیؒ حافظ الدنیا لکھتے ہیں

لکھتے ہیں کہ یہ اپنی شیعیت اور بدعت کے باوجود الحافظ اور احد الاعلام تھے ۔ عبید اللہ بن موسی ابو محمد العبسی الحافظ احد الاعلام علی تشیعه و بدعته (الکاشف ج ۲ ص ۲۰۵)۔

اور سیر میں آپ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

و حدث عنه احمد بن حنبلؒ قليلا كان يكرهه لبدعة ما فيه۔ اور امام احمد بن حنبلؒ نے آپ سے کم حدیث روایت کی ہیں وہ آپ کو کچھ بدعات کی وجہ سے جو اس میں تھے، برا جانتا تھا پھر لکھتے ہیں :

قلت كان صاحب عبادة وليل صحب حمزة و تخلق بآدابه الا فى التشيع المشؤوم فانه اخذه عن اهل بلده المؤسس على البدعة ۔قال احمد بن حنبل حدث باحاديث سوء و اخرج تلك البلايا فحدث بها ۔ قال ابن مندة كان احمد بن حنبل يدل الناس على عبيدالله و كان معروفا بالرفض لم يدع احدا اسمه معاوية يدخل داره فقيل دخل عليه معاوية بن صالح الاشعرى فقال ما اسمك؟ قال معاوية قال والله لا حدثتك و لا حدثت قوما انت فيهم (سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۵۵۴ ...... ۵۵۷)۔

میں کہتا ہوں کہ وہ صاحب عبادت تھے رات کو بھی عبادت کیا کرتے تھے حمزہ کے رفیق تھے اور آپ کے اخلاق سے آراستہ ہو گئے تھے لیکن

منحوس شیعیت میں نہیں پس یہ آپ نے اپنے گاؤں والوں سے لیا تھا جس کی بنیاد بدعت پر رکھی گئی تھی

امام احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے کہ آپ نے منکر احادیث بیان کئے ہیں اور یہ مصائب (تشیع) ظاہر کر کے اس کا بیان کیا ہے ابن مندہ نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ لوگوں کو عبید اللہ بتاتا اور یہ رافضیت سے مشہور تھا یہ جس کا نام معاویہ ہوتا اپنے گھر میں داخل ہونے نہیں دیتا پس کہا جاتا ہے کہ معاویہ بن صالح الاشعری آپ کے گھر داخل ہو گیا تو آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا معاویہ ! آپ نے کہا واللہ میں آپ کو حدیث بیان نہیں کروں گا اور نہ اس قوم کو حدیث بیان کروں گا جس میں آپ ہوں گے یہ ہے وہ راوی جو کٹر شیعہ ہے اور منکر احادیث ذکر کئے ہیں بلکہ رافضی بھی ہے لہذا یہ ضعیف حدیث ہے جس سے استدلال درست نہیں ۔

اٹھائیسویں حدیث :

ابو الشیخ نے کتاب العظمہ میں محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے حدیث پہنچا ہے کہ دو پہاڑ جب صبح کریں تو ایک دوسرے کو نام لیکر آواز دیتے ہیں تو ایک کہتا ہے کہ اے فلان کیا تجھ پر آج کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ہاں گزرا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کیں ہیں مجھ پر تو آج کوئی ذکر کرنے والا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نہیں گزرا(سباحۃ الفکر ص ۲۵)

اس حدیث میں ذاکریں زمانہ کے لئے کوئی دلیل نہیں ایک آدمی کے پہاڑ پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے اور اترتے وقت سبحان اللہ بولنے کا اس ذکر محدث سے دور کا واسطہ بھی نہیں ذاکرین کا ذکر بدعات کا مجموعہ ہے پندرہ وجوہات کی وجہ سے یہ بدعت ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے وہاں رجوع کیجئے اور جو اس حدیث میں سے ثابت ہوتا ہے یہ مسنون طریقہ ہے یہاں نہ ذاکرین کا اہتمام والتزام ہے نہ اجتماع اور حلقہ ہے نہ ختم خواجگان اور ھئیت محدثہ اور جہر بلیغ ہے وغیرہ وغیرہ تو پھر :

چہ نسبت خاک را بعالم پاک ؟

اور سند کا حال معلوم نہ ہو سکا اس لئے کہ مجھے کہیں یہ حدیث سند کے ساتھ نہیں ملی۔

انتیسویں حدیث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت فمابکت علیھم السماء والارض کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مؤمن جب مرتا ہے تو زمین سے وہ جگہ جس پر وہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ تعالی کا ذکر کرتا تھا ، روتی ہے(سباحۃ الفکر ص ۲۵)

جواب

اس حدیث میں جہر کے لئے کوئی ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو

جائے اس میں تو نماز پڑھنے اور اس کے بعد ذکر اذکار کا بیان ہے اور جہر مفرط جو ذاکرین زمانہ کے درمیان رائج ہے اسکا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

محمد بن حمید بن حیان ضعیف :

دوسرا جواب :

یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال تب صحیح ہو تا جب کہ یہ صحیح ہوتی یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی محمد بن حمید بن حیان ہے جو ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

حافظ ضعیف و کان ابن معین حسن الرای فیہ من العاشر مات سنۃ ثمان واربعین(تقریب التہذیب ج۲ ص ۶۹)۔

یہ حافظ ہے اور ضعیف ہے ابن معین اسکے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے طبقہ عاشرہ سے ہے ۴۸ھ(۲۴۸ھ)میں وفات ہو چکا ہے

نوٹ : تقریب میں سن وفات میں کتابت کی غلطی سے لفظ مائتین رہ گیا ہے تاریخ کبیر اور سیر اعلام النبلاء میں یوں لکھا ہے مات ابن حمید سنۃ ثمان واربعین ومائتین(تاریخ کبیر ج۱ ص ۶۹) مات ابن حمید سنۃ ثمان واربعین ومائتین سیر ج ۱۱ ص ۵۰۶۔ اور اسی طرح خود ابن حجر امام بخاری سے نقل کرتے ہیں کہ مات سنۃ ثمان واربعین وما

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تئیں (تھذیب ج۹ ص ۱۳۱)

اور علامہ ابن حجرؒ تھذیب میں اس کے بارے میں یوں لکھتے ہیں وقال یعقوب بن شیبة محمد بن حمید کثیر المنا کیر وقال البخاری فی حدیثه نظر وقال النسائی لیس بثقة وقال الجوز جانی ردی المذ هب غیر ثقة وقال فضلك الرا زی عندی عن ابن حمید خمسون الفا لا احدث عنه بحرف وقال اسحاق بن منصور الکو سج قرأعلینا محمد بن حمید کتاب المغازی عن سلمة فقضی انی صرت الی علی بن مهران فرأ یته یقر أ کتاب المغازی عن سلمة فقلت له قرأ علینا محمد بن حمید قال فتعجب علیّ وقال سمعه محمد بن حمید منی وقال صالح بن محمدا لا سدی کان کلما بلغه عن سفیان یحیله علی مهران وما بلغه عن منصور یحیله علی عمرو بن ابی قیس ثم قال کل شئی کان یحد ثنا ابن حمید کنا نتهمه فیه وقال فی موضع آخر کانت احادیثه تزید وما رایت احدا اَجر أَعلی الله منه کان یأخذ احادیث الناس فیقلب بعضه علی بعض وقال مارأیت احدا احذق بالکذب من رجلین سلیمان الشاذ کونی ومحمد بن حمید کان یحفظ حدیثه کله۔ وقال ابو القاسم ابن اخی ابی زرعة سالت ابا زرعة عن محمد بن حمید فاومٰی با صبعه الی فمه فقلت له کان یکذ ب فقال بر أسه نعم فقلت له کان قد شاخ لعله کان یعمل علیه وید لس علیه فقال لا یابنی کان یتعمد وقال ابو نعیم بن عدی سمعت ابا حاتم الرازی فی منزله وعنده ابن خراش وجماعة من مشا ئخ اهل الرای وحفا ظهم فذکر وا ابن حمید فاجمعو ا علی انه ضعیف فی الحدیث جدا وانه یحدث بما لم یسمعه وانه یأخذ احادیث اهل البصرة والکو فة فیحدث بها بن الرازیین وقال ابو حاتم حضرت محمد بن حمید و عنده عون بن جریر فجعل ابن حمید یحدث بحدیث عن جریر فیه شعر فقال عون لیس هذا الشعرفی الحدیث انما هو من کلام ابی فتغا فل ابن حمید ومر فیه وقال ابو العباس بن سعید سمعت داؤد بن یحي یقول حدثنا عنه ابو حا تم قد یما ثم ترکه بآخره۔ قال وسمعت ابن خراش یقول ثنا ابن حمید وکان والله یکذب قلت وروی عنجار فی تاریخه ان ابا زرعة سئل عنه فقال ترکه محمد بن اسما عیل فلما بلغ ذلك البخاری قال بره لنا قدیم وقال البیهقی کان امام الا ئمة یعنی ابن خزیمة لا یروی عنه وقال النسائی فیما ساله عنه حمزة الکنانی محمد بن حمید لیس بشئی قال فقلت له البتة قال نعم قلت ما اخر جت له شیئا قال لا قال

حمید و ذکر ته له وما فقال غرائب عندی عنه وقال فی موضع
آخر محمد بن
حمید کذاب و کذا قال ابن وار ة وقال الخلیلی کان حافظا
عالما بهذا الشان رضیه احمد ویحي وقال البخاری فیه نظر
فقیل له فی ذلك فقال اکثر علی نفسه وقال ابن حبان ینفرد عن
الثقات بالمقلوبات وقال ابو علی النیسابوری قلت لا بن
خزیمة لو حدث الا ستاذ عن محمد بن حمید فان احمد
قداحسن الثنا ء علیه فقال انه لم یعرفه ولو عرفه کما عر فناه ما
اثنی علیه اصلا (تهذیب التهذیب ج۹ ص ۱۲۹ ــ ۱۳۱)-

اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ محمد بن حمید بہت منکر احادیث والا ہے اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ اس کی احادیث میں غیب ہے (محل غور ہیں) اور امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور جوزجانی نے کہا ہے کہ یہ غیر ثقہ اور ردی المذھب ہے اور فضلک الرازی نے کہا ہے کہ یہ میرے پاس ابن حمید کے پچاس ہزار حدیث ہیں میں ان سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا اور اسحاق بن منصور الکوسج نے کہا ہے کہ محمد بن حمید نے مجھے کتاب المغازی عن سلمہ پڑھی اور پڑھائی پوری کی تو میں علی بن مہران کے پاس گیا تو میں نے اسے دیکھا کہ کتاب المغازی سلمہ سے روایت کر کے پڑھتے ہیں تو میں نے اسے کہا کہ مجھے محمد بن حمید نے

سلمہ سے یہ پڑھایا پس آپ (علی) نے تعجب کیا اور فرمایا کہ محمد بن حمید نے تو یہ مجھ سے سنی ہے اور صالح بن محمد الاسدی نے کہا ہے کہ محمد بن حمید کو جب سفیان سے حدیث پہنچتا تو وہ علی بن مہران پر حوالہ دیتا اور جو اسے منصور سے پہنچتا اسکا حوالہ عمرو بن ابی قیس پر دیتا اور پھر فرمایا کہ ہر حدیث کہ ابن حمید اسے ہمیں بیان کرتا ہم اس کو اس میں متہم جانتے تھے اور ایک دوسری جگہ کہا ہے کہ آپ کی احادیث زیادہ ہو جاتی تھیں اور ہم نے کسی کو اللہ تعالی پر اس سے زیادہ دلیر نہیں دیکھا (یعنی جھوٹ بولنے سے نہیں ڈرتا) وہ لوگوں سے احادیث لیتے تھے تو اس کو ایک دوسرے سے تبدیل کر لیتے اور اسی طرح فرمایا کہ میں نے دو آدمیوں سلیمان الشاذکونی اور محمد بن حمید سے جھوٹ بولنے میں ماہر نہیں دیکھا وہ اپنے ساری حدیث یاد کرتا اور ابو القاسم ابو زرعہ کے بھائی کے بیٹے نے کہا ہے کہ میں نے ابو زرعہ سے محمد بن حمید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انگلی سے اپنے منہ کو اشارہ کیا تو میں نے کہا کہ (کیا) وہ جھوٹ بولتا تھا؟ تو اس نے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں تو میں نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا شاید یہ اس پر باندھا جاتا اور تدلیس کیا جاتا اس نے فرمایا کہ اے میرے بچے ایسا نہیں وہ قصد اور ارادۃً جھوٹ بولتا اور ابو نعیم بن عدی نے کہا ہے کہ میں نے ابو حاتم الرازی سے اس کے گھر میں سنا ہے اور آپکے پاس ابن خراش اور اہل ری والوں کے مشائخ حفاظ میں سے ایک جماعت موجود

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تھی توانھوں نے ابن حمید کاذکر کیا توسب. نے اس پر اتفاق کیا کہ یہ حدیث میں انتھائی ضعیف ہے اور یہ وہ حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں سنی اور یہ بصرے اور کوفے والوں سے حدیث لیتے ہیں تو وہی حدیثیں راویوں سے بیان کرتے ہیں اور ابو حاتم نے کہاہے کہ میں محمد بن حمید کے پاس حاضر ہوااس کے پاس عون بن جریر تھا توابن حمید نے جریر سے ایک حدیث روایت کرنا شروع کی اس حدیث میں شعر تھا توعون نے کہاکہ یہ شعر حدیث میں نہیں یہ تو میرے باپ کا کلام ہے ابن حمید نے تغافل سے اس کو حدیث میں بیان کیا-

اور ابو العباس بن سعید نے فرمایا ہے کہ میں نے داؤد بن یحيٰ سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ ہمیں ابو حاتم اس سے قدیما حدیث بیان کرتے اور پھر بالآخر اسے چھوڑ دیا اور کہاکہ میں نے ابن خراش سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ ہمیں ابن حمید نے حدیث بیان کئے ہیں اور اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتا تھا

میں کہتا ہوں کہ غنجار نے اپنی تاریخ میں راویت کی ہے کہ ابو زرعہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تواس نے کہاکہ امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے اسے ترک کر دیا ہے تو جب یہ بات امام بخاریؒ کو پہنچی تو فرمایا کہ اس کا اصلی حال ہمیں پہلے ظاہر ہو گیا تھا اور امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ امام الائمہ یعنی ابن خزیمہؒ اس سے روایت نہیں کرتا اور امام نسائی نے جن سوالات کے بارے میں آپ سے حمزہ کنانی نے پوچھا ہے فرمایا ہے کہ محمد بن حمید لیس

بشئی ہے (یعنی ایک سوال آپکے بارے میں بھی پوچھا) تو کنانی نے کہاکہ میں نے کہاکہ بالکل تو آپ نے کہا کہ ہاں (یہ لیس بشئی ہے) میں نے کہاکہ میں نے اسے جو (اس کے پاس تھا) ذکر کیا تو آپ نے فرمایاکہ میرے پاس اس سے غرائب ہیں اور دیگر ایک جگہ میں فرمایا ہے کہ محمد بن حمید کذاب ہے اور اسی طرح ابن وارہ نے کہاہے اور خلیلی نے کہاہے کہ وہ حافظ اور اس شان پر عالم تھا امام احمد اور یحيٰ نے اسے پسند کیا ہے اور امام بخاریؒ نے کہاہے کہ آپ (کے احادیث) محل غور ہیں تو آپ کو اس کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس اپنے آپ پر بہت زیادتی کی اور ابن حبان نے کہاہے کہ یہ ثقات سے مقلوبات روایت کرنے میں منفرد ہیں اور ابو علی النیساپوریؒ نے کہاہے کہ میں نے ابن خزیمہؒ کو کہاکہ اگر استاذ محمد بن حمید سے سند لیکر روایت کرے کیونکہ امام احمد نے اس کی توصیف کی ہے تو فرمایاکہ وہ اس کو نہیں جانتا اور اگر وہ اسکو اسطرح جانتا جیساکہ ہم اس کو جانتے ہیں تو کبھی بھی اس کی صفت نہیں کرتا (تھذیب التھذیب ج ۹ ص ۱۲۹، ۱۳۱)-

امام ابو الجعفر محمد بن عمرو العقیلیؒ لکھتے ہیں:

حدثنی آدم قال سمعت البخاری قال محمد بن حمید ابو عبداللہ الرازی فیہ نظر -حدثنی ابراھیم بن یوسف قال کتب ابو زرعہ ومحمد بن مسلم عن محمد بن حمید حدیثا کثیرا ثم

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ترکا الروایة - (کتاب الضعفاء للعقیلی ج ٤ ص ١٢٢٢)-
ہمیں آدم نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ محمد بن حمید ابو عبداللہ رازی میں عیب ہے ہمیں ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا ہے وہ کہتا تھا کہ ابوزرعہ اور محمد بن مسلم نے محمد بن حمید سے بہت سے حدیث لکھیں پھر دونوں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا-

مورخ الدنیا علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

٧٤٥٣- محمد بن حمید الرازی الحافظ - عن یعقوب القمی وابن المبارك من بحور العلم وهو ضعيف -قال يعقوب بن شيبة كثير المنا كير - وقال البخاری فيه نظر و كذ به ابوزرعة وقال فضلك الرازی عندی عن ابن حميد خمسون الف حديث ولا احدث عنه بحرف - وروی محمد بن شاذان عن اسحاق الكوسج قال قرأ علينا ابن حميد كتاب المغازی عن سلمة الا برش فقضى انی صرت الی علی بن مهران فرأيته يقرأ كتاب المغازی عن سلمة فقلت له قرأه عليه ابن حميد يعنی سلمة فتعجب علی وقال سمعه محمد بن حميد منی - وعن الكو سج قال اشهد انه كذاب - وقال صالح جزرة كنا نتهم ابن حميد فی كل شئی يحد ثنا مارايت اجرأ علی الله منه كان

ياخذ احاديث الناس فيقلب بعضه على بعض -وقال ابن خراش حدثنا ابن حميد و كان والله يكذب - وجاء عن غير واحد ان ابن حميد كان يسرق الحديث وقال النسائی ليس بثقة - وقال صالح جزرة ما رايت احذق بالكذب من ابن حميد ومن ابن شاذ كو نی وقال ابو علی النيسا بوری قلت لا بن خزيمة لو احدت الا سناد عن ابن حميد فان احمد بن حنبل قد احسن الثنا ء عليه قال انه لم يعرفه لو عرفه كما عرفناه ما اثنی عليه اصلا - وقال ابو العسا ل سمعت فضلك الرزی يقول دخلت ، علی محمد بن حميد وهو ير كب الا سانيد علی المتو ن - (ميزان الاعتدال ج ٣ ص ٥٣٠) اور سیر میں یوں لکھتے ہیں :

واما البخاری فقال فی حديثه نظر - وقا ل صالح بن محمد كنا نتهم ابن حميد قال النيسابوری قلت لا بن خز يمة لو حدث الا ستاذ عن محمد بن حميد فان احمد بن حنبل قد احسن الثنا ء عليه قال انه لم يعرفه ولو عرفه كما عر فنا ه لما اثنی عليه اصلا. قال ابو احمد العسّا ل سمعت فضلك يقول دخلت علی ابن حميد وهو ير كّب الا سانيد علی المتو ن - قلت آفته هذا الفعل والا فما اعتقد فيه انه يضع متنا وهذامعنی قولهم سرق الحديث قال يعقوب بن اسحاق الفقيه - سمعت صالح بن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

محمد الاسدی یقول مارایت احذق بالکذب من سیلمان الشاذکونی ومحمد بن حمید الرازی وکان حدیث محمد بن حمید کل یوم یزید۔ قال ابو اسحاق الجوزجانی۔ ھو غیر ثقة۔ وقال النسائی۔ لیس بثقة۔ وقال العقیلی حدثنی ابراھیم بن یوسف قال کتب ابوزرعة ومحمد بن مسلم عن محمد بن حمید حدیثا کثیراً ثم ترکا الروایة عنه۔(سیر اعلام النبلاء ج۱۱ ص ۵۰۴،۵۰۵)

تمام عبارت کے ترجمہ کی ضرورت نہیں صرف ابو عسال کی جرح اور علامہ ذہبیؒ کی رائے اور ترجمہ سنئے:

ابو عسال نے کہا ہے کہ میں نے فضلک الرزی سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں محمد بن حمید پر داخل ہوا اور وہ متون کے لئے اسناد بناتے تھے (یعنی روایات ایک کسی سے تھی اور وہ دوسروں کے ذمے لگاتے تھے جس کو چوری کہا جاتا ہے) میں کہتا ہوں یہ کام اس کی آفت و مصیبت تھی ورنہ میں اس کے بارے میں یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ یہ متن وضع کرتا تھا اور یہ محدثین کے قول کا معنی ہے کہ فلان آدمی حدیث چراتا ہے۔

الامام الحافظ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں:

حدثنا الجنیدی ثنا البخاری قال محمد بن حمید الرازی عن یعقوب القمی وجریر فیه نظر۔ سمعت ابن حماد یقول قال

السعدی محمد بن حمید الرازی کان ردنی المذھب غیر ثقة۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ج۷ ص ۵۳۰،۵۴۹)

امام بخاریؒ لکھتے ہیں

۱۶۷۔ محمد بن حمید ابو عبداللہ الرازی سمع یعقوب القمی وجریرا فیه نظر مات سنة ثمان وار بعین ومأتین وسئل ابو عبداللہ عن محمد بن حمید لما ذاتکلم فیه؟ فقال کانه اکثر علی نفسه۔ (تاریخ کبیر ج ۱، ص ۶۹،۷۰)۔

جریر بن عبدالحمید بن قرط الضبی:

اسی طرح اس میں ایک راوی جریر بن عبدالحمید بن قرط الضبی ہے یہ اگرچہ ثقہ اور ثبت ہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علانیہ گالیاں دیتے تھے۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

وقال قتیبة ثنا جریر الحافظ المقدم لکنی سمعته یشتم معاویه علانیة (تهذیب التهذیب ج۲۔ ص ۷۷)۔

اور قتیبہ نے کہا ہے کہ ہمیں جریر نے حدیث بیان کیں ہیں جو الحافظ اور مقدم ہے لیکن میں نے اس سے سنا ہے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علانیہ گالیاں دیتے تھے اسی طرح اس میں ایک راوی منہال بن عمرو والا مشاب ہے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اس پر بھی محدثین کا کلام ہے

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں :

قال عبداللہ بن احمد سمعت ابی یقول ترك شعبة المنهال بن عمر وعلی عمد۔ قال ابن ابی حاتم لانه سمع من داره صوت قرأة بالتطریب۔ وقال وهب بن جریر عن شعبة اتیت منزل المنهال فسمعت منه صوت الطنبور فر جعت ولم اسأ له قلت فهلا سألته عسی لا یعلم وقال ابن المدینی عن یحي بن سعید اتی شعبة المنهال بن عمر وفسمع صوتا فتركه وقال الغلابی كان ابن معین یضع من شان المنهال بن عمرو وقال لجوزجانی سیئی المذهب وقد جری حدیثه۔ وقال الحاکم المنهال بن عمرو غمزه یحي القطان وقال الحسن بن القطان كان ابو محمد بن حزم یضیعف المنهال (تهذیب التهذیب ج ۱۰ ص ۳۱۹)

(۳۲۰) عبداللہ بن احمد نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبلؒ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ شعبہ نے منہال بن عمر کو عمداً چھوڑ دیا ہے ابن ابی حاتم نے کہا ہے کیونکہ آپ نے اس کے گھر سے قراءت بطرز غناسنی اور وھب بن جریر نے کہا ہے کہ شعبہ منہال کے گھر آیا تو اس سے ستار کی آواز سنی تو واپس ہو گیا اور اس سے نہیں پوچھا میں نے کہا کہ آپ نے اس سے کیوں نہیں پوچھا شاید وہ نہیں جانتا (یعنی وہ بے خبر ہوتا) اور ابن المدینیؒ نے

یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ شعبہ منہال کے پاس آیا تو ایک آواز سنی تو اس کو ترک کیا اور غلابی نے کہا کہ ابن معین منہال بن عمرو کا شان گھٹاتا تھا اور جوزجانی نے کہا ہے کہ یہ سیئی المذھب تھا جب کہ اس کا ذکر ہو رہا تھا۔

ہاں! ابن معین اور امام نسائیؒ اور عجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور دارقطنی نے صدوق کہا ہے

الامام الحافظ ابن عدیؒ لکھتے ہیں۔

حدثنا حماد قال حدثنی صالح حدثنا علی سمعت یحي یقول اتی شعبة المنهال بن عمرو فسمع صوتا فتر که یعنی الغناء (الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۸ ص ۴۱)۔

حافظ الدنیا علامہ ذہبی لکھتے ہیں

ثم ان شعبة ترك الروایة عنه لكونه سمع الة الطرب فی بیته۔ وقال ابن حزم لیس بقوی (سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۱۸۴)

اور میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ اس سے شعبہ، مسعودی اور حجاج بن ارطاۃ روایت کرتے تھے پھر لکھتے ہیں :

ثم فی الآخر ترك الروایة عنه شعبة فیما قیل لانه سمع وقال الحاکم غمزه یحي بن سعید وقال الجوزجانی فی الضعفاء له سیئی المذهب وكذا تكلم فیه ابن حزم ولم یحتج بحدیثه

الطویل فی فتان القبر (میزان الاعتدال ج ٤ ١٩٦)۔
لہذا یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں جب کہ اس میں تین ضعفاء ہیں اور جب ایک راوی کی توثیق و تضعیف میں محدثین مختلف ہو جاتے ہیں تو جرح تعدیل سے اولی ہوگی -

تیسویں حدیث

ابن ابی الدنیا نے ابو عبید سے روایت کیا ہے کہ جب مؤمن بندہ مر جاتا ہے ..... تو زمین و آسمان اس پر روتے ہیں تو اللہ تعالی ان دونوں سے کہتے ہے کہ تم دونوں کو کیا چیز رلاتی ہے تو یہ دونوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب یہ ہمارے کسی گوشے میں نہیں جاتا تھا مگر آپ کا ذکر کرتا رہا امام سیوطیؒ کہتے ہیں کہ طریقہ استدلال یہ ہے کہ یہ رونا جہر کی صورت میں ہے یعنی یہ جہر کرتا تھا اور زمین و پہاڑ سنتے تھے -

الجواب :

اس حدیث سے جہر مروجہ فی زماننا کے لئے استدلال کرنا تعسف ہے کیونکہ یہاں جہر بلیغ بلکہ لوڈ سپیکر کا استعمال ہوتا ہے ھیئت محدثہ اور التزام و تخصیص ہوتے ہیں جو کہ یقینی بدعت ضلالہ ہے یہاں بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحب کا فتوی نقل کروں جو کہ آپ سے درد آدم خیل کے ساتھیوں نے استفتاء کیا ہے تین سوالات لکھے ہیں پہلا: ذکر بالجہر فی زماننا کے متعلق ہے جسکا جواب

دیا ہے

الجواب وباللہ التوفیق :

جس جگہ ذکر بالجہر سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہو، سونے والوں کی نیند میں خلل ہو وہاں ذکر بالجہر جائز نہیں وہاں ذکر بالسر یعنی آہستہ سے ذکر کرنا چاہیئے ذکر ایک مستحب کام ہے اور کسی کو اذیت پہونچانا یہ حرام کام ہے اور لاوڈ سپیکر سے ذکر کرنا خالص ریاکاری اور دکھاوا ہے ایسا ذکر جو محض ریاکاری کے لئے کیا جائے اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ اگر دوسروں کو اذیت پہونچے تو ثواب کے بجائے گناہ ملے گا اہل محلہ کو چاہیئے کہ لاوڈ سپیکر پر ذکر کرنے کی رسم کو حتی المقدور ختم کریں (مفتی دار العلوم دیوبند ۷ شعبان ۱۴۱۳ھ) اصل فوٹو کاپی ہمارے پاس ہے نفس جہر کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اس حدیث میں جو جہر ہے وہ جہر معتدل اور دون الجہر ہے جہر غیر مفرط ہے باقی سند پر کلام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی سند مجھے کہیں نہیں ملی -

اکتیسویں حدیث

زید بن اسلم بعض صحابہ کرام سے روایت کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مسجد میں جا رہا تھا تو آپ مسجد میں ایک آدمی کے پاس سے گزر رہے تھے جس نے اپنی آواز بلند کی تھی تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ قریب ہے کہ یہ ریاکاری کرنے والا ہو تو آپ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ بہت نرم دل ہے

جواب :

اس حدیث سے ذاکرین زمانہ کا استدلال درست نہیں کیونکہ اس میں تو نفس جہر ہے جہر مفرط نہیں اور الحمدللہ کہ مولانا عبدالحی لکھنویؒ خود جہر مفرط کو ممنوع قرار دیتا ہے اور دوسری ذکر کو تضرع اور خوف وڈر کی وجہ سے ذکر جہری سے افضل قرار دیتا ہے آپکی عبارت باحوالہ انشاء اللہ حدیث نمبر ۴۸ کے بعد آئیگی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے :

کہ اس حدیث کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی ابوزکریا بن ابی اسحاق ہے یہ مجہول راوی ہے اس کا ترجمہ مجھے سیر اعلام النبلاء الکامل لابن عدی تہذیب التہذیب تقریب التہذیب الجرح والتعدیل الکاشف کتاب الضعفاء للعقیلی التاریخ الکبیر للبخاری تعجیل المنفعۃ طبقات الکبری وغیرہ کتابوں میں نہیں ملا اور دوسرا راوی ھشام ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

صدوق له اوهام ورمی بالتشیع من کبار السابعة ۔ (تهذیب التهذیب ج۲ ص ۲۶۶)۔

سچا ہے اس کے وھمیں تھی شیعہ خیال کیا جاتا تھا سابعہ کے بڑے لوگوں میں

ہے اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں :

قال ابو حاتم عن احمد لم یکن هشام بالحافظ ۔ وقال عبدالله بن احمد عن ابیه هشام بن سعد کذا وکذا کان یحیي بن سعید لایروی عنه ۔ وقال ابو طالب عن احمد لیس هو محکم الحدیث ۔ وقال حرب لم یرضه احمد ۔ وقال الدوری عن ابن معین ضعیف وداود بن قیس احب الی منه ...... وقال معاویة بن صالح عن ابن معین لیس بذاك القوی وقال ابن ابی مریم عن ابن معین لیس بشئی کان یحیي بن سعید لا یحدث عنه

وقال ابو حاتم یکتب حدیثه ولا یحتج به هو ومحمد بن اسحاق عندی واحد وقال الآجری عن ابی داؤد هشام بن سعد اثبت الناس فی زید بن اسلم وقال النسائی ضعیف وقال مرة لیس بالقوی وقال ابن سعد کان کثیر الحدیث یستضعف وکان متشیعا وقال ابن ابی شیبة عن علی بن المدینی صالح ولیس بالقوی وقال الساجی صدوق وذکره ابن عبد البر فی باب من نسب الی الضعف ممن یکتب حدیثه قال وقال ابن معین ضعیف حدیثه مختلط ...... وذکره یعقوب بن سفیان فی الضعفاء ۔ (تهذیب التهذیب ج۱۱ ،ص ۴۰، ۴۱)

ابو حاتم نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ ھشام حافظ نہیں تھا اور عبداللہ

بن احمدؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہشام بن سعد ایسا اور ایسا ہے (یعنی ثقہ نہیں) یحیی بن سعید اس سے روایت نہیں کرتا اور ابو طالب نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ محکم الحدیث نہیں تھا اور حرب نے کہا ہے کہ اس کو امام احمدؒ نے پسند نہیں کیا تھا اور دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور داؤد بن قیس اس سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

اور معاویہ بن صالحؒ نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ وہ قوی نہیں اور ابن ابی مریم نے ابن معین سے روایت کیا ہے کہ یحیی بن سعید اس سے روایت نہیں کرتا اور امام ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی احادیث لکھی جا سکتی اور اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا یہ اور محمد بن اسحاق میرے نزدیک ایک جیسے ہیں اور آجری نے امام ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن سعد زید بن اسلم کے بارے میں اثبت الناس ہے اور امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور کبھی کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ یہ کثیر الحدیث ہے ضعف سمجھا جاتا ہے اور یہ شیعہ تھا اور ابن ابی شیبہ نے علی بن المدینی سے کہا ہے کہ یہ صالحؒ ہے اور یہ قوی نہیں ہے اور ساجی نے کہا ہے کہ یہ سچا ہے اور ابن عبد البر نے اس کو ان لوگوں کی باب میں ذکر کیا ہے جو ضعیف سے منسوب ہیں جنکی حدیث لکھی جا سکتی (اور اس سے حجت نہیں کیا جا سکتا) اور کہا ہے کہ ابن معین نے کہا ہے کہ اس کی حدیث ضعیف اور مختلط ہیں ۔۔۔ اور یعقوب بن سفیان نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے

ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں ؛

حدثنا عبدالله بن احمد قال سألت ابی عن هشام بن سعد فقال كذا و كذا و كان يحيى لا يروى عنه ۔ حدثنا محمد قال حدثنا عباس قال سمعت يحيى قال هشام ابن سعد فيه ضعف وداود بن قيس احب الى منه ۔

حدثنا محمد بن احمد قال معاوية قال سمعت يحيى قال هشام بن سعد ليس بذالك القوى ۔ (كتاب الضعفاء للعقيليؒ ص ١٤٦٢ ج٤)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں ؛

قال احمد لم يكن بالحافظ و كان يحيى القطان لا يحدث عنه وقال احمد ايضا لم يكن محكم الحديث وقال ابن معين ليس بذالك القوى وليس بمتروك وقال النسائى ضعيف وقال مرة ليس بالقوى وقال ابن عدى مع ضعفه يكتب حديثه واما ابو داؤد فقال هو اثبت الناس فى زيد بن اسلم ميزان الاعتدال (ص٢٩٨ ، ص ٢٩٩ ج ٤) اور اپنی مایہ ناز کتاب سیر میں یوں لکھتے ہیں :

قال عباس عن ابن معين فيه ضعف ۔ وقال احمد لم يكن بالحافظ وقال ابو حاتم هو وابن اسحاق عندى سواء ۔ وقال

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

احمد کان یحیی بن سعید لا یروی عنہ۔ وقال ابو داؤد ھو ثقۃ اثبت الناس فی زید بن اسلم وقال عبداللہ بن احمد سألت ابی عنہ فقال ھو کذا وکذا وروی معاویۃ بن صالح عن ابن معین لیس بذالک القوی وقال ابن عدی مع ضعفہ یکتب حدیثہ۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۳۴۵ ج ۷)۔

الحافظ ابن عدی الجرجانی لکھتے ھیں

ثنا ابن ابی بکر ثنا عباس سمعت یحیی بن معین یقول ھشام بن سعد لیس بشی کان یحیی بن سعید القطان لا یحدث عنہ۔ حدثنا ابن حماد حدثنی عبد اللہ عن ابیہ قال ھشام بن سعد کذا وکذا کان یحیی بن سعد لا یروی عنہ۔ ثنا ابن ابی عصمۃ ثنا ابو طالب احمد بن حمید سألت احمد بن حنبل عن ھشام بن سعد فقال لیس ھو محکم الحدیث۔ وقال النسائی ھشام بن سعد ضعیف ومع ضعفہ یکتب حدثیہ الکامل (فی ضعفاء الرجال ج ۸۔ ص ۴۰۹: ۱۰: ۴۱۱)۔

الامام الحافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی لکھتے ہیں

ثنا عبدالرحمن حدثنی ابی قال سمعت احمد بن حنبل یقول لم یکن ھشام بن سعد بالحافظ۔ نا عبدالرحمن نا حرب بن اسماعیل الکرمانی فیما کتب الی قال سمعت احمد بن حنبل وذکر لہ ھشام بن سعد فلم یرضہ وقال لیس بمحکم الحدیث۔

نا عبدالرحمن قال قرءی علی العباس بن محمد الدوری قال سمعت یحیی بن معین یقول ھشام بن سعد فیہ ضعف وداود بن قیس احب الی منہ۔ نا عبدالرحمن انا ابو بکر ابن ابی خیثمۃ فیما کتب الی قال سمعت یحیی بن معین یقول ھشام بن سعد ھو صالح لیس بمتروک الحدیث

نا عبدالرحمن قال سالت ابی عن ھشام بن سعد فقال یکتب حدیثہ ولایحتج بہ ھو ومحمد بن اسحاق عندی واحد۔ (کتاب الجرح والتعدیل ج ۹ ص ۶۱، ۶۲)۔

الشیخ عبدالعزیز عز الدین السیروان لکھتے ہیں:

ھشام بن سعد ضعیف۔ المجموع فی الضعفاء المتروکین القسم الاول الضعفا والمتروکون للنسائی ص ۲۳۴۔

ہاں العجلی نے اس کو جائز الحدیث اور حسن الحدیث لکھا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی حسن الحدیث لکھا ہے لیکن جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے لہذا حدیث ضعیف ہے اور اس سے استدلال صحیح نہیں اور جب کہ ایک مجہول راوی بھی ہے ھذا ما عندی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بیسویں حدیث

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا جس کو ذوالبجادین کہا جاتا تھا کہ یہ اواہ ہے اور یہ اس لئے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا (سباحة الفكر ص ٢٦) وذلك انه يذكر الله

پہلا جواب:

اس حدیث میں تو ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے اور جو آدمی ذکر سری بھی کرتا ہے تو دوسروں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر اذکار میں مشغول ہے لھذا اس سے استدلال صحیح نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے:

کہ اس حدیث کی اسناد پر کلام ہے اس میں ایک راوی عبد اللہ بن لہیعہ الحضرمی ہے جس پر محدثین کا کلام ہے کہ یہ ضعیف راوی ہے اس پر محدثین کا کلام اٹھارویں نمبر حدیث کے جواب و تحقیق میں گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے لھذا یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال درست نہیں

تینتیسویں حدیث:

امام بیہقی نے حضرت جابرؓ سے روایت ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی تھا جو ذکر پر آواز بلند کرتا تھا تو ایک اور آدمی نے اسے کہا کہ اپنی آواز آہستہ کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسکو چھوڑ دو کیونکہ یہ بہت نرم دل ہے (سباحة الفكر ص ٢٦)۔

الجواب:

اس حدیث میں اگرچہ كان يرفع صوته بالذكر صاف الفاظ موجود ہیں لیکن اس سے استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں

مجہول اور ضعیف راوی ہیں

احمد بن عبد الحمید الحارثی:

اسمیں ایک راوی احمد بن عبد الحمید الحارثی ہے جو مجہول ہے اسکا ترجمہ ہمیں کہیں نہیں ملا۔

اسحاق بن منصور السلولی:

اس میں دوسرا راوی اسحاق بن منصور السلولی ہے جو شیعہ ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق تکلم فيه للتشيع (تقریب ج١ ص ٨٥)

یہ سچا ہے اس میں شیعیت کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں: وكان فيه تشيع۔ (تهذيب التهذيب ج١ ص ٢٥١)

محمد بن مسلم الطائفی:

اسی طرح اس میں تیسرا راوی محمد بن مسلم الطائفی ہے جو مختلف فیہ ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

صدوق يخطئ من حفظه من الثامنة۔ (تقریب ج٢ ص ١٣٣)

یہ سچا ہے اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرنے میں غلطی کرتا تھا طبقہ ثامنہ میں سے ہے اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں...... وقال الميموني ضعفه احمد على كل حال من كتاب وغير كتاب وقال ابن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حبان لما ذکرہ فی الثقات یخطئی وقال العجلی وابو داؤد ثقة وقال الساجی صدوق یهم فی الحدیث روی عن عمرو بن دینار حدیثا یحتج به القدریة لم یروه غیره فاحسبه اتهم بالقدر لروایته (تهذیب التهذیب ج۹ص ۹٤٤٥)۔

...اور میمونی نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اسکو بہر حال ضعیف قرار دیا ہے خواہ کتاب سے روایت کی ہو یا غیر کتاب سے (یعنی اپنے حافظے سے) اور ابن حبان نے جب اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے تو کہا ہے کہ یہ روایت میں غلطی کرتا اور عجلی اور ابو داؤد نے ثقہ کہا ہے اور ساجی نے کہا ہے کہ یہ سچا ہے اور حدیث میں غلطی کرتا ہے عمرو بن دینار سے ایک حدیث روایت کی ہے جس سے قدریہ استدلال کرتے ہیں یہ حدیث اسکے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی تو میں اس پر یہ گمان کرتا ہوں کہ اس حدیث کی روایت کی وجہ سے قدریہ ہونے سے متہم ہے۔

الامام الحافظ عبداللہ بن عدیؒ لکھتے ہیں

حدثنا حماد حدثنی عبد اللّٰہ بن احمد سمعت ابی یقول محمد بن مسلم الطائفی ما اضعف حدیثه وضعفه ابی جدا۔ (الکامل فی الضعفاء الرجال ج۷ ص ۲۹۲)۔

حماد نے ہمیں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عبد اللہ بن احمد نے مجھے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ احمد بن حنبلؒ سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ محمد بن مسلم الطائفی کی حدیث کس قدر ضعیف ہیں؟ اور میرے باپ نے اسکو نہایت ضعیف قرار دیا ہے۔

امام عقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنی محمد بن عبدالرحمن حدثنا عبدالملك بن عبدالحمید المیمونی قال سمعت احمد بن محمد بن حنبلؒ یقول اذا حدث محمد بن مسلم من غیر کتاب یعنی اخطاء قلت الطائفی؟ قال نعم ثم ضعفه علی کل حال من کتاب وغیر کتاب فرأیته عنده ضعیفا۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ج٤ص ۱۲۸۷، ۱۲۸۸)

......کہ امام احمد بن حنبلؒ کہتے تھے کہ جب محمد بن مسلم کتاب کے بغیر حدیث بیان کرتے ہیں تو غلطی کرتے ہیں میں نے کہا کہ طائفی؟ آپ نے کہا ہاں طائفی پھر آپ نے اسکو بہر حال ضعیف قرار دیا خواہ کتاب سے حدیث روایت کرے یا کتاب کے بغیر سو میں نے اسکو آپ کے نزدیک ضعیف قرار پایا۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال عبد الملك المیمونی سمعت احمد یقول اذا حدث محمد بن مسلم من غیر کتاب اخطاء ثم ضعفه علی کل حال من کتاب وغیر کتاب فرأیته عنده ضعیفا۔ (میزان الاعتدال ج٤ص ٤٠)

الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ناعبدالرحمن انا عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فیما کتب الی قال سمعت ابی یقول محمد بن مسلم الطا نفی ما اضعف حدیثه (کتاب الجرح والتعدیل ج۸ ص ۷۷)-

قارئین کرام! اس حدیث میں ایک مجهول اور دو ضعیف راوی ہیں لهذا حدیث قابل استدلال نہیں اور بفرض محال اگر حدیث صحیح بھی ہوتی تو پھر بھی ذاکرین زمانہ کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں تو نفس رفع صوت کا بیان ہے جہر مفرط تو نہیں اور التزام، اجتماع اور ہیئت مروجہ بھی نہیں اور دیگر امور محدثہ جو یار لوگوں کی مجالس ذکر میں موجود ہیں بھی نہیں فنسال اللہ ان یهد یهم الصراط المستقیم آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم-

چونتیسویں حدیث

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو بلند کرو لا الہ الا اللہ کہو ارفعوا اید یکم فقولوا لا الہ الا اللہ پس ہم نے اسی طرح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے مجھے ان کلمات پر بھیجا ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا اور اس پر میرے ساتھ وعدہ کیا ہے بے شک تو اپنے وعدہ سے خلاف نہیں کرتا (سعادۃ الفکر ص ۲۶)

ایک جواب تو یہ ہے

کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے اس سے استدلال ذکر بالجہر کے لئے درست نہیں یہ کوئی طریقہ مستمرۃ نہیں تھی -

دوسرا جواب: اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں جہر کے لئے کوئی ایک لفظ تک بھی نہیں

تیسرا جواب:

اس حدیث کی سند پر کلام ہے اس میں ایک راوی ابوبکر بن اسحاق ہے جو مجهول الاسم اور منکر الحدیث ہے -

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

قال البخاری حدیثه منکر وقال ابو حاتم لایعرف اسمه (تهذیب التهذیب ج۱۲ ص ۲۳)-

امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ اس کی احادیث منکر ہیں اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کا اسم نہیں پہچانا جاتا مجهول الاسم ہے

دوسرا راوی اسماعیل بن عیاش

اسی طرح اس میں دوسرا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس میں اصحاب الجرح والتعدیل مختلف ہیں کسی نے کہا ہے کہ جب یہ شامیوں سے روایت کرتا ہے تو یہ ثقہ ہے اور جب دوسروں سے روایت کرتا ہے تو یہ غیر ثقہ ہے اور بعض نے مطلقاً ضعیف قرار دیا ہے-

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق فی روایته عن اهل بلده مخلط فی غیرهم (تقریب ص٩٨ ج١)-

اپنے ملک والوں سے روایت میں سچا ہے اور دوسروں سے روایت کرنے میں غیر ثقہ ہے-

اور تھذیب میں اسی طرح اقوال ذکر کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں :

وفی مقدمة صحیح مسلم عن ابی اسحاق الفزاری اکتب عن بقیة ما روی عن المعروفین ولا تکتب عنه ما روی عن غیر المعروفین ولا تکتب عن اسماعیل ماروی عن المعروفین ولاغیرهم وفی کتاب العقیلی عن الفزاری ذکر اسماعیل فقال ذاك رجل لا یدری ما یخرج من رأسه (تهذیب التهذیب ص ٣٢٥ ج١)-

اور صحیح مسلم کے مقدمہ میں ابواسحاق سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ بقیہ سے معروف رجال کی روایتیں لکھو اور جو یہ غیر ثقہ اور غیر معروف سے روایت کرتے ہیں اس سے دو مت لکھو اور اسماعیل سے روایات بالکل مت لکھو خواہ وہ معروفین سے روایت کرتا ہے یا غیر معروفین سے اور کتاب العقیلی میں فزاری سے نقل کیا ہے کے آپ نے اسماعیل کا ذکر کیا تو کہا کہ وہ ایسا آدمی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے سر سے کیا نکلتا ہے (یعنی وہ کیا بول رہا ہے)-

امام مسلم نے ابواسحاق الفزاری کا قول اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے دیکھئے مقدمہ صحیح مسلم ص ١٨ ج١

علامہ عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

مذکور اختلاف کے بعد امام نسائیؒ کا قول اسی طرح نقل کرتا ہے :

وقال النسائیؒ اسماعیل بن عیاش ضعیف (الکامل فی ضعفاء الرجال ص٤٧٥ ج١)-

اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے

ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن اسماعیل قال حدثنا الحسن بن علی قال حدثنا ابو صالح الفراء قال قلت لابی اسحاق الفزاری انی ارید مکة و ارید ان امر بحمص و ثم رجل یقال له اسماعیل بن عیاش فاسمع منه قال ذاك رجل لا یدری ما یخرج من راسه

.....حدثنا عبد الله بن احمد قال حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن السمر قندی قال سمعت زکریا بن عدی قال قال ابو اسحاق الفزاری اکتبوا عن بقیة ما حدثکم عن المروفین و لا تکتبوا عنه عن من لا یعرف و لا تکتبوا عن اسماعیل بن عیاش عن من یعرف و لا عن من لا یعرف (کتاب الضعفاء ص ١٠٤، ١٠٥ ج١-

اسی طرح میزان الاعتدال ص ٢٤١-٢٤٢ ج١- اور سیر اعلام النبلاء ص

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

۳۲۰-۳۲۱ ج۸) میں بھی ہے

الامام الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں

و قال ابو حاتم لین ما اعلم احدا کف عنه الا ابو اسحاق الفزاری و قال النسائی ضعیف و قال ابن حبان کثیر الخطأ فی حدیثه فخرج عن حد الا حتجاج به (میزان الاعتدال ص ۲٤۱ ج۱)۔

اورابو حاتم نے کہاہے کہ یہ لین الحدیث ہے مجھے کوئی معلوم نہیں کہ اس سے منع کیاہو مگرابواسحاق الفزاری نے منع کیاہے اور امام نسائیؒ نے کہاہے کہ یہ ضعیف ہےاور ابن حبان نے کہاہے کہ یہ اپنی احادیث میں کثیر غلطیاں کرتے تھے پس یہ اس کی وجہ سے حد استدلال سے نکل گیاہے یعنی قابل احتجاج نہیں رہااور سیر اعلام النبلاء میں جوزجانیؒ کا قول اسی طرح نقل کیاہے:

قال الجوزجانی قلت لابی الیمان ما اشبه حدیث اسماعیل بن عیاش الاثیاب سابوریرقم علی الثوب المائه و اقل شرائه دون عشرة دراهم قال کان من اروی الناس عن الکذابین وهوفی حدیث الثقات عن الشامیین احمد منه فی حدیث غیرهم (سیر اعلام النبلاء، ص ۳۲۰ ج۸)۔

جوزجانیؒ نے کہاہے کہ میں نے ابوالیمان سے کہاکہ اسماعیل بن عیاش کی احادیث سابور کے کپڑوں سے زیادہ مشابہ ہیں کپڑوں پر سو روپیہ قیمت

لکھی جاتی ہےاور دس روپیہ سے زیادہ بہت کم کپڑے بِکے جاتے ہیں اس نے کہاکہ وہ کذابین سے تمام لوگوں سے زیادہ روایت کرنے والا ہے اور وہ شام والوں کے ثقات سے روایت کرنے میں دیگر لوگوں سے روایت کرنے کی نسبت بہت اچھاہے

دیگر مختلف فیہ راوی راشد بن داؤد

اسی طرح اسمیں ایک راوی راشدبن داؤد الصنعانی ہے جس کو دحیم اور ابن حبان نے ثقہ بتایاہے

ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وقال البخاری فیه نظر وقال الدار قطنی ضعیف لا یعتبر به (تهذیب التهذیب ص ۲۲۵ ج۳)۔

اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ یہ محل غور ہےاورامام دارقطنی نے کہاہے کہ یہ ضعیف ہے اس کااعتبار نہیں کیاجاتااسی طرح علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں لکھاہے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

اور امام ذہبیؒ الکاشف میں یوں لکھتے ہیں مختلف فیه و ثقه ابن معین و ضعفه الدار قطنی ،(الکاشف ص ۲۳۱ ج۱) مختلف فیہ راوی ہےابن معین نے ثقہ بتایاہےاور دارقطنی نے ضعیف قرار دیاہے

قارئین کرام: آپ نے سوچاہوگا کہ اول تو حدیث سے جہر مروجہ فی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

زمانہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایک خاص واقعہ ہے "لا عموم لھا" اور اہل علم کے نزدیک اس سے استدلال نہیں کیا جاتا اور پھر اس میں تین ایسے راوی ہیں جو اعتماد کے قابل نہیں ضعیف اور مجروح ہیں

پینتیسویں حدیث:

ابن جریر اور طبرانی نے حضرت عبد الرحمٰن بن سھل سے نقل کیا ہے کہ آیت نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم الایۃ تو آپ ﷺ باہر آگئے تو ایک قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پایا تو ان کے ساتھ بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جس نے میرا کام ان لوگوں کے ساتھ صبر کرنا مقرر کیا (سباحۃ الفکر ص ۲۶)۔

پہلا جواب:

تو یہ ہے کہ اس حدیث میں ذکر اذکار کی ترغیب ہے جہر ثابت کرنے کیلئے ایک لفظ بھی نہیں اور کلام تو جہر میں ہے نفس ذکر میں نہیں اور جہر بلیغ ثابت ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی اسامہ بن زید ہے اس نام پر دو اور راوی ہیں ایک العدوی ہے اور دوسرا اللیثی ہے دونوں سے ابن وھب روایت کرتے ہیں اور دونوں ضعیف ہیں

اسامہ بن زید بن اسلم العدوی ضعیف ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

اسامۃ بن زیدبن اسلم العدوی مولاھم المدنی ضعیف من قبل حفظہ من السابعۃ مات فی خلافۃ المنصور ۔ (تقریب ج۱ ص ۷۵)

..... حافظ کی وجہ سے ضعیف ہے ساتویں طبقے سے ہیں منصور بادشاہ کے زمانہ خلافت میں وفات ہو چکے ہیں ۔ اور تھذیب میں یوں رقمطراز ہیں

قال عبداللہ بن احمد عن ابیہ اخشی ان لا یکون بقوی فی الحدیث وقال صالح ابن احمد بن حنبلؒ عن ابیہ منکر الحدیث ضعیف وقال یحي بن معین اسامۃ وعبداللہ وعبدالرحمن اولاد زید بن اسلم اخوۃ ولیس حدیثھم بشئی وقال مرۃ ضعیف وقال عثمان الدارمی عنہ لیس بہ بأس وقال الجوزجانی ضعفاء فی الحدیث من غیر خربۃ فی دینھم وقال ابو حاتم یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وقال ابن ابی حاتم سئل ابو زرعۃ عن اسامۃ بن زید بن اسلم وعبدا للہ بن زید بن اسلم ایھما احب الیک قال اسامۃ امثل وقال نسائی لیس بالقوی قال محمد بن سعد مات فی زمن ابی جعفر ۔ قلت وقال ابن سعد کان کثیر الحدیث ولیس بحجۃ وقال ابن حبان کان واھیایھم فی الاخبار فیرفع الموقوف ویصل المقطوع وقال ابن عدی لم اجد لہ حدیثا منکر الا اسناد اولامتنا وار جوانہ صالح وقال ابو زید

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

القلوصی سمعت علی ابن المدینی یقول لیس فی ولد زید بن اسلم ثقة وقال البخاری ضعف علی عبدالرحمن بن زید واما اخواہ اسامة وعبداللہ فذکر عنهما صلاحا وذکرہ یعقوب الفسوی فی باب من یرغب عن الروایة عنهم وکنت اسمع اصحابنا یضعفونهم وقال ابن الجارود وهو ممن یحتمل حدیثه وقال الآجری عن ابی داؤد ضعیف قلیل الحدیث

(تهذیب التهذیب ص ۲۰۷، ۲۰۸)۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہوگا اور صالح بن احمد اپنے باپ امام احمد بن حنبلؒ سے روایت کرتا ہے کہ یہ منکر الحدیث اور ضعیف ہے اور یحیٰ بن معین نے کہا ہے کہ زید بن اسلم کے بیٹے اسامہ اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن بھائی ہیں اور ان کی احادیث لیس بشئی ہیں اور کبھی کہتے تھے کہ یہ ضعیف ہے اور عثمان دارمی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ لاباس بہ ہے اور جوزجانی نے کہا ہے کہ یہ (سارے بھائی) حدیث میں ضعیف ہیں اور ان کے دین میں کوئی خرابی نہیں اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی حدیث لکھے جاسکتے ہیں اور استدلال ان سے نہیں کیا جاسکتا اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ ابو زرعہ سے اسامہ بن زید بن اسلم اور عبداللہ بن زید بن اسلم کے بارے میں پوچھا گیا

کہ ان دونوں میں سے آپکو کون زیادہ پسند ہے اس نے کہا کہ اسامہ اچھا ہے اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں اور محمد بن سعد نے کہا ہے کہ یہ ابو جعفر (منصور) کے زمانے میں وفات ہو گیا ہے میں کہتا ہوں اور ابن سعد نے کہا کہ یہ کثیر الحدیث ہے اور حجت نہیں اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ واہی تھا اور احادیث میں وہم کرتا تھا تو موقوف کو مرفوع بناتا تھا اور مقطوع کو موصول بناتا تھا اور ابن عدی نے کہا ہے کہ میں اس کی کوئی حدیث منکر نہیں پائی نہ سند کے اعتبار سے اور نہ متن کے اعتبار سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نیک ہوگا اور ابو زید القلوصی نے کہا ہے کہ میں نے علی بن المدینی سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ زید بن اسلم کی اولاد میں کوئی ثقہ نہیں ہے اور امام بخاریؒ نے کہا عبدالرحمٰن بن زید پر ضعیف کا قلم لگایا گیا ہے اور ہر کہ اسکے دو بھائی ہیں اسامہ اور عبداللہ تو ان سے صلاح ذکر کی گئی ہے اور یعقوب الفسوی نے اسکو ان لوگوں کی باب میں ذکر کیا ہے جن کی روایت سے اعراض کیا جاتا ہے اور (کہتا ہے کہ) میں اپنے ساتھیوں سے سنتا تھا کہ ان کو ضعیف قرار دیتے تھے اور ابن جارود نے کہا ہے کہ یہ ان لوگوں سے ہے جن کی حدیث لی جاتی ہیں اور آجری نے ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ یہ ضعیف اور قلیل الحدیث ہے

ابو جعفر العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا عبداللہ بن احمد ابن حنبلؒ قال سألت ابی عن اسامة بن

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

زید بن اسلم فقال اخشی ان لایکون قویا فی الحدیث۔ حدثنا محمد بن عیسی قال حدثنا عباس بن محمد قال سمعت یحي بن معین قال اسامة وعبد الله وعبدالرحمن ہو لاء اخوة کلہم لیس حدیثہم بشئی۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ج۱ص ۳۵)۔

علامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں :

سمعت ابایعلی احمد بن علی المثنی یقول سمعت یحي بن معین وسئل عن بنی زید بن اسلم فقال لیسو ابشئی ثلاثتہم اسامة وعبدالله وعبدالرحمن۔ حدثنا علی بن احمد المصری حدثنا احمد بن سعد بن ابی مریم قال سمعت یحي بن معین یقول اسامة بن زید اسلم ضعیف یکتب حدیثہ حدثنا محمد بن علی حدثنا عثمان بن سعید قال سألت یحي بن معین قلت لہ فاسامة بن زید الصغیر اعنی ابن اسلم ؟ فقال ضعیف۔ حدثنا عبدا لرحمن بن ابی بکر ومحمد بن احمد بن حماد قالا حدثنا العباس قال سمعت یحي یقول اسامة بن زید بن اسلم و عبد الله بن زید بن اسلم وعبدالرحمن بن زید بن اسلم ہولا ء اخو ة ولیس حدیثہم بشئی جیعا۔ حدثنا ابن حماد حدثنا معاویة عن یحي قال اسامة بن زید ضعیف وعبدالله بن

maktabatulishaat.com

زید بن اسلم ضعیف و عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف۔ حدثنا ابن ابی عصمة حدثنا ابو طالب احمد بن حمید سألت ابن حنبل عن اسامة بن زید بن اسلم ؟ فقال اسامة بن زید وعبدالرحمن بن زید وعبدالله بن زید ہم ثلاثة بنی زید بن اسلم فاسامة وعبد الرحمن متقاربان ضعیفان وعبدالله ثقة۔ حدثنا ابن حماد حدثنا عبدالله بن احمد سمعت ابی یقول اسامة بن زید بن اسلم اخشی الایکون ثقة فی الحدیث۔ حدثنا علی بن ابراهیم بن الہیثم حدثنا ابو یوسف القلوسی سمعت علی بن المدینی یقول لی لیس فی ولد زید بن اسلم ثقة حدثنا الجنید ی حدثنا البخاری قال ضعف علی عبدالرحمن بن زید بن اسلم قال واما اخواه اسامة وعبد الله فذکر عنہما صحة قال الشیخ وبنوزید بن اسلم علی ان القول فیہم انہم ضعفا ء انہم یکتب حدیثہم ولکل واحد منہم من الاخبار غیر ماذکرت ویقرب بعضہم من بعض فی باب الرویات۔ قال الشیخ۔ ولم اجد لا سامة بن زید حدیثا منکر احد الا سنادا ولا متنا وارجو انہ صالح۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۷۸، ۷۹، ۷۲)۔

تمام عبارات کا ترجمہ کی ضرورت نہیں صرف آخری دو عبارتوں کا ترجمہ

Scanned by CamScanner

سنئے شیخ ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ زید بن اسلم اور اس کے ساتھ ان کے بیٹوں کے بارے میں قول یہ ہے کہ وہ ضعیف ہیں ان کی احادیث لکھی جا سکتی ہیں اور جو حدیث میں نے ذکر کئے ان کے علاوہ بھی ہر ایک کے لئے احادیث ہیں اور روایات کے بارے میں ایک دوسرے سے قریب ہیں شیخ ابن عدیؒ کہتے ہیں میں نے اسامہ بن زید کے لئے بہت منکر حدیث نہیں پائی نہ سند کے اعتبار سے اور نہ متن کے اعتبار سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اچھا ہو گا۔

علامہ ابو عبداللہ الذهبیؒ لکھتے ہیں

اسامه بن زيد اسلم رجل صالح ضعفه احمد وغيره لسؤ حفظه وقد قال نسائی وغيره ليس بالقوى وقال ابن معين ضعيف (ميزان الاعتدال ج۱ ص ۱۷٤)۔

اور الکاشف میں یوں لکھتے ہیں :۔ اسامة بن زيدبن اسلم عن ابيه وسالم والقاسم وعنه ابن وهب والقعبنى ضعفوه (الكاشف ج۱ ص ۵۷)۔

اسامہ بن زید بن اسلم اپنے باپ اور سالم اور قاسم سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن وہب اور قعبنی روایت کرتے ہیں محدثین نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔

اسامہ بن زید اللیثی ضعیف مختلف فیہ ہے

اور اگر یہ اسامہ بن زید اللیثی ہے جس سے ابن وہب روایت کرتا ہے تو یہ بھی ضعیف اور مختلف فیہ ہے

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

علامہ تقریب میں یوں لکھتے ہیں :۔ اسامه بن زيد الليثى مولاهم ابو زيد المدنى صدوق يهم من السابعة ۔ (تقريب ج۱ ص ۷٦)۔

اسامہ بن زید اللیثی ان کے آزاد کردہ غلام ابو زید مدنی ہے یہ سچا ہے وہم میں پڑتا تھا ساتویں طبقے سے ہے اور تھذیب میں یوں رقمطراز ہیں :

قال احمد تركه القطان باخرة وقال الاثرم عن احمد ليس بشئى ۔وقال عبدالله بن احمد عن ابيه روى عن نافع احاديث مناكير فقلت له اراه حسن الحديث فقال ان تدبرت حديثه فستعرف فيه النكرة وقال ابن معين فى رواية ابى بكر بن خيمثة كان يحي بن سعيد يضعفه وقال ابو يعلى الموصلى عنه ثقة صالح وقال عثمان الدارمى عنه ليس به بأس وقال الدورى وغيره عنه ثقة زاد غيره حجة وقال ابو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به وقال النسائى ليس بالقوى وقال ابو احمد بن عدى يروى عنه الثورى وجماعة من الثقات ويروى عنه ابن وهب ونسخة صالحة وهو كما قال ابن معين ليس بحديثه بأس وهو خير من اسامة بن زيدبن اسلم ۔ قلت وقال البرقى عن ابن معين انكر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

واعلیه احادیث وقال ابن نمیرمدنی مشهور وقال العجلی ثقة وقال الاجری عن ابی داؤد صالح الا ان یحيٰ یعنی ابن سعید امسك عنه بآخرة وذکره ابن المدینی فی الطبقة الخامسة من اصحاب نافع۔ وقال الدارقطنی لما سمع یحيٰ القطان انه حدث عن عطاء عن جابر رفعه ایام منی کلها منحر قال اشهدواانی ترکت حدیثه قال الدارقطنی فمن اجل هذا ترکه البخاری ...... وقال ابن حبان فی الثقات یحطئی وهو مستقیم الامر صحیح الکتاب واسامة بن زید اسلم مدنی واه وکانا فی زمن واحد الا ان اللثی اقدم مات۔سنة (۱۵۳) وکان له یوم مات بضع وسبعون سنة۔ وقال ابن القطان الفاسی لم یحتج به مسلم انما اخرج له استشهادا قال وقال عمر بن علی الفلاسی حدثنا عنه یحيٰ بن سعید ثم ترکه۔ (تهذیب التهذیب ج۱ص ۲۱۰،۲۰۹)

امام احمدؒ نے کہا ہے کہ قطان نے آخری عمر میں اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا تھا اور اثرام نے کہا ہے امام احمد سے کہ یہ لیس بشئی ہے اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ یہ نافع سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں تو میں نے کہا میں اس کو حسن الحدیث جانتا تھا آپ نے کہا اگر تو نے اسکی حدیث میں تدبر کیا تو آپ اس میں نکارت

maktabatulishaat.com

جانیں گے اور ابن معین نے ابو بکر بن ابی خیثمہ کی روایت میں کہا ہے کہ یحيٰ بن سعید اس کو ضعیف قرار دیتا ہے اور ابو یعلی موصلی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ثقہ اور صالح ہے اور عثمان دارمی نے اس سے نقل کیا ہے کہ یہ لاباًس ہے اور دوری وغیرہ نے اس کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور اس کے علاوہ دوسروں نے زیادہ کیا ہے کہ یہ حجت ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی احادیث لکھی جاتی ہیں اور اس سے استدلال نہیں کیا جاتا اور امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں اور ابو احمد بن عدی نے کہا ہے کہ اس سے ثوری اور ثقات کی ایک جماعت روایت کرتے ہیں اور ابن وھب اس سے اچھا نسخہ روایت کرتا ہے اور یہ جیسا کہ ابن معین نے کہا ہے اس کی حدیث لاباًس بہ ہیں اور یہ اسامہ بن زید اسلم سے اچھا ہے اور ابن نمیر نے کہا ہے کہ یہ مدنی ہے اور مشہور ہے اور عجلی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور آجری نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ یہ صالح ہے لیکن یحيٰ یعنی ابن سعید نے آخری عمر میں اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور ابن المدنی نے اس کو پانچویں طبقے میں نافع کے اصحاب میں ذکر کیا ہے اور امام دارقطنیؒ نے کہا ہے کہ جب یحيٰ بن سعید نے سنا کہ یہ عن عطاء عن جابر سے ایام منی میں مرفوع حدیث بیان کرتا ہے کہ ساری منی قربانگاہ ہے تو فرمایا کہ آپ گواہ رہیں میں نے اس کی احادیث چھوڑ دیں اور امام دارقطنی نے کہا ہے کہ اس لئے تو امام

Scanned by CamScanner

بخاریؒ نے اسکو ترک کیا ہے...... اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا ہے کہ یہ غلطی کرتے تھے اور یہ صحیح حکم اور صحیح کتاب والا ہے اور اسامہ بن زید بن اسلم مدنی واھی ہے اور یہ دونوں ایک زمانے میں تھے لیکن لیثی مقدم ہے ۱۵۳ھ میں وفات پا گیا ہے اور اسکی عمر جس دن وفات پا گیا تھا ۷۰ سال تھی اور ابن القطان فاسی نے کہا ہے کہ امام مسلم نے اس پر حجت نہیں پکڑا ہے استشہاد کے طور پر اس کی حدیث ذکر کی ہیں اور ابن القطان نے کہا ہے کہ عمرو بن علی الفلاس نے کہا ہے کہ یحیٰ بن سعید ہمیں اس سے حدیث بیان کرتے تھے اور پھر اس کو چھوڑ دیا تھا

ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن عیسٰی قال حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا یحي بن سعید با حادیث اسامة بن زید ثم ترکه وقال یقول سمعت سعید بن المسیب علی النکرة لما قال۔ واخبر نی آدم بن موسٰی قال سمعت محمد بن اسماعیل البخاری یقول کان یحيٰ بن سعیدیسکت عنه یعنی اسامة بن زید۔حدثنا عبداللہ بن احمد سألت ابی عن اسامة بن زید قال کان یحي بن سعید ترك حدیثه باخرة۔ وقال ابی روی اسامة بن زید عن نافع احادیث مناکیر قال عبداللہ قلت لابی ان اسامة حسن الحدیث قال ان تدبرت حدیثه فستعرف النکرة فیها۔ اخبر نا عبداللہ بن احمد

قال ابی حدث عثمان بن عمر یحي بن سعید بحدیث اسامة بن زید عن عطاء عن جابر عن النبی ﷺ منی کلها منحر وفیه کلام غیر هذا فتركه یحيٰ بأخرة لهذا الحدیث (کتاب الضعفاء للعقیلی ج۱ ص ۳۳)

...... عمرو بن علی نے کہا ہے کہ ہمیں یحیٰ بن سعید نے اسامہ بن زید کی حدیث بیان کیں تھیں اور پھر ان کو چھوڑ دیا اور کہا کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے سعید بن مسیب سے اس کی احادیث نکارت کرتے ہوئے سنا تھا اور آدم بن موسیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہتا ہے کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ یحیٰ بن سعید اس سے چپ ہو جاتا تھا یعنی اسامہ بن زید سے. ہمیں عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہتا تھا کہ میں اپنے باپ سے، اسامہ بن زید کے بارے میں پوچھا آپ نے کہا کہ یحیٰ بن سعید نے آخری عمر میں اس کی حدیث چھوڑ دیں اور میرے باپ نے کہا کہ اسامہ بن زید نافع سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں عبداللہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو فرمایا کہ اسامہ بن زید تو حسن الحدیث ہے آپ نے کہا کہ اگر تو نے اس کی احادیث میں تدبر کیا تو عنقریب تو اس میں نکارت جانے گا ہمیں عبداللہ بن احمد نے خبر دی ہے اس نے کہا ہے کہ میرے والد نے کہا ہے کہ عثمان بن عمر نے یحییٰ بن سعید کو اسامہ بن زید کے حدیث جو وہ عطاء سے وہ جابرؓ سے وہ نبی ﷺ سے فرمایا کہ ساری منی قربانگاہ ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اوراس میں اس کے علاوہ کلام بھی ہے تو یحییٰ بن سعید نے آخری عمر میں اس حدیث کی وجہ سے اس کو ترک کیا۔

الامام الحافظ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

عن النبی ﷺ قال منی کلها منحر و فیه کلام غیر هذا قال فترکه یحیی بآخرة لهذا الحدیث ۔ قال ابی وروی اسامة بن زید عن نافع احادیث مناکیر قلت له آن اسامة حسن الحدیث فقال ان تدبرت حدیثه ستعرف النکرة فیه ۔

حدثنا ابن ابی عصمة حدثنا ابو طالب احمد بن حمید قال سمعت احمد بن حنبل یقول قال کان یحیی ترك حدیث اسامة بن زید بآخرة ۔ سمعت ابن سعید یقول سمعت عبد الله بن احمد یقول سألت ابی عن اسامة بن زید اللیثی فقال انظر فی حدیثه یتبین لك اضطراب حدیثه ۔ کتب الی محمد بن الحسن البصری حدثنا عمرو بن علی و کان یحیی یحدثنا عن اسامة بن زید ثم ترکه قال یقول سمعت سعید بن المسیب علی النکرة لما قال سمعت ابن حماد یقول قال البخاری اسامة بن زید مولی اللیثین روی عنه الثوری و هو ممن یحتمل (الکامل ص ۷۶، ۷۷ ج ۲)۔

وقال النسائی اسامة بن زید روی عنه الثوری لیس بالقوی ۔ اور

maktabatulishaat.com

پھر بعض ثقة ، صالح ، لیس به بأس الفاظ نقل کئے ہیں

الحافظ الذہبیؒ لکھتے ہیں

قال احمد لیس بشیء فراجعه ابنه عبد الله فیه فقال اذا تدبرت حدیثه تعرف فیه النکرة وقال یحیی بن معین ثقة و کان یحیی القطان یضعفه وقال النسائی لیس بالقوی و قال ابن عدی لیس به بأس ...... و قد روی عباس واحمد ابن ابی مریم عن یحیی ثقة زاد ابن ابی مریم عنه حجة وقال ابو حاتم یکتب حدیثه ولا یحتج به ۔ قلت مات سنة ثلاث و خمسین و مأة (میزان الاعتدال ص ۱۷۴، ۱۷۵ ج ۱)۔

اور الکاشف میں یوں لکھتے ہیں: ...... قال النسائی و غیره لیس بالقوی (الکاشف ص ۵۷ ج ۱)۔ اور مغنی میں یوں رقمطراز ہیں:

اسامة بن زید اللیثی صدوق یهم اختلف قول یحیی القطان فیه وقال احمد لیس بشیء وقال النسائی لیس بقوی وقال ابن عدی لیس به بأس (المغنی فی الضعفاء ص ۱۰۳ ج ۱)۔

ضروری تنبیہ

یحییٰ بن سعید القطان سے اسامہ بن زید اللیثی کے بارے میں جو اختلاف اقوال ہے اور جن اصحاب جرح و تعدیل نے آپ سے اس کے بارے میں یہ مختلف اقوال نقل کئے ہیں یہ اول وهلت اور ابتداء کی باتیں

Scanned by CamScanner

ہیں جبکہ یحییٰ القطان کو اس پر حسن ظن تھا لیکن بالآخر جب اس کو صحیح حال معلوم ہوا تو اس کو چھوڑ دیا اس لئے جن اصحاب الجرح نے یحییٰ بن سعید سے آپ کے بارے میں جو توثیق نقل کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کے لئے کئی قرائن ہیں -

١) امام بخاریؒ لکھتے ہیں: کان یحیی بن سعید القطان یسکت عنہ (التاریخ الکبیر ص ٢٢ ج ٢)۔ یحییٰ بن سعید القطان اس کے بارے میں چپ ہو جاتے تھے

٢) جب القطان نے سنا کہ آپ روایت کرتے ہیں کہ ......منی کلھا منحر تو آپ نے فرمایا " اشھدوا انی ترکت حدیثه (تھذیب التھذیب ص ٢٠٩ ج ١) آپ گواہ ہیں کہ میں نے اس کی احادیث چھوڑ دیں-

٣) امام دارقطنی لکھتے ہیں فمن اجل ھذا ترکه البخاری (حوالہ مذکورہ) سو اس وجہ سے تو امام بخاریؒ نے اس کو چھوڑ دیا

٤) جب امام احمد بن حنبلؒ کو اپنے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ یہ حسن الحدیث ہے تو آپ نے کہا ان تدبرت حدیثه فستعرف فیه النکرة (حوالہ مذکورہ)۔ اگر آپ نے اس کی احادیث میں تدبر کیا تو عنقریب اسمیں نکارت جانیں گے

٥) جرح تعدیل سے مقدم سمجھی جاتی ہے.

خلاصہ جواب : اس حدیث میں اول تو جہر ثابت کرنے کے لئے ایک لفظ تک بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو سکے اور پھر اس میں ایک راوی اسامہ بن زید متکلم فیہ اور ضعیف ہے خواہ یہ اسامہ العدوی ہو یا اللیثی ہو ھذا ما عندی و اللہ اعلم بالصواب -

چھتیسویں حدیث :

کتاب الزھد میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک گروہ میں تھے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو وہ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں نے آپ پر رحمت نازل ہوتے ہوئے دیکھی تو میں نے چاہا کہ اس میں آپ کے ساتھ شریک ہو جاؤں

(سباحۃ الفکر ص ٢٦)

جواب :

یہ حدیث مجھے کتاب الزھد میں کہیں نہیں ملی ہو سکتا ہے کہ یہ کہیں مخطوطوں میں ہو یا دیگر نسخوں میں ہو لھذا سند کا حال معلوم نہ ہو سکا لیکن سند کیسی بھی ہو اس سے جہر کے لئے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں ایک لفظ بھی نہیں جس سے جہر ثابت ہو جائے

سینتیسویں حدیث

اصبہانی نے کتاب ترغیب و الترھیب میں ابو رزین عقیلی سے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو سرمایہ بقا کی دلالت نہیں کرتا ہوں اس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا یا مجالس ذکر کی کوشش کرو اور جب تم اکیلے ہو گئے تو ذکر پر زبان کو حرکت دو (سیاحۃ الفکر ص ۲۶)۔

جواب:

اس حدیث میں تو صرف ترغیب الی الذکر ہے جہر ثابت کرنے کے لئے ایک لفظ تک بھی نہیں صرف سینہ زوری ہے۔

جواب ثانی:

و اذا خلوت فحرك لسانك بذكر الله سے جہر اونی جہر غیر مفرط ثابت ہوتا ہے نہ کہ جہر مروجہ فی زماننا باقی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ یہ کتاب مجھے کہیں نہیں ملی و الحمد للہ علی کل حال سوی الکفر و الضلال۔

اٹھتیسویں حدیث

امام بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس قوم کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے صبح سے سورج طلوع ہونے تک بیٹھ جاؤں یہ مجھے تمام چیزوں سے جن پر سورج طلوع ہوتی ہے زیادہ پسند ہے اور یہ کہ میں اس قوم کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار کرتے ہیں عصر سے لیکر سورج غروب ہونے تک بیٹھ جاؤں مجھے تمام دنیا اور مافیھا سے زیادہ پسند ہے (سیاحۃ الفکر ص ۲۶)

پہلا جواب:

اس حدیث میں تو ذکر اذکار کا بیان ہے جہر ثابت کرنے کے لئے تو ایک لفظ تک بھی نہیں جس سے استدلال ہو سکے

دوسرا جواب:

یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں

عبداللہ بن محمد الحسن الشرقی:

اسمیں ایک راوی یہی عبداللہ مذکور ہے جو شرابی تھا اور مرتے دم تک شراب پیتا تھا۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

قال ولم يدع الشرب الى ان مات فنقموا عليه ذلك وكان اخوه لا يرى لهم السماع منه لذلك (سیر اعلام النبلاء ص ۴۰ ج ۱۵)۔

امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ اس نے مرتے دم تک شراب پینا نہیں چھوڑا سو لوگوں نے اس کے بارے میں یہ برا مانا اور اس کے بھائی (الحافظ ابو حامد) نے لوگوں کے لئے اس سے احادیث کی سماع اس وجہ جائز نہیں سمجھی اور میزان میں یوں لکھتے ہیں: و لكن تكلموا فيه لادمانه شرب المسكر (میزان الاعتدال ص ۴۹۴ ج ۲) لیکن محدثین نے اس کے بارے میں ہمیشہ شراب پینے کی وجہ سے کلام کیا ہے اور مغنی میں بھی یوں

لکھتے ہیں دیکھئے (المغنی ص ۶۸ د ج ۱)

یحییٰ بن عیسی الرملی

اسی طرح اس میں دوسرا راوی یحییٰ بن عیسی الرملی ہے جو عندالمحدثین ضعیف ہے

علامہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق یخطئ ورمی بالتشیع من التاسعة مات سنة احدی ومائتین (تقریب ص ۳۱۲ ج ۲)۔

یہ سچا ہے روایت حدیث میں غلطی کرتا تھا شیعہ خیال کیا گیا ہے نویں طبقے سے ہے اور ۲۰۱ھ میں وفات ہو گیا ہے اور تهذیب میں یوں رقمطراز ہیں :

وقال الدوری عن ابن معین لیس بشئ وقال العجلی ثقة وکان فیه تشیع وقال النسائی لیس بالقوی وقال احمد بن سنان قال ابو معاویة اکتبوا عنه فطالما رأیته عند الاعمش قلت۔ وقال ابن ابی مریم عن ابن معین لا یکتب حدیثه وقال اخر عن ابن معین ضعیف ...... وقال مسلمة لا بأس به وفیه ضعف وقال ابن عدی عامه ما یرویه لا یتابع علیه (تهذیب التهذیب ص ۲۶۳ ج ۱۱)۔

اور دوری نے ابن معین سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ لیس بشئ ہے اور امام عجلی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور اس میں تشیع تھا اور امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں اور احمد بن سنان نے کہا ہے کہ ابو معاویہ نے کہا ہے کہ اس سے حدیث لکھا کیجئے میں نے اس کو بہت زمانے سے اعمش کے پاس دیکھا ہے میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں اور ابن ابی مریم نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ اس کے حدیث نہیں لکھی جا سکتی اور دوسروں نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ یہ ضعیف ہے اور مسلمہ نے کہا ہے کہ یہ لا بأس بہ ہے اور اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کے عام روایات وہ ہیں جس کی مطابعت نہیں کی جا سکتی۔

الامام الحافظ الذهبیؒ لکھتے ہیں

وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابن معین ضعیف ...... احمد بن ابی مریم سألت ابن معین عن یحیی بن عیسی فقال لا تکتب حدیثه و روی عباس عن یحیی لیس بشئ وقال احمد ما اقرب حدیثه (میزان الاعتدال ص ۴۰۱ ج ۴)۔

اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور احمد بن ابی مریم نے کہا ہے کہ میں نے ابن معین سے یحییٰ بن عیسیٰ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھو اور عباسؒ نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ یہ لیس بشئ ہے اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث کیا قریب ہیں علامہ ذہبیؒ نے اس کے دو ضعیف حدیث ذکر کئے ہیں ایک یہ روایت حضرت انسؓ کی ہے کہ

لان اقعد مع قوم يذكرون الله بعد صلوة العصر حتى تغيب الشمس احب الى من الدنيا و ما فيها اور دوسرا ۔ النظر الى وجه علي عبادة اور پھر فرمایا ہے کہ شاید یہ دوسری روایت حارون کی موضوع ہو اور مغنی میں یوں لکھتے ہیں: يحيى بن عيسى الرملي مشهور ضعفه ابن معين وقال النسائي ليس بالقوى (المغنى فى الضعفاء ص ٥٢٦ ج٢)۔ اور الکاشف میں یوں رقمطراز ہیں:

قال النسائي و غيره ليس بالقوى (الكاشف ص ٢٣٢ ج٣)۔

امام عقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن عثمان قال سمعت يحيي بن معين وذكر واله حديث يحيي بن عيسى الرملي فقال كان ضعيفا و كان يسكن الرملة۔ حدثنا محمد قال حدثنا عباس قال سمعت يحيي يقول يحيي بن عيسى الرملي ليس بشئى۔ حدثنا ابى قال سألت ابى عن يحيي بن عيسى الرملي فقال ما ادرى ما كتبت عنه شيئا .

(كتاب الضعفاء للعقيلیؒ ج٤ص ١٥٣٠)۔

— اور انھوں نے اسے یحیی بن عیسی الرملی کی حدیث ذکر کیں تو اس نے کہا کہ یہ ضعیف تھا اور رملہ میں رہتا تھا — کہ یحیی کہتے تھے کہ یحیی بن عیسی [illegible] لیس بشئی ہے ہمیں اپنے باپ نے بیان کیا ہے کہتا تھا کہ میں نے اپنے باپ سے یحیی بن عیسی الرملی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا

میں نہیں جانتا کہ میں نے اس سے کوئی حدیث لکھی ہو

الحافظ العلامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن علي ثنا عثمان بن سعيد قلت ليحي بن معين ليحي بن عيسى الرملي ما تعرفه؟ قال نعم ماهو بشئى قال عثمان هو كما قال يحيي هو ضعيف ۔ ثنا علان ثنا ابن مريم سألت يحيي بن معين عن يحيي بن عيسى قال هو ضعيف لا يكتب حديثه ۔ ثنا ابن حماد ثنا عباس عن يحيي قال يحيىٰ بن عيسى الرملي ليس بشئى وقال النسائي يحيي بن عيسى الرملي ليس بالقوى ۔ (الكامل ج٩ ص ٦٠)

......میں نے یحیی بن معین سے کہا پس آپ یحیی بن عیسی الرملی نہیں جانتے؟ اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں وہ کوئی چیز نہیں عثمان نے کہا ہے کہ وہ جیسا کہ یحیی نے کہا ہے ضعیف ہے...... ابن ابی مریم نے کہا ہے کہ میں نے یحیی بن معین سے یحیی بن عیسی الرملی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا وہ ضعیف ہے اس کے حدیث نہیں لکھی جا سکتی

...... یحیی نے کہا ہے کہ یحیی بن عیسی الرملی لیس بشئی ہے اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یحیی بن عیسی الرملی قوی نہیں ہے علامہ ابن عدیؒ نے آپ کی ضعیف احادیثوں میں سے یہی زیر کلام حدیث اور حدیث النظر الی وجہ علی عبادۃ بھی ذکر کیا ہے۔

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

علامہ ابن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

نا عبدالرحمن قال قرئی علی العباس بن محمد الدوری قال سئل یحیی بن معین عن یحیی بن عیسی الرملی قال لیس بشئی (کتاب الجرح والتعدیل ج۹ ص ۱۷۸)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ اس میں ضعیف اور شیعہ راوی ہیں لھذا اس سے استدلال درست نہیں اور پھر ذاکرین زمانہ کے لئے استدلال کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

انتالیسویں حدیث

امام ابوداؤد اور ابو یعلی نے حضرت انسؓ سے مرفوع روایت نقل کیا ہے کہ میں اس قوم کے ساتھ جو اللہ تعالی کی سورج طلوع ہونے تک ذکر کرتے ہیں بیٹھ جاؤں یہ مجھے حضرت اسماعیل علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے .... الخ (ساجد الفکر ص ۲۶، ۲)

پہلا جواب:

اس حدیث میں سے جہر کے لئے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں ایک لفظ تک نہیں جس سے جہر ثابت ہو سکے ذکر اذکار کی ترغیب اور اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔

موسیٰ بن خلف العمی:

دوسرا جواب یہ ہے

کہ اسمیں ایک راوی موسیٰ بن خلف ہے جس پر محدثین کا کلام ہے کہ یہ ضعیف ہے لھذا اس سے استدلال درست نہیں

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

صدوق عابد له اوهام من السابعة (تقریب ص۲۲۲ ج۲)

یہ سچا اور عابد تھا اس کے لئے اوھام تھے ساتھویں طبقے میں سے تھا اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں:

وقال الآجری عن ابی داؤد لیس به بأس لیس بذالك القوی قلت وعن ابن معین ایضا ضعیف نقله ابن عدی وقال ابن حبان اکثر من المناکیر وقال العجلی ثقة وقال الدارقطنی لیس بالقوی یعتبر به (تهذیب التهذیب ج۱۰ ص ۳۴۲)۔

اور آجری نے امام ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ یہ لاباس بہ ہے اور قوی نہیں ہے میں کہتا ہوں اور ابن معین سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ یہ ضعیف ہے ابن عدی نے یہ نقل کیا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس نے منکر روایات زیادہ روایت کیں ہیں اور امام عجلی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ اتنا قوی نہیں جس کا اعتبار کیا جائے۔

علامہ الحافظ الذهبیؒ لکھتے ہیں

وقال ابن معین ضعیف وقال غیره لیس بقوی وقال ابن حبان اکثر من المناکیر وقال ابن معین ایضا لاباس به ..... وقال

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بو حاتم صالح الحدیث وقال ابو داؤد لاباس به لیس بذالك

(میزان الاعتدال ج٤ ص٢٠٣)۔

اور المغنی میں یوں لکھتے ہیں

وثق وضعفه ابن معین وقال ابن حبان اکثر من المناکیر

(المغنی فی الضعفاء ج٢ ص٤٣٧)۔

اور الکاشف میں وقال ابو حاتم صالح الحدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں

عده فی الثقات یعقوب بن شیبة والعجلی وضعفه ابن معین وقال ابن حبان اکثر من المناکیر وقال الدارقطنی لیس بالقوی یعتبر به۔ (الکاشف ج٣ ص١٦١)۔

یعقوب بن شیبہ اور عجلی نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے اور ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی منکر روایات زیادہ ہیں اور امام دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ اتنا قوی نہیں جس کا اعتبار کیا جائے۔

قارئین کرام! اگرچہ بعض نے توثیق بھی کی ہے لیکن ترجیح تضعیف کو دی جائے گی۔

المحدث الحافظ علامہ ابن الصلاحؒ لکھتے ہیں

الخامسة: ۔ اذا اجتمع فی شخص جرح وتعدیل فالجرح مقدم لان المعدل یخبر عما ظهر من حاله والجارح یخبر عن باطن خفی علی المعدل فان کان عدد المعدلین اکثر فقد قیل

التعدیل اولی والصحیح والذی علیه الجمهور ان الجرح اولی لما ذکرناه والله اعلم (مقدمہ ابن الصلاح ص٥٢)۔

پانچواں مسئلہ

جب ایک شخص میں جرح اور تعدیل جمع ہو جائے پس جرح مقدم ہوگی اس لئے کہ تعدیل کرنے والا اس کے ظاہر حال سے خبر دیتا ہے اور جرح کرنے والا اس کے باطن حال سے جو تعدیل کرنے والا پر خفی ہے خبر دیتا ہے پس اگر تعدیل کرنے والوں کی اکثریت ہو تو کہا گیا ہے کہ تعدیل اولی ہے اور صحیح بات اور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ جرح تعدیل سے اولی ہے اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کیا جب جرح تعدیل پر مقدم اور اولی ہے تو حدیث بے شک ضعیف ہے جس سے استدلال لا یقوم علی ساقه والله تعالی اعلم۔

چالیسویں حدیث

بخاری اور مسلم نے روایت ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب لوگ فرض نماز سے سلام پھیرتے تھے تو ذکر پر آواز بلند کرنا ہوتا اور اسی طرح الفاظ بھی ہیں کنت اعرف انقضاء صلوة رسول الله ﷺ بالتکبیر میں رسول اللہ ﷺ کا اختتام نماز اللہ اکبر سے پہچانتا تھا (سہیہ الحیر ص ٢)۔

اس حدیث کی علماء احناف کثر اللہ سوادھم اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نے مختلف توجیہات کیں ہیں جنکی عبارات نقل کرنے سے انشاءاللہ مذھب احناف بھی معلوم ہو جائے گا اور حدیث کے جوابات بھی ظاہر ہو جائنگے

حضرت امام شافعیؒ لکھتے ہیں :

واختار للامام و المأموم ان یذکر اللہ بعد الانصراف من الصلوة ویخفیان الذکر الا ان یکون امام یحب ان یتعلم منه فیجهر حتی یری انه قد تعلم منه ثم یسر فان اللہ عزوجل یقول ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها یعنی واللہ اعلم الدعاء ولا تجهر ترفع ولا تخافت حتی لا تسمع نفسك واحسب ماروی ابن الزبیر من تهلیل النبی ﷺ وما روی ابن عباس من تکبیره (قال الشافعیؒ) واحسبه انما جهر قلیلا لیتعلم الناس منه وذلك لان عامة الروایات التی کتبنا ها مع هذا وغیر ها لیس یذکر فیها بعد التسلیم تهلیل ولا تکبیر وقد یذکر انه ذکر بعد الصلوة بما وصفت ویذکر انصرافه بلا ذکر وذکرت ام سلمة مکثه ولم یذکر جهر اواحسبه لم یمکث الا لیذکر ذکرا غیر جهر

(کتاب الام ج۱ص ۱۲۷)۔

میں امام اور مقتدی دونوں کے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں آہستہ ذکر کریں لیکن جب امام یہ پسند کرتا ہو کہ اس

سے (ذکرودعاء) سیکھی جائے تو اس وقت وہ جہر کرے یہاں تک کہ جب اس سے (ذکرودعاء) سیکھ لی جائے تو پھر آہستہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی مراد کو خوب جانتا ہے لیکن ہمارے علم میں اس سے مراد دعاء ہے اور مقصد یہ ہے کہ تم جھر سے دعاء نہ کرو اور نہ اس قدر آہستہ دعاء کرو کہ اپنے نفس کو بھی نہ سنا سکو باقی حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ سے جو روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لاالہ الا اللہ پڑھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے تھوڑا عرصہ جھر کیا اس لئے کہ لوگ آپ سے سیکھ لیں اور پھر چھوڑ دیا ہے اور یہ بات اسی طرح ہے کیونکہ عام روایات جو ہم نے اس کے ساتھ نقل کیے ہیں اس میں سلام پھیرنے بعد لاالہ الا اللہ اور تکبیر کا ذکر نہیں اور کبھی یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے نماز کے بعد ذکر کیا جیسا کہ بیان کیا گیا اور کبھی بغیر ذکر کے آپ کا نماز سے انصراف ذکر کیا جاتا ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے نماز کے بعد آپ کا ٹھہرنا ذکر کیا ہے اور جھر نہیں ذکر کیا اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ آپ نہیں ٹھہرے مگر اس لئے کہ ذکر غیر جہری کریں۔

قارئین کرام! امام شافعیؒ کا مقصد واضح ہے کہ یہ جہر صرف تعلیم کے لئے تھا جب تعلیم پورا ہو گیا تو پھر اخفاء ہو گا کیونکہ اصل مسئلہ امام اور مقتدی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دونوں کے لئے یہ ہے کہ وںخفیان الذکر یعنی دونوں خفیہ ذِکر کریں گے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ روایات اس میں مختلف آئے ہیں کبھی صرف نماز سے سلام پھیرنے کا ذکر ہے ذِکر اذکار کا کوئی ذکر نہیں اور کبھی آپ کے معث کا ذکر ہے جیسا کہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کی روایت ہے جہر اور ذکر اذکار کا کوئی ذکر نہیں لیکن آپ ﷺ کا معث بدون ذکر اذِکار کے نہیں ہو سکتا ذکر کیا ہو گا لیکن جہر نہیں جس سے صاف مبرھن ہے کہ یہ جہر صرف تعلیم کے لئے تھا ورنہ یہی روایت القضاء الصلوۃ بالتکبیر صرف عبداللہ عباسؓ نقل نہ کرتا کیونکہ نماز میں تو اکثر صحابہؓ شریک ہوا کرتے تھے تو دیگر صحابہ کرام اس کو کیوں نقل نہیں کرتے۔

امام نوویؒ اور مزید توضیح

امام ابوزکریا یحیٰ بن شرف النوویؒ تو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں لکھتے ہیں:

هذا دليل لما قاله بعض السلف انه يستحب رفع الصوت بالتكبير والذكر عقب المكتوبة وممن استحبه من المتأخرين ابن حزم الظاهرى ونقل ابن بطال وآخرون ان اصحاب المذاهب المتبوعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالذكر والتكبير وحمل الشافعى رحمة الله تعالى هذا الحديث على انه جهر وقتا يسيرا حتى يعلمهم صفة الذكر

لانه جهر دائما قال فاختار للامام والمأموم يذكرا الله تعالى بعد الفرغ من الصلوة ويخفيان ذلك الا ان يكون اماما يريد ان يتعلم منه فيجهر حتى يعلم انه قد تعلم منه ثم يسر وحمل الحديث على هذا (نووی شرح مسلم ج۱، ص ۲۱۷) - یہ بعض سلف کے قول کا دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر اور ذکر کرنا مستحب ہے اور متأخرین میں سے جس نے اسکو مستحب بتایا ہے ایک ان میں ابن حزم الظاہریؒ بھی ہیں (اس کے بعد امام نوویؒ نے ابن بطال علی بن خلف المغربی المالکی رحمہ اللہ کا قول نقل کر کے گویا یہ تصریح کی ہے کہ یہ اتفاق امت کے خلاف ہے) اور علامہ ابن بطال اور دیگر علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان مذاہب والے جنکی بکثرت پیروی کی جاتی ہے اور ان کے علاوہ دیگر تمام علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ ذکر اور تکبیر میں آواز بلند کرنا مستحب نہیں ہے اور شافعیؒ نے اس حدیث کو جہر تعلیما پر حمل کیا ہے کہ آپ نے تھوڑا عرصہ جہر کیا تا کہ لوگوں کو ذکر کا طریقہ بتائیں یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ کے لئے جہر کیا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ امام اور مقتدی دونوں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور دونوں یہ ذکر آہستہ کریں ہاں اگر امام یہ ارادہ کرے کہ اس سے ذکر یا دعا سیکھی جائے تو وہ اس وقت تک جہر کر سکتا ہے جب تک اس سے سیکھی جائے اور پھر آہستہ کرے اور امام شافعیؒ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

نے حدیث کو اس پر حمل کیا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے پڑھ لیا کہ مذاہب متبوعہ جن کی بکثرت پیروی کی جاتی ہے یعنی مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور دیگر علماء کرام تمام اس پر متفق ہیں کہ نماز کے بعد ذکر با آواز بلند مستحب نہیں صرف ابن حزم الظاہریؒ اور بعض متأخرین اس کے خلاف ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جھر برائے تعلیم تھا جو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ختم ہو گیا لھذا اصل سنت نماز کے بعد آہستہ ذکر کرنا ہے۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

حافظ الدنیا ابن حجرؒ نے بھی امام نوویؒ سے یہی کچھ یوں نقل کیا ہے وقال النوویؒ حمل شافعیؒ هذا الحديث على انهم جهروا به وقتا يسيرا لأجل تعليم صفة الذكر لا انهم داوموا على الجهر به والمختار ان الامام والمأموم يخفيان الذكر الا ان احتيج الى التعليم۔ (فتح الباری ج٢ ص ٣٧٩)۔

اور اس سے پہلے ابن بطالؒ سے یوں رقمطراز ہیں:

قال وفی السیاق اشعار بان الصحابة لم یکونوا یرفعون اصواتهم بالذکر فی الوقت الذی قال فیه ابن عباس ما قال (حوالہ بالا)۔

ابن بطال نے فرمایا ہے کہ حدیث کے سیاق میں اس کے اشعار ہیں کہ صحابہ کرام ذکر پر اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے تھے جس وقت میں ابن عباسؓ نے فرمایا ہے یعنی نماز کے بعد ذکر پر آواز بلند کرنا۔

علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینیؒ لکھتے ہیں

علامہ عینیؒ الحنفی نے بھی یہی کچھ بیان کیا ہے استدل به بعض السلف على استحباب رفع الصوت بالتكبير والذكر عقيب المكتوبة وممن استحبه من المتأخرين ابن حزم وقال ابن بطال اصحاب المذاهب المتبعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالتكبير والذكر حاشا ابن حزم وحمل الشافعی هذا الحديث على انه جهر ليعلمهم صفة الذكر لانه كان دائما قال واختار للامام والمأموم ان يذكر الله بعد الفراغ من الصلوة ويخفيان ذلك الا ان يقصد التعليم فيعلما ثم يسرا (عمدة القاری شرح البخاری ج٦، ص١٢٦)۔

مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں

مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد بنوریؒ یوں گوہر افشاں ہیں:

قال النوویؒ وحمل الشافعیؒ هذا الحديث على انه جهر وقتا يسيرا حتى يعلمهم صفة الذكر لا انهم جهر واد انما الخ قال الشيخ (انور شاه كشميری) ولم يقل بسنية الجهر بالذكر بعد الصلوة احد الا ابن حزم الاندلسی قال الراقم ولفظ النووی

ومن استحبه اے رفع الصوت بالذكر من المتأخرين ابن حزم الظاهری قال ونقل ابن بطال وآخرون اصحاب المذاهب المتبوعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالذكر والتكبير ...... الخ (معارف السنن ج۲۔ ۳۶۸)

ترجمہ کا ضرورت نہیں اور کشمیریؒ کی عبارت کا ترجمہ عنقریب آنے والا ہے۔

چلتا پھرتا مکتبہ دیوبند علامہ انور شاہ الکشمیریؒ فرماتے ہیں

تمسك بظاهره ابن حزم و ذهب الى سنية الجهر بالتكبير دبر الصلوات المكتوبات وانكرها الجمهور ...... ثم ان الشافعیؒ حمل الجهر بالتكبير على التعليم وبمثله قال صاحب الهداية فى التسمية والبركلى والجرجانى فى التأمين فالاصل فى جملة الاذكار هو الاخفاء نعم ورد الجهر بها احيانا لفائدة وداعية ولا تثبت به السنية (فیض الباری ج۲ ص ۳۱۵)

ابن حزمؒ نے اس حدیث کے ظاہر پر تمسک کر کے فرض نمازوں کے بعد جہر بالتکبیر کی سنت ہونے کو ذہاب کیا ہے اور جمہور علماء نے اس سے انکار کیا ہے (کہ یہ جہر سے اللہ اکبر کہنا فرض نمازوں کے بعد سنت نہیں)......

پھر امام شافعیؒ نے اس جہر بالتکبیر کو تعلیم پر حمل کیا ہے اور اسی طرح قول صاحب ہدایہ نے بسم اللہ میں کیا ہے اور امام برکلی اور جرجانی نے آمین

کے بارے میں اسی طرح قول فرمایا ہے کہ اس میں جہر برائے تعلیم تھا پس اصل تمام اذکار میں آہستہ کرنا چاہئے ہاں کبھی کسی فائدہ اور سبب کی وجہ سے اذکار جہر سے بھی آئے ہیں لیکن اس سے سنیت ثابت نہیں ہوتا یعنی یہ جہر کرنا سنت نہیں بلکہ سبب داعیہ اور کسی فائدہ کی وجہ سے ہوا ہے سنت اخفاء فی الاذکار ہے۔

انور شاہ صاحبؒ نے ترمذی کی شرح میں اس سے زیادہ زوردار الفاظ میں اس مسئلہ کو بیان کیا ہے فرمایا ہے ولم ينقل احد بسنية الجهر بالذكر بعدالصلوة الا ابن حزم الاندلسى العرف الشذى على الترمذى ص ۶۲)۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کو سنت کہنا ابن حزم الاندلسی کے علاوہ کسی نے یہ قول نہیں کیا ہے اس کلام میں حصر ہے اور احد نکرہ نفی کی سیاق میں واقع ہے۔

حاصل یہ کہ ابن حزم ظاہری کے علاوہ کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا ہے

علی بن سلطان محمد مشہور بہ ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں

و حمل الشافعیؒ جهره هذا على انه كان لاجل تعلم المأمومين لقوله تعالى و لا تجهر بصلاتك الآية نزلت فى الدعاء كما فى الصحيحين و استدل البيهقى و غيره لطلب الاسرار بخبر الصحيحين انه عليه السلام امرهم بترك ما كانوا عليه من رفع

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

الصوت بالتهليل و التكبير و قال انكم لا تدعون اصم و لا غائبا انه معكم انه سميع قريب آه و يسن الاسرار فی سائر الاذکار ایضا الا فی التلبیة و القنوت ...... (مرقات ص ۳۵۷ ج ۲)

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے اس جہر کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ مقتدیوں کو ذکر سکھانے کے لئے تھا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اور اپنی دعاء پر جہر نہ کیا کریں یہ آیت جیساکہ صحیحین میں ہے، دعاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بیہقی وغیرہ علماء نے اس کے لئے کہ ذکر سری مطلوب ہے، صحیحین کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا جب وہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ اس (جہر) کو چھوڑ دیں اور فرمایا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں سناتے ہو وہ تو بے شک تمہارے ساتھ ہے۔

بے شک وہ سننے والا اور نزدیک ہے اھ اور اسی طرح تمام اذکار میں اسرار و اخفاء مسنون ہے ہاں تلبیہ میں اور امام کے لئے دعائے قنوت......وغیرہ مستثنیات میں جہر ثابت ہے۔

قارئین کرام: ہم نے الحمد للہ مستثنیات کا بیان پوری وضاحت کے ساتھ کیا ہے کہ ان میں جہر ثابت ہے اور موجب ثواب اور مسنون ہے ابو عبد اللہ محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

یعنی علامہ ابن الحاج المالکی نے اس حدیث کے دو جوابات نقل کیے ہیں چنانچہ یوں رقمطراز ہے:

......فهذا الامام الشافعی رحمه الله حمل ذلك على سبيل التعليم فان حصل التعليم امسك و هذا بخلاف ما يعهد اليوم من القراءة و الذكر جهرا و جماعة فانهم لا يريدون التعليم بل الثواب۔ والجواب الثانی ما ذكره الشيخ الامام ابو الحسن بن بطال رحمه الله فی شرح البخاری لما ان تكلم على حديث ابن عباس فقال يحتمل ان يكون اراد به المجاهدين فان كان كذلك فهو الى الآن و عليه العمل و هو ان المجاهدين اذا صلوا الخمس فيستحب لهم ان يكبروا جهرا يرفعون اصواتهم ليرهبوا العدو قال فان لم يحمل على هذا فيكون منسوخا بالاجماع قال لانه لا يعلم احد من العلماء يقول به و الاجماع لا يحتج عليه انتهى (المدخل لابن الحاج ص ۱۰۸، ۱۰۹ ج ۱)۔

......پس امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ جہر طریقہ تعلیم پر حمل کیا ہے پس اگر تعلیم حاصل ہوئی تو جہر سے منع ہو جائے گا اور یہ جو آجکل بلند آواز سے قرائت اور ذکر اجتماعی طریقہ اور جہر سے ہوتا ہے یہ اس کے خلاف ہے کیونکہ یہ لوگ تو یہ تعلیم کے ارادہ سے نہیں کرتے بلکہ ثواب کے لئے کرتے ہیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور دوسرا جواب وہ ہے جو الشیخ امام ابو الحسن ابن بطال رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں حدیث ابن عباسؓ پر کلام کرتے ہوئے ذکر کیا ہے تو فرمایا ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد مجاہدین ہوں سو اگر ایسا ہو تو یہ آج تک معمول اور موجود ہے وہ یہ کہ مجاہدین جب پانچ نمازیں پڑھ چکیں تو انکے لئے بلند آواز سے تکبیر کہنا مستحب ہے اس لئے کہ وہ اپنے دشمنوں کو مرغوب کریں اور فرمایا ہے کہ اگر حدیث کو اس پر محمول نہ کیا جائے تو پھر بالاجماع یہ حدیث منسوخ ہوگی اس لئے کہ علمائے کرام میں سے کوئی بھی معلوم نہیں جو اسکا قائل ہو اور اجماع کے مقابلہ میں کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔

قارئین کرام! علامہ ابن الحاج العبدریؒ کی عبارت سے دو جوابات تو صراحتاً ہیں ایک یہ کہ جہر تعلیم کے لئے تھا دوسرا یہ کہ جہر جہاد کے وقت اور مجاہدین کی نمازوں سے سلام پھیرنے کے وقت تھا جو آج تک بدستور چلی آرہا ہے ایک اور جواب بھی اس سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اگر مذکورہ بالا دو جوابات درست تسلیم نہ کی جائیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور باجماع امت منسوخ ہے جس کے مقابلے میں کوئی بھی دلیل کارگر نہیں ہو سکتی۔

شیخ عبد الحق اور جواب دیگر

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ایک جواب یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ جہر

بالتکبیر ایام منی میں اور تکبیرات تشریق پر تھا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وبعض میگویند کہ ایں در ایام منی بود کہ تکبیرات تشریق مے گفتند

(اشعۃ اللمعات ص ۴۱۸ ج ۱) اور بعض فرماتے ہیں کہ یہ تکبیر ایام منی میں ہوتی تھی کہ تکبیرات تشریق کہتے تھے

محشی مشکوۃ کہتے ہیں

وهذا اوفق لمذهب الحنفية فى كراهيتهم الجهر بالذكر فيما عدا ورد و لهذا لا يو جبون قضاء تكبيرات العيد والتشريق

(حاشیہ مشکوۃ ص ۸۸)۔

اور یہ کہ اس سے مراد ایام منی میں تکبیر پڑھنا ہے یہ توجیہ احناف کی مذہب کے ساتھ کہ موارد جہر کے علاوہ ذکر بالجہر مکروہ ہے، بہت موافق ہے اور اس لئے تو وہ تکبیرات عید اور تکبیرات تشریق کی قضاء کو واجب نہیں جانتے۔

خود مولانا عبد الحیٔ لکھنویؒ کیا فرماتے ہیں

قارئین کرام! آیئے دیکھیں کہ مولانا عبد الحی جن پر مبتدعین ذاکرین کو فخر ہے کیا کہتے ہیں شاید کہ ان کا کہا مان لیں آپ نماز کے بعد ذکر اذکار کے بارے میں کچھ احادیث نقل کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں:

وبهذه الاخبار اجمع العلماء على استحباب الذكر بعد الصلوة لكنهم اختلفوا فى موضعين الاول فى انه هل جهر بها ام يسر

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

فاختار ابن حزم الجهر اخذا بحديث ابن عباس الصريح فی الجهر و اختار غيره السر و حملوا حديث ابن عباس علی الجهر احيانا بيانا للجواز و بعضهم حملوه علی انه كان فی سفر الغزوة لارهاب العدو كذا فی عمدة القاری و غيره و فی نصاب الاحتساب اذا كبروا علی اثر الصلوة جهرا يكره وانه بدعة يعنی سوی النحر و ايام التشريق انتهی و لعل مراده ان التزام الجهر مكروه و بدعة لا الجهر و لو مرة فانه لا شك فی جوازه كما حققته فی سباحة الفكر فی الجهر بالذكر فليراجع و فی البزازية اذا دعا بالدعاء المأثور جهرا و جهر معه القوم ايضا ليتعلموا الدعاء لا بأس به و اذا تعلموا حينئذ يكون الجهر بدعة انتهی (السعاية لمولانا عبد الحی ص ۲۶۰، ۲۶۱ ج ۲)۔

اور ان احادیث کی وجہ سے علماء کرام نے نماز کے بعد ذکر کے استحباب پر اجماع کیا ہے لیکن ان علماء کرام نے دو جگہوں میں اختلاف کیا ہے اول یہ کہ یہ ان اذکار کو بلند آواز سے کریں گے یا آہستہ ذکر کریں گے تو ابن حزم نے جہر کا قول کیا ہے اور ابن عباسؓ کا صریح حدیث فی الجہر پر عمل کیا ہے اور اس کے علاوہ علماء کرام نے اخفاء اور سری ذکر کو ترجیح دی ہے اور حدیث ابن عباسؓ کو جہر احیانا پر حمل کیا ہے کہ یہ بھی جائز ہے اور بعض نے اس حدیث اور جہر کو جہاد کے سفر پر حمل کیا ہے کہ یہ جہر

دشمن کو ڈرانے کے لیے تھا اسی طرح عمدۃ القاری وغیرہ میں ہے اور نصاب الاحتساب میں ہے کہ جب نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر پڑھیں تو یہ قربانی کے دن اور ایام التشریق کے سوا مکروہ اور بدعت ہے اور شاید آپکا مراد یہ ہو کہ جہر کا التزام مکروہ اور بدعت ہے یہ نہیں کہ جہر اگرچہ ایک مرتبہ ہو یہ بدعت ہے کیونکہ اس (جہر میں جو ایک مرتبہ ہو اور اس میں التزام نہ ہو) کے جواز میں کوئی شک نہیں جیسا کہ میں نے اس کی تحقیق سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں کی ہے سو اس کی طرف مراجعت کرنی چاہئے اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جب امام دعاء ماثورہ جہر کے ساتھ مانگتا ہے اور اس کے ساتھ قوم نے بھی اسی طرح دعاء سیکھنے کے لئے جہر کی اس میں کوئی باک نہیں اور جب یہ لوگ دعا سیکھیں تو اسی وقت جہر کرنا بدعت ہوگی انتہی۔

قارئین کرام! جن تأویلات و جوابات کو دیگر محدثین نے ذھاب کیا ہے آخر مولانا عبد الحی بھی اس کے قائل ہو گئے آپ نے سوچا ہو گا کہ آخر یہ تمام شارحین حدیث محدثین کرام اور علماء امت اور پھر مولانا عبد الحی بھی ان جوابوں کا سہارا کیوں لیتے ہیں اور کیوں تعلیم و تعلم یا ارحاب دشمن پر جہر کو حمل کرتے ہیں یہ اس لئے کہ امت کا تعامل اس کے خلاف ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا

آخر کو ہم دونوں در جاناں پہ جا ملے

آخر میں مولانا عبدالحی نے صاف حوالہ دیکر فرمایا کہ تعلیم کے بعد جھر کرنا بدعت ہے اور ایام النحر اور ایام التشریق کے علاوہ بھی جھر اور التزام بدعت ہے اور ذاکرین زمانہ اس سے خاص معرضین ہیں۔ اللھم اھدھم فانھم لایعلمون آمین و صلی اللہ علی النبی الکریم۔

مولانا عبدالحیؒ کی رکیک تاویل اور اسکا جواب

مولانا صاحب ان قلت کے بعد بطور اعتراض (در حقیقت اعتراف حقیقت کے) لکھتے ہیں کہ یہ حدیث غیر معمول بہ ہے جمہور فقہاء حنفیہ شافعیہ سے اس کے خلاف تصریح ہے اور پھر جو عبارات ہم نے نقل کیے ہیں، وہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا غیر معمول بہ ہونا عدم جواز مطلقا کے منافی نہیں و لیس المطلوب الا ھذا اور مطلوب مطلق جواز ہے (ساحۃ الفکر ص ۲۸، ۲۹)۔

جواب:

مطلق جواز کا تو کوئی بھی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرھم منکر نہیں لیکن مطلق کے لئے علیحدہ وجود تو ممکن نہیں اس کے لئے مستثنیات کافی ہیں جیساکہ الحمدللہ آپ بھی اس کے قائل ہیں جیساکہ سعایہ کی عبارت سے یہ بات عیاں ہے لھذا یہ تاویل نہایت رکیک ہے جو مفید استدلال نہیں۔

اکتالیسویں حدیث

امام حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جو شخص بازار میں جاکر یہ ذکر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت وھو علی کل شیء قدیر کرے تو اسکے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے بعض طرق میں ہے کہ فنادی یعنی پس پکار کر کہا (سعایہ [illegible] ص [illegible])

جواب:

حارث بن ابی اسامہ

اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس میں ایک راوی حارث بن ابی اسامہ ہے جس پر کلام ہے مجروح راوی ہے۔

علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں

و قال ابو الفتح الازدی و ابن حزم الظاھری ضعیف (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴۵ ج ۲)، ابو الفتح ازدی اور ابن حزم الظاھری کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور میزان میں یوں لکھتے ہیں:

قال الدار قطنی قد اختلف فیہ و ھو عندی صدوق و قال ابن حزم ضعیف و لینہ بعض البغاددۃ لکونہ یأخذ علی الروایۃ (میزان الاعتدال ص ۴۴۲ ج ۱)۔

امام دارقطنیؒ نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ میرے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ے نزدیک سچا ہے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور بعض بغداد
یوں نے اسے لین قرار دیا ہے کیونکہ یہ روایت حدیث پر اجرت لیتے تھے

ازہر بن سنان القرشی ابو خالد البصری ؒ

اسی طرح اسمیں ایک راوی ازہر بن سنان البصری ہے جس پر محدثین کا کلام ہے۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

ازهر بن سنان البصری ابو خالد القرشی ضعیف من السابعة (تقریب ص ۷۵ ج ۱)۔

ازہر بن سنان بصری ابو خالد قرشی ضعیف ہے ساتویں طبقے سے ہے اور تھذیب میں یوں رقمطراز ہیں:

قال ابن معین لیس بشئ وقال العقیلی فی حدیثه وهم وقال ابن عدی احادیثه صالحة لیست بالمنكرة جدا وارجو ان لا یكون به بأس قلت۔ وقال المروزی عن احمد حدث بحدیث منكر فی الطلاق ولینه احمد وقال ابو غالب الازدی ضعفه علی بن المدینی جدا فی حدیث رواه عن ابن واسع وقد بیّن ذلك العقیلی فقال روی عن محمد بن واسع عن سالم بن عبد الله بن عمر عن ابیه حدیث الذكر فی السوق ...... وقال الساجی فیه ضعف وذكره ابن شاهین فی الضعفاء (تہذیب التہذیب ص ۲۰۴ ج ۱)۔

ابن معین نے کہا ہے کہ یہ لیس بشئ ہے اور امام عقیلی نے کہا ہے کہ آپ کے احادیث میں وھم ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کے احادیث اچھے ہیں بہت زیادہ منکر نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لاباس بہ ہوگا میں (ابن حجر) کہتا ہوں (کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ) امام مروزی نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس نے طلاق کے بارے میں منکر حدیث بیان کی ہے اور امام احمدؒ نے اسے لین قرار دیا ہے اور ابو غالب الازدی نے کہا ہے کہ علی بن المدینیؒ نے اس کو اس حدیث کی وجہ سے جو آپ نے ابن واسع سے روایت کی ہے نہایت ضعیف قرار دیا ہے اور وہ حدیث امام عقیلیؒ نے بیان کی ہے تو فرمایا ہے کہ اس نے محمد بن واسع سے روایت کی ہے اس نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے بازار میں ذکر کرنے کی حدیث روایت کی ہے (اور وہ یہی زیر بحث حدیث ہے) اور ساجی نے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے اور ابن شاہین نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے

حافظ الدنیا علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

علامہ ذہبیؒ نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے اور اس راوی پر کلام بھی نقل کیا ہے کہتے ہیں:

قال ابن عدی لیست احادیثه بالمنكرة جدا ارجو انه لا بأس به وقال ابن معین لیس بشئی۔ وروی یزید والحكم بن مروان

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

عن ازهرعن محمد بن واسع عن سالم عن ابیه عن عمر مرفوعا من قال فی السوق لا اله الاالله وحده ...... وذکر الحدیث۔

(میزان الاعتدال ج۱ ص ۱۷۲، ۱۷۳)۔

اور الکاشف میں یوں لکھتے ہیں :

ازهربن سنان بصری عن محمد بن واسع وغیره وعنه یزید بن هاورن وسعدویه ضعّف۔ (الکاشف ج۱ص ۵۶)

ازہر بن سنان بصری ہے محمد بن واسع وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے یزید بن حارون اور سعدویہ روایت کرتے ہیں اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے اور مغنی میں یوں رقمطراز ہیں :

فیه لین قال ابن عدی ارجو انه لا بأس به وقال ابن معین لا شئی

(المغنی فی الضعفاء ج۱ص ۱۰۲)۔

اس میں لینت ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لابأس بہ ہوگا اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ لیس بشئ ہے۔

شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابن حاتم الرازیؒ نے بھی ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ یہ لاشئ ہے دیکھئے (کتاب الجرح والتعدیل ج۲ص ۳۱۴)۔

علامہ ابن عدیؒ لکھتے ہیں

...... عن ابی داؤد قال سمعت یحي بن معین یقول ازهر بن سنان لیس بشئی۔ (الکامل فی الضعفاء ج۲ص ۱۴۱) اور پھر آپ کے ضعیف حدیثوں میں یہی زیر بحث حدیث نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں :

...... حدثنا الازهر عن محمد بن واسع عن سالم بن عبدالله عن ابیه عن جده عن رسو ل الله ﷺ انه قال من قال فی السوق لا اله الا الله ...... الحدیث اور پھر اپنی رائے نقل کی ہے کہ :

ولا زهر بن سنان غير ماذكرت احاديث وليس بالكثير واحاديثه صالحة ليست بالمنكر ة جدا وار جوانه لا بأس به

ازہر بن سنان کے اس سے علاوہ جو میں نے ذکر کئے ہیں اور بھی احادیث ہیں اور زیادہ نہیں ہیں اور آپ کی احادیث اچھی ہیں زیادہ منکر نہیں ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ لابأس بہ ہوگا۔

قارئین کرام! جیساکہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابن عدیؒ کے علاوہ دیگر اصحاب الجرح التعدیل نے آپ کو لاشئ، لیس بشئ، ضعیف، ضعیف جدا قرار دیا ہے جیساکہ تھذیب التھذیب کے حوالے سے گرز چکا ہے ابن عدیؒ کے قول کی وقعت نہیں اور پھر آپ بھی خالص نکارت کے منکر نہیں بلکہ لکھتے ہیں لیست بالمنکرۃ جدا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نکارت ضرور ہے لھذا یہ حدیث ضعیف اور قابل استدلال نہیں واللہ اعلم۔

بیالیسویں حدیث

سعید بن منصور وغیرہ نے حضرت عمرؓ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ایام

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

منی میں اپنے خیمے میں تکبیر کہتے تو مسجد الحیف والے اس کو سن کر تکبیر کہتے اور بازار والے بھی تکبیر کہا کرتے یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج اٹھا (سباحۃ الفکر ص ۲۹)۔

جواب :

اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس سے مراد تو تکبیرات التشریق ہیں اور اسمیں جہر ثابت اور مشروع ہے یہ مستثنات میں داخل ہے حث مستثنات کے علاوہ جہر میں ہے جو بدعت ہے اور کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور سند پر کلام کی ضرورت ہی نہیں جبکہ استدلال غیر متعلق حدیث سے ہے۔ ونحن الحمد للّٰہ نجهر فيما جهر فيه رسول الله ﷺ واصحابه ونخفي فيما اخفى فيه رسول الله ﷺ واصحابه والحمد لله على ذلك .

شکر للہ کہ نہ مردیم رسیدیم بحق
آفرین باد برایں ہست مردانہ ما

تینتالیسویں حدیث

ابی بن کعب ؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر سے سلام پھیرتے تھے تو سبحان اللہ الملک القدوس تین بار پڑھا کرتے تھے یرفع صوتہ بالثالثۃ تیسرے بار پر آواز بلند کیا کرتے تھے (سباحۃ الفکر ص ۳۱)

اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس جہر میں اور فی زماننا ذاکرین کی جہر میں

بہت فرق ہے یہاں جہر معتدل ہے جو اپنے آپ کو سناتا ہے باقریب بیٹھنے والا سنتا ہے بنابر تعریف جہر جو بالکل جائز ہے یہاں کوئی اجتماع، ھئیت مروجہ، لزوم اور علی صوت واحد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ فی زماننا جہر میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں جو خالص ممنوع اور بدعت ہے

ایک جواب یہ بھی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل منقول نہیں لھذا اس سے استدلال ذاکرین زمانہ کو کچھ بھی مفید نہیں۔

چوالیسویں حدیث

اصحاب السیر جیساکہ صاحب السیر الشامیہ اور مواھب اللدنیہ وغیرہ نے ابن سعد کی روایت سے حضرت محمد بن مسلمہ ؓ اور آپ کے ساتھیوں کے کعب بن الاشرف یھودی کی قتل میں نقل کی ہے کہ جب انھوں نے اس کو قتل کیا اور واپس ہو کر بقیع الغرقد پہنچ گئے تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور رسول اللہ ﷺ نماز تہجد پڑھ رہے تھے جب آپ نے تکبیر سنی تو خود بھی تکبیر پڑھی اور سمجھ گئے کہ انھوں نے اسکو قتل کیا (سباحۃ الفکر ص ۳۲)۔

جواب :

یہ واقعہ علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ ج ۴ ص ۶......۹ علامہ ابن الاثیر نے الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴ امؤرخ الدنیا علامہ ذھبی ؒ نے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

سیر اعلام النبلاء ج ا ص ۳۸۴ ،...... ۳۹۰ السیرۃ النبویہ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرۃ النبی ص ۲۳۶ ،۲۳۸ ج ا میں بیان کیا ہے لیکن کسی نے یہ روایت نقل نہیں کی ہے ہاں علامہ ابن سعدؒ نے یہ روایت بغیر سند کے طبقات الکبری ص ۳۳ ج ۲ میں ذکر کی ہے لیکن بغیر سند کے کسی روایت کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ الاسناد من الدین - و لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء مقدمة الصحیح مسلم - لھذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں -

دوسرا جواب : اور اگر سند مل کر صحیح ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ تو واقعۃ حال لا عموم لھا ہے یہ ایک خاص واقعہ ہے اس کے لئے عموم نہیں جس سے استدلال کرنا صحیح ہو سکے -

پینتالیسویں حدیث

ابو نعیم اصفھانی حلیۃ الاولیاء میں ابن جابر سے روایت نقل کی ہے کہ ابو مسلم الخولانیؒ اکثر تکبیر پر آواز بلند کیا کرتے تھے یہاں تک بچوں کے ساتھ بھی (اسی طرح کرتے تھے) اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی کا ذکر کرو اتنا کہ جاہل سمجھے کہ آپ مجنون ہیں (سباحۃ الفکر ص ۳۲)-

جواب :

یہ روایت ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد تکبیر التشریق ہو جو صحیح اور سنت

ہے اور مستثنیات میں داخل ہے

دوسرا جواب : اگر ایسا نہ ہو تو یہ روایت ابو موسی اشعریؓ کی مرفوع حدیث سے جو صحیحین وغیرہ میں موجود ہے ، مخالف ہے بلکہ صریح نص قطعی کے مخالف ہے اللہ تعالی کا فرمان جلی ہے " ادعوا ربکم تضرعا و خفیة ، و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة و دون الجھر من القول " لھذا ضرور یہ روایت یا مؤول ہو گی یا پھر متروک ہو گی-

تیسرا جواب :

اس روایت کا دارومدار ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ کی مرفوع روایت پر ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انه مجنون جو ضعیف حدیث ہے جسکی تحقیق حدیث نمبر ۲۳ (تیئیس) میں گزر چکی ہے اس لئے لاحقہ مثل سابقہ ہے جس سے استدلال درست نہیں -

چھیالیسویں حدیث :

ابو نعیم اصفھانیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ھریرہؓ نے ایک دن لوگوں کو نماز پڑھائی تو جب سلام پھیر دیا تو " رفع صوته و قال الحمد لله الذی جعل الدین قواما و جعل اباھریرۃ امامًا بعد ان کان أجیرا " آواز بلند کر کے فرمایا اس اللہ کی حمد ہے جس نے دین کو درست بنایا سیدھا بنایا اور ابو ھریرہ کو اس کے بعد کہ وہ مزدور تھا امام بنایا

(سیادۃ الفکر ص ۳۲)

پہلا جواب: یہ تو ایک حالیہ واقعہ ہے مخصوص واقعہ ہے اس سے استدلال پکڑنا صحیح نہیں کہ ہم اس لئے ذکر بالجہر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ھریرۃؓ نے ایک دن امامت کر کے بلند آواز سے فرمایا "الحمد للہ الذی ...... الخ یہ تو انھوں نے پرانی حالت کو یاد کیا ہے کہ دین کی بھی کمزوری تھی آپ بھی مزدور تھے اور اکثر اوقات بھوکے رہتے تھے جیسا کہ بخاری اور ترمذی کی روایت میں ہے آپ فرماتے ہیں لقد رأیتنی و انی لأخر فیما بین ممبر رسول اللہ ﷺ الی حجرۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا مغشیا علی فیجیء الجائی فیصنع رجلہ علی عنقی و یری انی مجنون و ما بی من جنون ما بی الا الجوع (بخاری ص ۱۰۸۹ ج۲ ترمذی ص ٦۲ ج۲)۔

کہ لوگ مجھے مجنون جان کر میری گردن پر پاؤں رکھتے تھے اور مجھ پر کوئی جنون نہیں تھا بھوک ہی بھوک تھی تو بطور شکریہ یہی کچھ کہا اس سے ذکر بالجہر کے لئے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

دوسرا جواب:

یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی عبداللہ بن لھیعہ ہے جو انتھائی ضعیف ہے اس پر کلام و تحقیق اٹھارویں نمبر حدیث کے ذیل میں دیکھئے

سینتالیسویں حدیث

ابو نعیم اصفھانی نے مضارب بن حزن سے روایت نقل کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں رات میں سفر کرتا تھا کہ ناگہاں ایک آدمی تکبیر پڑھتا تھا میں نے اپنی اونٹ کو اس کے پاس پہنچا کر کہا یہ تکبیر کہنے والا کون ہے تو اس نے کہا ابو ھریرۃؓ ہے یہ تکبیر کیوں؟ تو اس نے کہا بطور شکریہ (سیادۃ الفکر ص ۳۲،۳۳)

جواب:

اس حدیث سے ذکر بالجہر مروجہ کے لئے استدلال ذی ورم کو فربہ جاننے کے سوا کچھ بھی نہیں الحمد للہ ہم نے اس سے پہلے بتایا کہ یہ ایک حالیہ واقعہ ہے آپ نے بطور شکر اللہ اکبر پڑھ کر احسان خداوندی کا اقرار کیا ہے اگر آپ (منصف قاری) نے عدل و انصاف سے وابستہ ہو کر حدیث کا پچھلا حصہ پڑھ لیا تو خود بھی یہی فیصلہ کریں گے دیکھئے آگے الفاظ...... قلت علی مہ؟ قال علی ان کنت اجیر البرۃ بنت عزوان بعقبۃ رجلی و طعام بطنی و کان القوم اذا رکبوا سقت بھم و اذا نزلوا خدمتھم فزوجنیھا اللہ فھی امرأتی وانا اذا رکب القوم رکبت واذا نزلوا خدمت۔ (حلیۃ الاولیاء ص ٤٦٥ ج۱)

مضارب بن حزن کہتے ہیں میں نے کہا کہ کس چیز کا شکریہ؟ آپ نے فرمایا کہ میں برہ عزوان کی بیٹی کا مزدور تھا وہ مجھے صرف پیٹ بھر کھانا اور پیزار دیتی اور جب قوم سوار ہو جاتی تو میں انکو لے جاتا تھا، جب وہ پڑاؤ ڈالتی تھی تو انکی خدمت کرتا تھا تو اب اللہ تعالی نے وہ میری نکاح میں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

دی سو وہ اب میری بیوی ہے اور اب میں جب قوم سوار ہو جاتی ہے، سوار ہوتا ہوں اور جب وہ پڑاؤ ڈالتی ہے تو میری خدمت کی جاتی ہے اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بطور شکر یہ ایسا کیا تھا یہ نہیں کہ یہ کوئی طریقہ مسلوکہ ہے جس سے جہر اور پھر جہر مروجہ فی زماننا ثابت ہو جائے حاشا و کلا!

اڑتالیسویں حدیث

بزار اور طبرانی وغیرہ نے حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے قصہ میں یہ روایت کیا ہے کہ جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ ارقم کے گھر میں تھے اور حضرت عمرؓ نے کہا اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله ﷺ كبر اهل الدار تكبيرة سمعها اهل المسجد۔ تو گھر والوں نے ایسی تکبیر کہی کہ مسجد والوں نے سنی (سباحۃ الفکر ص ۳۲)

پہلا جواب:

جیسا کہ پہلے گزر چکا یہ ایک حالیہ واقعہ ہے مخصوص واقعہ ہے اس سے جہر مروجہ فی الذاکرین فی زماننا کے لئے استدلال کرنا جہل کے سوا کچھ بھی نہیں "کما لا یخفی علی اهل العلم"۔

دوسرا جواب:

اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ یہ ضعیف ہے اس کے

میں ایک راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ ہے جو ضعیف ہے۔

محمد بن عثمان ابی شیبۃ ضعیف ہے

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:۔

...... واما عبدالله بن محمد بن حنبلؒ فقال كذاب وقال عبد الرحمن بن خراش كان يضع الحديث وقال مطين هو عصا موسى يتلقف ما ياً فكون وقال ابو الحسن الدار قطني انه اخذ كتاب غير محدث (انه اخذ كتاب غير فحدث به) وقال ابو بكر البو قاني لم ازل اسمع الشيوخ يذكرون انه مقدوح فيه۔ (سیرا علام النبلاء ص ۲۱، ۲۲ ج ۱٤)۔

...... عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ جو تو آپ نے کہا ہے کہ یہ کذاب ہے اور عبدالرحمٰن بن خراش نے کہا ہے کہ یہ حدیث گھڑتے تھے اور مطینؒ نے کہا ہے کہ وہ موسی علیہ السلام کی عصا ہے جو ہر چیز ہڑپتی ہے (مطینؒ کی جرحہ اس کے بارے میں مقبول نہیں یہ اس کے بارے میں متعصب تھے عبدالمقدس) اور ابو بکر البرقانی نے کہا ہے کہ ہم اساتذہ سے سنا کرتے تھے وہ ذکر کرتے تھے کہ یہ مجروح ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ لکھتے ہیں

۔ وكذبه عبدالله بن الامام احمد وقال هو كذاب بين الا مر وتعجب ممن يروى عنه۔ (البداية والنهاية ج ۱۱ ص ۱۱۹)

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور عبداللہ امام احمد حنبلؒ کے بیٹے نے آپ کو جھوٹا قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ صراحتاً کذاب ہے اور جو لوگ اس سے روایت کرتے ہیں ان سے تعجب کیا کہ وہ اس سے کیسے روایت کرتے ہیں؟

علامہ ذہبیؒ مزید لکھتے ہیں

حافظ الدنیا علامہ ذہبیؒ میزان میں سیر اعلام النبلاء کی ذکر کردہ جرح کے بعد مزید ذکر کرتے ہیں ...... قال ابن عقدة سمعت عبدالله بن اسامة الكلبى وابراهيم بن اسحاق الصواف وداؤد بن يحيى يقولون محمد بن عثمان كذاب وزاد داؤد قد وضع اشياء على قوم ما حدثوا بها قط ثم حكى ابن عقدة نحو هذا عن طائفه فى حق محمد (ميزان الاعتدال ص ٢٤٣ ج٣)

ابن عقدہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن اسامہ کلبی ابراہیم بن اسحاق الصواف اور داؤد بن یحییٰ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ محمد بن عثمان کذاب ہے اور داؤد بن یحیی نے زیادہ کیا ہے کہ یہ محدثین پر وہ احادیث وضع کرتے تھے جو انھوں نے کبھی روایت نہیں کیں تھیں پھر ابن عقدہ نے اسی طرح یہی کچھ محمد بن عثمان کے بارے میں محدثین کی ایک جماعت سے حکایت کی اور تذکرۃ الحفاظ میں یوں لکھتے ہیں:

واما عبدالله بن احمد فقال كذاب ورماه ابن خراش بالوضع وقال مطين هو عصا موسى يلقف ما يأفكون وقال البرقانى لم

ازل اسمع انه مقدوح فيه - (تذكرة الحفاظ ص ١٧١ ج٢)-

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

واما عبدا لله بن احمد بن حنبلؒ فقال كذاب وقال ابن خراش كان يضع الحديث وقال مطين هو عصى موسى تلقف ما يأفكون وقال الدار قطنى يقال انه اخذ كتاب نمير فحدث به وقال البرقانى اسمعهم يذكرون انه مقدوح فيه وقال ابن عقدة سمعت عبدالله بن اسامة الكلبى وابر هيم بن اسحاق الصواف وداؤد بن يحي يقولون محمد بن عثمان كذاب زاد داؤد قد وضع اشياء على قوم ماحدثوا بها قط ثم حكى ابن عقدة نحو هذا عن طائفة فى حق محمد انتهى-

پھر لکھتے ہیں:

- وقال جعفر بن محمد الطيالسى كان كذابا سمع عن قوم با حاديث ما حد ثوابها قط من يسمع انا به عارف وقال ابن المنادى قدا كثر الناس عليه عمل اضطراب فيه (لسان الميزان ج٥ ص ٢٨٠، ٢٧١)-

...... اور جعفر بن محمد الطیالسی کہتے ہیں کہ یہ کذاب تھا محدثین سے وہی احادیث بیان کرتا جو انھوں نے کبھی بھی روایت نہیں کیں جو بھی سنتے ہیں تو میں اس کو جانتا ہوں (کہ یہ ضعیف اور کذاب ہے) اور ابن المنادی نے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کہا ہے کہ لوگوں نے اس میں اضطراب کا عمل زیادہ بتایا ہے کہ وہ احادیث میں زیادہ مضطرب ہے۔

محمد بن لبان ضعیف اور یا مجہول راوی ہے

اسی طرح اس حدیث میں دوسرا راوی محمد بن لبان ہے جو ضعیف یا مجہول راوی ہے محمد بن لبان کے نام سے پانچ چھ راوی ہیں

۱۔ محمد بن لبان بن صالح القرشی

۲۔ محمد بن لبان الواسطی

۳۔ محمد بن لبان عن عائشۃ

۴۔ محمد بن لبان عن عروۃ

۵۔ محمد بن لبان عن ھشام بن عبید اللہ

نمبر ۱، اور نمبر ۲، ضعیف ہیں نمبر ۳ کے بارے میں امام بخاریؒ کہتے ہیں لا یعرف لہ سماع منھا یعنی عائشہؓ سے (المغنی ج ۲ ص ۲۵۵ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۵۴) نمبر ۴ لایعرف مجہول ہے نمبر ۵ ضعیف ہے۔

ایک اور محمد ابن لبان بن وزیر ابوبکر البلخی چھٹا بھی علامہ ذہبیؒ نے میزان میں ذکر کیا ہے لیکن اس کے بارے میں پھر الحافظ ابن عدیؒ کا قول یوں نقل کرتے ہیں وقال الحافظ ابن عدی بل ھو الواسطی۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۵۵) بلکہ یہ چھٹا واسطی ہے جو پہلے نمبر ۲ میں ذکر کیا گیا ہے یہ پانچ چھ راوی علامہ ذہبیؒ نے اپنی مایہ ناز (کتاب المغنی ج ۲ ص ۲۵۴،

۲۵۵ اور میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۵۴ ... ۴۵۵) میں ذکر کیے ہیں اور یہ سارے ضعیف اور بعض مجہول اور لایعرف ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن لبان بن صالح

اس راوی کا ترجمہ مجھے کہیں نہیں ملا لھذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں اور نہ ذاکرین زمانہ کو کچھ مفید ہے وللہ الحمد علی کل حال سوی الکفر والضلال۔

مولانا عبدالحی کا ذاکرین زمانہ کے خیال پر پانی پھیر دینا

قارئین کرام یہ تھے وہ دلائل جن سے ذاکرین زمانہ بغلیں بجاتے تھے کہ دیکھو ! ناا! اڑھتالیس احادیث ہیں کہ ذکر بالجھر جائز مشروع اور کار ثواب ہے۔ یہ حضرات اور خاصکر پنج پیری لوگ نہیں مانتے اور اس لئے تو ہم ہر وقت ذکر بالجہر میں سرشار ہیں اور مزید شوق بڑھانے کے لئے لاوڈ سپیکر استعمال کرتے ہیں اور چیختے پکارتے ہیں کودتے اچھلتے ہیں اور سروں کو ہلاتے ہیں یہاں تک کہ لوگ بے وقوف ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو مجانین لیکن ہم مجانین نہیں انہی احادیث پر عاملین ہیں جو مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ نے ہماری تائید میں اڑتالیس احادیث ذکر کر کے رسالہ لکھا ہے لیکن قارئین کرام الحمدللہ ہم سوچ سمجھ والے ہیں کہ ذاکریں زمانہ کی فقط خوش فہمی ہے مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ جہر مروجہ فی زمانناکا بالکل قائل نہیں آپ نے اس رسالہ میں جہر واخفا کی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

حدو تعریف کی ہے میں بطور اختصار نقل کرتا ہوں آپ اس سے مزید قیاس خود کریں یا پھر اصل رسالہ تفصیلی دیکھ لیں

ے قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آپ پہلے ہی صفحہ میں اول امام کرخیؒ کا قول یوں نقل کرتے ہیں

الاول ماذهب اليه الكرخى من ان ادنى الجهر ان يسمع نفسه (سباحۃ الفکر ص ۱)۔

کہ معمولی جہر یہ ہے کہ اپنے آپکو سنادے اور مختصر القدوری کی شرح الجوھرۃ النیرہ سے منفرد نمازی کے بارے میں یوں عبارت نقل کرتے ہیں وان كان منفردا فهو مخيران شاء جهر واسمع نفسه الخ

قوله اسمع نفسه ظاهره ان حد الجهر ان يسمع نفسه وحدالمخافة تصحيح الحروف ص ۲۔

اگر چاہے تو جہر کرے اور آپنے آپکو سنائے جسکا ظاہر مطلب یہ ہے کہ جہر کی حدو تعریف یہ ہے کہ اپنے آپکو سنائے پھر ھدایہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے ص ۲ اور امام ابو جعفر الھندوانیؒ کا قول جہر میں اسی طرح نقل کرتے ہیں:

لا بد فى الجهر من سماع غيره۔ فادنى الجهر عنده اسماع غيره ولو كان واحدا ص ۳

کہ جہر میں غیر کو سنانا ضروری ہے (اور پھر اس تعریف پر تفریع کرکے

کہتے ہیں) تو ادنی جہر آپکے نزدیک غیر کو سنانا ہے اگرچہ ایک کو سنائے پھر اسی صفحہ پر ھندوانی کے قول پر اختلاف ذکر کرتے ہوئے تفریع کرتے ہیں فلو سمع اثنا ن كان اعلى من الجهر ص ۳

سو اگر دو آدمیوں نے سنا تو یہ اعلی جہر ہوگا اور ان اڑتالیس احادیث کو ذکر کرنے کے بعد خلاصہ مطالب اسی طرح ذکر کرتا ہے:

وخلاصة المرام فى هذا المقام انه لا ريب فى كون السر افضل من الجهر للتضرع وكذا لاريب فى كون الجهر المفرط ممنوعا لحديث اربعوا على انفسكم ص ۳۳۔

خلاصہ مقصد اس مقام میں یہ ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ذکر سری ذکر جہری سے تضرع عاجزی اور ڈر وخوف کی وجہ سے افضل ہے اور اسی طرح جہر مفرط کے ممنوع وناجائز ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ حدیث ہے اربعوا علی انفسکم اپنی جانوں پر نرمی کرو

یہ حدیث ابو موسی اشعریؓ کی ہے صحیحین (بخاری ج ۲ ص ۶۰۵ اور مسلم ج ۲ ص ۳۴۶ اور مشکوۃ ص ۲۰۱ باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر میں ذکر ہے ہاں الحمد اللہ جو جہر غیر مفرط جس کی حد ادنی کی تعریف خود مولانا عبدالحیؒ نے امام کرخیؒ یا ھندوانیؒ سے نقل کی ہم اسکے منکر نہیں ہاں کیفیت مخصوصہ ھئیت کذائیہ اور التزام کی وجہ سے یہ بھی بدعت بن جاتی ہے جیسا کہ اس کی پوری تفصیل بحمد اللہ تعالی ومنہ گزر چکی ہے اور

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

افضلیت الحمد اللہ ہر صورت میں ذکر سری کو حاصل ہے اور یہی کچھ صاحب رسالہ بھی لکھتے ہیں اقرأ لتکون علی بصیرۃ۔

ومن قال انه بدعة ارادبه ان ایقاعهٗ علی وجه مخصوص والتزام ملتزم لم یعهد فی الشرع۔ (ساحۃ الفکر ص ۳۳) اور جس نے کہا ہے کہ جہر بالذکر بدعت ہے اس کا ارادہ اور مقصد یہ ہے کہ اس کا مخصوص طریقہ سے اور بعض چیزوں کی خاص التزام کی وجہ سے بدعت ہے جو شرع میں رائج اور معلوم نہ ہو اور افضلیت کے بارے میں اب آپکی عبارت گزر چکی ہے کہ وخلاصة المرام فی هذا المقام انه لا ریب فی کون السر افضل من الجهر للتضرع والخفية ص ۳۳

اور الحمد اللہ خود صاحب رسالہ نے ابو یعلی موصلی سے حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ افضل الذکر الخفی الذی لا تسمعه الحفظة یقال لهم یوم القیامه انظروا هل بقی له من شئی فیقولون ماترکنا شیئا مما علمنا وما علمناه وحفظناه۔ الاقداحصیناه وکتبناه فیقول الله تعالی ان لك عندی حسنة (خبئا) لا تعلمه وانا اجزیك به وهوالذکر الخفی کذاذکره السیوطی فی البدور السافرة فی احوال الاخرة۔ (ساحۃ الفکر ۳۴)۔

کہ بہترین ذکر خفی وہ ہے جو کرام الکاتبین نہیں سنتے قیامت کے دن انکو کہا جائے گا دیکھو اسکا کوئی عمل باقی ہے؟ تو فرشتے کہیں گے ہم نے اسکا کوئی

عمل جو ہم جانتے تھے اور ہم نے اسکو یاد کیا تھا نہیں چھوڑا ہے مگر ہم نے اسکو محفوظ کر کے لکھا ہے تو اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ بیشک آپ کے لئے میرے پاس ایک نیکی ہے (خبئا ایک پوشیدہ عمل ہے یہ لفظ حسنۃ نہیں ہے خبئا ہے دیکھئے مسند ابی یعلی الموصلی ج ۴ ص ۲۱۵ حدیث نمبر ۴۷۱۹ ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے) اور میں خود اسکا بدلہ دونگا اور وہ ذکر سری ہے اسی طرح امام سیوطیؒ نے البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ میں ذکر کیا ہے

قارئین کرام! اب آپکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس عبارات کو بار بار پڑھ کو خود صحیح فیصلہ کریں اور ذاکرین زمانہ بھی سوچ لیں اور صحیح فیصلہ صادر فرمائیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے؟

اے آنکھ اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت پر اعتراضات اور جوابات

وماذکر فی الواقعات عن ابن مسعود من انه رای قوما یهللون برفع الصوت فی المسجد فقال ما اراکم الا المبتدعین حتی اخرجهم من المسجد لا یصح عندا لحفاظ من الائمة المحدیثن وعلی فرض صحته هو معارض بما یدل علی ثبوت الجهر منه رضی الله تعالی عنه مما رواه غیر واحد من الحفاظ او محمول علی الجهر البالغ۔ (روح المعانی ص ۱۶۳ ج ۱۶)۔

اور واقعات میں جو روایت ابن مسعودؓ سے ذکر ہے کہ آپ نے مسجد میں ایک قوم اونچی آواز سے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دیکھی تو انہیں فرمایا کہ میں تمہیں مبتدعین جانتا ہوں یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکالا یہ حدیث حفاظ ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح نہیں اور اگر یہ صحیح فرض کی جائے تو یہ آپ سے جہر کے ثبوت والی حدیث سے معارض ہے جو کئی حفاظ حدیث نے روایت کی ہے اور یا یہ حدیث جہر بلیغ جہر مفرط پر محمول ہے

اس حدیث پر تین اعتراضات ہیں اور حقیقت میں دو اعتراضات اور ایک تطبیق ہے

پہلا اعتراض کہ یہ حدیث حفاظ ائمہ کے نزدیک صحیح نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کیسے ائمہ حدیث حفاظ کے نزدیک صحیح نہیں جبکہ کسی سے بھی کوئی جرح منقول نہیں اور پھر جرح بھی تفصیلی ہونی چاہئے تاکہ اصل حال معلوم ہو جائے اور روایت تو امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب جو کہ مشہور ہے ابن البزاز الکردری حنفیؒ پر وقد صح کے الفاظ سے نقل کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں وفی فتاوی القاضی رفع الصوت بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انه سمع ...... حتی اخرجهم من المسجد ۔ (البزازیة علی الهندیة ج٦ ص ٣٧٨) اسی طرح علامہ شامیؒ نے بھی لما صح عن ابن مسعود. الفاظ سے نقل کیا ہے لھذا تفصیل درکار ہے۔

" لا یصح عند الحفاظ من ائمه المحدثین ،، الفاظ کافی نہیں ہیں

علامہ سیوطیؒ اور محقق محشیؒ

الحافظ السیوطیؒ نے یہی روایت اپنی مایہ ناز کتاب الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع میں ذکر کی ہے اس پر محقق مشہور حسن سلمان تحقیق کر کے یوں رقمطراز ہیں :

اخرجه الدارمی : ۔ السنن ج ١ ص ٦٨، ٦٩ باسناد جید ورواه ابن وضاح : البدع ص ١٠، ١١، ١٢، ١٢، ١٣، ١٣، من طرق عدة عن ابن مسعود واخرجه ابن الجوزی (تلبیس ابلیس ص ١٦، ١٧ بمجموع طرقه ۔ الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع ص ٨٤)

اس حدیث کو امام دارمیؒ نے سنن دارمی ج ١ ص ٦٨، ٦٩ میں جید اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور محمد بن وضاحؒ نے کتاب البدع والنھی عنھا میں ص ٨، ١٠، ١١، ١٢، ١٢، ١٣، ١٣ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے متعدد طرق سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو علامہ ابن الجوزیؒ نے تلبیس ابلیس میں ص ١٦، ١٧ میں ذکر کیا ہے اور یہ اثر مجموعہ طرق کے ساتھ صحیح ہے

دوسرا اعتراض : اگر یہ حدیث صحیح مان لی جائے تو یہ جہر بالذکر کے ثبوت والی روایت سے متضاد ہے جو کئی حفاظ حدیث نے روایت کی ہیں

جواب :

یہ اعتراض تب صحیح ہوگا جب وہ جہر والی روایت ذکر کی جائیگی جب ہمیں

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

کوئی ایسی روایت معلوم نہیں اور نہ صاحب روح المعانی نے ذکر کی ہے تو یہ اعتراض کچھ بھی قابل قبول نہیں

تیسرا اعتراض : کہ یا یہ محمول ہے جہر بلیغ پر۔

جواب :

یہ اعتراض نہیں بلکہ تطبیق ہے یا پھر دلی ہوئی زبان سے اقرار صحت ہے جس میں الحمد للہ ہم بھی اس کے ساتھی ہیں کیونکہ جہر غیر مفرط کا تو کوئی بھی منکر نہیں ہاں فضیلت ذکر سری کو حاصل ہے لھذا یہ حدیث اور پھر صاحب روح المعانی کا یہ قول کہ او محمول علی الجہر البالغ ذاکرین زمانہ کو کچھ مفید نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ ان لوگوں کا جہر تو بلیغ نہیں بلکہ ابلغ مفرط نہیں بلکہ مفرط جدا ہے اس لئے کہ لاوڈ سپیکر کا استعمال ہوتا ہے اور پھر اس پر التزام اور ہیئت مروجہ مستزاد ہے جو خالص بدعت ہی بدعت ہے اللہ تعالٰی ان لوگوں کو ھدایت نصیب کرے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

امام شعرانی رحمہ اللہ اور ذکر بالجہر

وفی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل اوقاری ۔(شامی ج ۱ ص ۴۸۸)۔

حموی کے حاشیہ میں امام اشعرانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ متقدمین اور متأخرین نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ذکر جماعت کے ساتھ مساجد اور غیر مساجد میں مستحب ہے لیکن اگر ان کی جھر سے سوئے ہوئے یا نمازی یا قرأت و تلاوت کرنے والے کو تشویش و تکلیف ہو تو پھر جہر جائز نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھر سلفا و خلفا جائز ہے اور اس پر اجماع ہے

پہلا جواب :

اس سے مراد تکبیرات التشریق کی جہر ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲۴۲ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول تھا کہ وہ اپنے خیمے میں منی میں تکبیر کہا کرتے تھے فیسمعہ اھل المسجد فیکبرون ویکبر اھل الاسواق حتی ترتج منی تکبیرا (سباحۃ الفکر ص ۲۹) تو مسجد والے بھی تکبیر پڑھا کرتے و ربازاروں والے بھی اور جماعۃ کی قید اتفاقا ہے نہ کہ ارادۃ اور التزاما اور یہ جائز ہے اس میں سلف و خلف بالکل متفق ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے :

کہ اس سے مراد جھر غیر مفرط ہے بغیر التزام اور ہیئت اجتماعیہ کے اور جماعۃ کی قید صورتا ہے جیسا کہ بعد از نماز فجر اکثر افراد تلاوت قران میں لگتے رہتے ہیں جسکی صورت جماعت کی ہوتی ہے اور حقیقت میں سب الگ الگ تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ التزام اور اجتماع کا کوئی خیال تک بھی نہیں ہوتا

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

تیسرا جواب یہ ہے :

کہ ذکر بالجھر بطریقہ اجتماعیہ کی استحباب پر سلفاء و خلفا علماء کرام کی اجماع کا دعوی صحیح نہیں ہے بلکہ بے بنیاد ہے کئی وجوہ کی بنا پر آپ غور فکر کریں میں اختصار سے حوالوں اور عبارات کا مقصد بیان کرونگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی وقت لکھتے ہیں

ثم اجمع العلماء على ان الذكر سرا هو الافضل والجهر بدعة الا فى مواضع مخصوصة مست الحاجة فيها الى الجهر به كا لاذان والاقامة وتكبيرات التشريق ...... (تفسير المظهرى ص ٣٦١ ج٣)۔

پھر علماء کرام نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ذکر سری ہی افضل ہے اور جہر بالذکر بدعت ہے ہاں مواضع مخصوصہ جہاں جہر کی ضرورت ہو جیسے اذان اور اقامت اور تکبیرات التشریق وہاں جائز ہے......

قارئین کرام قاضی ثناء اللہ صاحب نے ذکر بالجھر کو بدعت قرار دے کر ذکر سری کی فضیلت بیان کی اور دونوں پر اجماع علماء کرام کا پیش کیا ہے

ملا علی قاری لکھتے ہیں

شارح مشکوۃ صاحب مرقات نے باب اشراط الساعۃ میں فصل ثانی حدیث وظہرت الاصوات فی المساجد کی ذیل میں لکھتے ہیں :

وقدنص بعض علمائنا بان رفع الصوت فى المسجد ولو بالذكر

حرام۔ (مرقات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ص ١٧١ ج١٠)

ہمارے بعض علماء کرام (احناف کثراللہ سوادھم نے کیونکہ ملا علی قاری حنفی ہے) نے اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر پر ہو حرام ہے۔

قارئین کرام! سوچیئے کہ اجماع سلف و خلف از کجا؟ کہ ذکر بالجھر پر اجماع ہے کہ مسجد وغیرہ میں جماعۃ بھی جائز بلکہ مستحب ہے

علامہ ابن الحاج صاحب مدخل لکھتے ہیں

وهذه المسئلة لايعلم فيها خلاف بين احد من المتقد مين من اهل العلم اعنى منع رفع الصوت بالقراءة والذكر فى المسجد مع وجود مصل يقع له التشويش بسببه (مدخل ج١ ص ١٠٦)

اور اس مسئلہ میں متقدمین اہل علم میں سے کسی کا کوئی خلاف معلوم نہیں کہ مسجد میں قراءت اور ذکر پر آواز بلند کرنا جبکہ اس میں نمازی ہو جو تشویش اور خلط میں پڑتا ہو منع ہے۔

قارئین کرام! ذاکرین زمانہ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ خدا کے لئے اللہ تعالی کو حاضر و ناظر جان کر اور خدا کے سامنے پیشی اور جولبد ہی ملحوظ خاطر رکھ کر سوچیں کہ آپ کی جھر سے مصلی، قاری، سوئے ہوئے آدمی اور بیمار کو اذیت ہوتی ہے یا نہیں؟

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اور ابن الحاجؒ جلد ثانی میں یوں لکھتے ہیں

وانما یجلس فی المسجد لما تقدم ذکرہ من الصلوۃ والتلاوۃ والذکر والتفکر اوتدریس العلم بشرط عدم رفع الاصوات وعدم التشویش علی المصلین والذاکرین واما فی غیر المسجد فیمنع جماعۃ ویجوز جھر بشرط عدم التشویش علی غیرہ۔ (المدخل ص ۲۲۷ ج۲)۔

اور تحقیق مسجد میں بیٹھک اس کے لئے کی جائیگی جسکا ذکر پہلے گزر چکا ہے یعنی نماز تلاوت ذکر اذکار سوچ وفکر اور علم کی تدریس کے لئے

بایں شرط کہ آوازیں بلند نہیں ہونگے اور بشرطیکہ نمازیوں اور ذاکرین پر خلط ملط اور تشویش نہ ہو اور مسجد کے علاوہ بطور جماعت ممنوع ہے اور جہرا جائز ہے بایں شرطیکہ دیگر لوگوں کے لئے باعث تشویش نہ ہو

قارئین کرام اس عبارت میں بشرط عدم رفع الاصوات وعدم التشویش اور فیمنع جماعۃ ویجوز جھر بشرط عدم التشویش علی غیرہ کے الفاظ نہایت واضح الفاظ ہیں جن سے امام شعرانیؒ کا اجماع سلف وخلف کا دعوی باطل ہوتا ہے کہ ذکر بالجہر اور جماعۃ پر اجماع امت ہے کہ جائز ہے اس عبارت کو بار بار پڑھ لیں اور سوچیں (فارجع البصر ھل تری من فتور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئا وھو حسیر)

اور تیسری جلد میں یوں فرمایا ہے

وقد تقدم توقیر السلف رضی اللہ عنھم للمساجد کیف لا یکون ذلك وقد کانوا یکرھون رفع الصوت فیہ ذکرا کان او غیرہ وقد نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رفع الصوت با لقراءۃ فیہ .... (المدخل لابن الحاجؒ ص ۹۸ ج۳)

اور تحقیق سلف صالحینؒ سے مساجد کی قدر واحترام پہلے گزر چکی ہے اور یہ کیوں نہیں ہوگا اور بیشک آپ اس میں آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے خواہ وہ آواز بلند کرنا ذکر پر ہو یا غیر ذکر پر اور یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آواز بلند سے قراءت کرنے سے منع فرمایا ہے........

علامہ شاطبیؒ الامام الغرناطیؒ سے ایک حوالہ لیجئے جسکا معنی وترجمہ پہلے گزر چکا ہے.

علامہ الشاطبیؒ لکھتے ہیں :

علامہ غرناطیؒ ذاکرین زمانہ کا یوں تصویر پیش کرتے ہیں...... ثم یقولون تعالوا نذکر اللہ فیر فعون اصواتھم یمشون ذلك الذکر مداولۃ ، طائفہ فی جھۃ وطائفۃ فی اخری علی صوت واحد یشبہ الغناء ویزعمون ان ھذا من مجالس الذکر المندوب الیھا وکذبوا فانہ لوکان حقا لکان السلف الصالح اولی بادراکہ وفھمہ والعمل بہ والا فاین فی الکتا ب اوفی السنۃ الا جتماع للذکر علی صوت واحد جھرا عالیا ؟ وقد قال اللہ تعالی

ادعو ربکم تضرعا وخفیة انه لایحب المعتدین والمعتدون فی التفسیر هم الرافعون اصواتهم بالدعاء وعن ابی موسی قال کنا مع رسول الله ﷺ فی سفر فجعل الناس یجهرون بالتکبیر فقال النبی ﷺ اربعو اعلی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا وهو معکم وهذا الحدیث من تمام تفسیر الآیة ولم یکونوا رضی الله عنهم یکبرون علی صوت واحد ولکنه نهاهم عن رفع الصوت لیکونوا ممتثلین للآیة وقد جاء عن السلف ایضا النهی عن الاجتماع علی الذکر (الاعتصام للشاطبیؒ ج۱ ص ۲۶۸، ۲۶۹)

خط کشیدہ الفاظ نہایت قابل غور و خوض ہیں جن سے امام شعرانی رحمہ اللہ کے اجماع السلف والخلف کا دعوی کافور ہو جاتا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

صاحب مرقات اور صحابہ کرامؓ

ملا علی قاریؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ہذہ الامة...... کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ولا یتحلقون للاذکار والصلوات برفع الصوت فی المساجد ولا فی بیوتهم (مرقات ص ۲۶۰ ج۱)۔

نواب قطب الدین خانؒ اور مندرجہ بالا عبارت

اور نہ (صحابہ کرام) حلقہ بنا بنا کر بیٹھتے واسطے ذکر جہر کے مساجد میں اور نہ اپنے گھروں میں (مظاہر حق ج ۱ ص ۹۴)۔

قارئین کرام! یہ تین جوابات اور سات آٹھ حوالوں کو پڑھ کر سوچیں تو انشاء اللہ تعالی آپکو اپنا دل بھی یہ فیصلہ دیگا کہ ذکر بالجھر جماعۃ کے طور پر مساجد اور غیر مساجد میں استحباب کے قول پر امام شعرانیؒ کا اجماع سلف و خلف کا دعوی خالص بے دلیل دعوی ہے جو بالکل باطل ہے۔

علامہ شامیؒ کا صاحب بزازیہ پر اعتراض اور اس کا جواب

(قوله ورفع صوت بذکر الخ) اقول اضطرب کلام صاحب البزازیة فی ذلك فتارة قال انه حرام وتارة قال انه جائز۔ (شامی ج۱ ص ۴۸۸)

میں کہتا ہوں کہ صاحب بزازیہ کا کلام اس میں مضطرب ہے سو کبھی کہتا ہے کہ یہ حرام ہے اور کبھی کہتا ہے کہ یہ جائز ہے۔

جواب:

فسبحان الذی لا یضل ولا ینسی علامہ شامیؒ خود صاحب بزازیہ کے کلام میں خطا ہو گیا ہے اور اس نے اضطراب کا حکم لگایا ہے حالانکہ اضطراب ایک ہی چیز اور حکم میں آتا ہے دو چیزوں میں اضطراب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب صاحب بزازیہ نے کہا کہ ذکر پر آواز بلند کرنا حرام

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

ہے تو یہ حکم وہاں ہے جہاں کوئی مصلحت تعلیم و تعلم وغیرہ نہ ہو اور جہاں آپ نے حکم کیا ہے کہ ذکر بالجہر اور اس پر آواز بلند کرنا جائز ہے تو وہاں آپ نے مستثنیات کا ذکر کیا ہے جو باتفاق امت مشروع اور معمول ہیں صاحب بزازیہ کی پوری عبارت دیکھ لیں لتکونوا علی بصیرۃ فرمایا ہے: واما رفع الصوت بالذکر فجائز کما فی الاذان والخطبۃ والحج۔ (الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الھندیۃ ج٦ ص ٣٧٩)

اور ہر کہ ذکر پر آواز بلند کرنا ہے تو جائز ہے جیسے کہ آذان خطبہ اور حج میں قارئین کرام! خدا کے لئے سوچیں اس میں کوئی بھی اضطراب نہیں ورنہ یہ اضطراب تو ہر مفتی، عالم، اور قاضی کے قول میں آپ کو ضرور نظر آئیگا تفسیر مظھری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ذکر بالجہر بدعت ہے اور یہ قول بھی کیا ہے کہ ذکر بالجہر جائز ہے دیکھئے فرمایا ہے کہ ثم اجمع العلماء علی ان الذکر سرا ھو الافضل والجھر بالذکر بدعۃ الافی مواضع مخصوصۃ مست الحاجۃ فیھا الی الجھر بہ کالاذان والاقامۃ وتکبیرات التشریق …… (تفسیر مظھری ج٣ ص ٧٦١)

اسی طرح بہت سی عبارات اور حوالے ہم نے ذکر کئے ہیں جو چاہیں وہاں دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالی ہم کو اور ذاکرین زمانہ کو ھدایت نصیب فرما کر صحیح سنت کی تابعداری نصیب فرمائے اور دونوں جہانوں میں سرفراز و کامران

بنائے وما ذلك على الله بعزيز فسبحا ن ربك رب العزت عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العا لمين۔

اللهم انى اعوذبك من العجزو الكسل و البخل و الهرم وعذاب القبر اللهم ات نفسى تقواها وزكّها انت خير من زكّا ها انت وليها وموﻻها اللهم انى اعوذبك من علم ﻻ ينفع ومن قلب ﻻ يخشع ومن نفس ﻻ تشبع ومن دعوة ﻻ يستجاب لها اللهم انى اسالك بانك انت الله ﻻ اله الا لله انت الا حد الصمد الذى لم يلد ولم يولد و لم يكن له كفو ا احد ربنا ربنا ربنا ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الا نبيا ء والمر سلين وعلى اله واصحابه المكرمين آمين وير حم الله عبدا قال آمنيا۔

وقد فرغت من الكتا بة يوم السبت قبل صلوة الوسطى صلوة العصر بتا ريخ ١٤/٦/٢٠٠٣ ـ المطابق لمرقوم ١٣ من الربيع الثانى ١٤٢٤ھ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا پیر سیف الرحمٰن اور آپ کے مریدوں کے مذموم عقائد اور باتیں انکی کتابوں سے

تبلیغی جماعت اور مفتیان اکوڑہ خٹک کے حق میں : آپ لوگوں کا یہ تجزیہ اہل جبر پر اہل سنت کا حکم لگانا، اہل زیغ اور اہل کفر پر اہل حق اور اہل اسلام کا حکم کرنا اور فاسد و مفسد جماعت پر مصلح کا حکم کرنا ایسا فتوے شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ ایسے فتوے سے تو آپ خود اشد کافر بن گئے (جواب الاستفتاء ص ۳۵) رائیونڈ تبلیغی جماعت اور ان کے کفریہ عقائد)۔

۲) اب دیکھو جوڑ توڑ کی عبارتیں یہ جبری فرقہ الیاسی دجالین کونسی مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اکوڑہ کے اندھے بے خبر اور وکیلان صفائی اس سے کیا تعبیر کرتے ہیں پس یہی جوڑ توڑ کا معاملہ حقیقت میں انھدام دین محمدی ﷺ کے لئے ایک عظیم دسیسہ ہے یہی مروّج اور مؤید (تبلیغی جماعت اور مفتیان اکوڑہ) دونوں واضح کافر ہیں کتاب مذکور (۴۷، ۴۸)

۳) لھذا اس آیت سے ان مفتیوں کا استدلال کافرانہ اور زندیقانہ ہے ...... کہ الیاس والا جبری تبلیغی فرقہ قطعی یقینی طور پر جبریہ اور کافر ہیں (کتاب بالا ص ۵۳)

۴) دوسرا مضمون کہ الیاس کا جبری فرقہ خوارج ہیں (کتاب بالا ص ۵۴)

۵) ان لوگوں (مفتیان اکوڑہ) نے شریعت محمدی ﷺ کے توھین اور

انھدام کا التزام کیا ہے (بحوالہ بالا ص ۵۵)

۶) یہی رشوت خور مفتیان تو حیلے حوالے کرتے ہیں (مذکور بالا ص ۵۶)

۷) ایسے خطرناک کافروں سے محبت اور تعلق رکھنا موجب خطر عظیم ہے ...... اگر ایسے اغلظ ترین کافروں سے آپ نے عداوت نہیں کی تو کفر بواح میں مبتلا ہونے کا خطر عظیم ہے۔

...... یہ لوگ عام شعائر اللہ کے خصوصا صحابہ کرام اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے گستاخ اور بے ادب ہیں تو ذوالخویصرہ اور دیگر خوارجوں سے ان لوگوں کا کفر بدرجھا غلیظ تر ثابت ہو گیا (کتاب مذکور ص ۵۸)

۸) ان لوگوں (مفتیان اکوڑہ خٹک اور تبلیغی جماعت) کا عقیدہ اور تحریک اور یہی دجالی فریب مشترکہ طور پر ایک ہے (کتاب بالا ص ۵۹)

۹) سو دیکھو یہ کتنے اشد کافر گستاخ اور دشنام دھندہ ہیں (کتاب بالا ص ۶۰)

۱۰) تیسرا مضمون کہ الیاسی جبری فرقہ مجسمہ ہیں (حوالہ مذکورہ)

۱۱) یہ یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ فرقہ خوارج گستاخ رسول اللہ ﷺ دشمنان صحابہ اور خرقوس ذوالخویصرہ اور ابن سبا کے پیروکار اور متبعین ہیں ...... یہ فرقہ مجسمہ ہیں اور مجسمہ بھی یہود ہیں تو یہ فرقہ یہودی جماعت ہے اور دجال قوم یہود سے ہو گا تو یہ فرقہ فتنہ دجال ہے

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

(کتاب مذکور ص ۶۴)

۱۲) تو ان لوگوں کا منزل و مقام یہ ہے کہ یہ فتنہ دجال اور فتنہ یہود اور مطلقا کافر بلکہ اغلظ ترین کافر ہیں (کتاب مذکور ص ۶۵)

۱۳) دیگر اس فرقے میں مدرسین پیروں اور شیخوں کے نام سے قسم قسم تربیت یافتہ مخفی کافر موجود ہیں...... اللہ تعالی ہمیں ان کافرانہ دجالی فرقے سے بحرمۃ النبی الکریم ﷺ نجات دے (مذکور کتاب ص ۶۶)

۱۴) نوویں فرقہ ان گمراہ فرقوں اور بے دین فرقوں میں سے جبریہ ہیں کہ اپنے آپکو تبلیغی اور داعیان کہتے ہیں ٹھیک جبریہ عقیدے کی تبلیغ کرتے ہیں...... اور کلمہ طیبہ میں تحریف کرتے ہیں (سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین ص ۱۲۰)

۱۵) تو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ لفظ خدا سے اس حقیقی وحدہ لاشریک خدا مراد نہیں لیتے بلکہ اپنے آنے والا بڑے موعود دجال کو لفظ خدا استعمال کرتے ہیں یعنی دجال کے راستے کو خدا کا راستہ کہتے ہیں (سیف المؤمنین ص ۱۳۷)

۱۶) اور رائیونڈی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی سے ہونے کا یقین کریں تو ہونا کسب ہے خلق اور ایجاد نہیں تو بندہ کی صفت کہ کسب ہے اللہ تعالی کو منسوب کیا اور بندے سے اختیار سلب کیا...... اور یہ کفر ہے فتاوی سیفیہ۔

(فتوی علمائے حقانی در تکفیر فرقہ جبریہ رائیونڈیہ ص ۱۵)

۱۷) یہ نام نہاد تبلیغی پارٹی کہ رائیونڈ سے سلسلہ ہے اور رائیونڈ پھر انگریز کی طرف سے ہے یہ حق تبلیغ نہیں کفر کی تبلیغ اور عقیدۂ جبر کی تبلیغ ہے...... رائیونڈ کفر کا مرکز ہے اور اسلام کی روشنی میں کفر کے بیل بوٹے پھیلاتے ہیں اور اسلام کو جڑ سے ختم کر دیتے ہیں

(فتاوی سیفیہ ص ۲۷)

۱۸) اب راسخین فی الکفر تبلیغی نام نہاد پارٹی والے ایمان لاتے ہیں اور یا نہیں لاتے یہ ان کی مرضی ہے (فتاوی سیفیہ ص ۳۰)

۱۹) وزیر مسعود کے لوگوں کا ہاتھ بلند کرنا اور ایک ہی آواز سے اور بلند آواز سے یہ کہنا کہ اس عقیدہ والے لوگ کافر ہیں...... اس عصر میں ہمارے لئے اجماع کا حکم رکھتا ہے اور اجماع کا حکم ماننا متفق علیہ ہے (فتاوی سفیہ ص ۲۹)

۲۰) تحقیق کے لئے ہمارا رسالہ جواب الاستفتاء مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے کسی مسلمان کو مجمل لفظ پر کافر نہیں کہا ہے بلکہ رائیونڈی جبری فرقہ والوں کے ظاہری کفر کو بمطابق شریعت غراء کفر ہی کہہ دیا ہے (ھدایۃ السالکین ص ۷۳)

جماعت اشاعت التوحید والسنۃ، مودودی، غیر مقلدین وغیرہ دیگر جماعتوں کے بارے میں اس ابو جھل لعین کے جواہر پارے:

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

۲۱) نعوذ باللہ پنج پیریوں ،و ھابیوں اور دیگر گمراہ فرقوں کی طرح کہ ان کے عقیدے میں یہ شرک ہے (فتاوی سیفیہ ص ۴۳)

۲۲) ایسا نہیں جیسا کہ و ھابیوں پنج پیریوں کا عقیدہ ہے کیونکہ یہ خود اپنے اس عقیدے پر زندیق اور مشرک بن گئے ہیں (حوالہ بالا)

۲۳) اگر کہیں لامذھب اور پنج پیری یا خوارج یا وہابی یا غیر مقلد یا دیگر فرقہ ضالہ سے ہو تو شایان جواب نہیں اور نہ اس سے کوئی گلہ مناسب ہے کیونکہ یہ فرقے صوفیائے کرام کے ذاتی دشمن اور منکرین اولیاء ہیں (کتاب مذکور ص ۱۹)

۲۴) میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر قائم ہو گیا اور اگر میں مرید نہ بن گیا ہوتا تو میں بھی پنج پیری یا وہابی یا شیعہ اور یا دیگر گمراہ فرقے جیسا ہوتا (کتاب بالا ص ۷۰)

۲۵) سیف الرجال علی عنق الدجال کے تعارف میں یوں لکھتا ہے زیر نظر کتاب ایک تحقیقی اور انقلابی کتاب ہے...... خاص طور پر سرحد اور ملاکنڈ ڈویژن میں شریعت کے نام پر وہابیوں کی کافرانہ تحریک اور خانہ جنگی برپا کرنے والے ناپاک عزائم کو چاک کر دیا ہے (تعارف سیف الرجال ص ۱)

۲۶) نفاذ شریعت محمدی اور اسلامی شریعت کے نام پر وہابی مودودی خوارج کی تکفیر اور احادیث مبارکہ میں اس دجالی فتنہ کے متعلق پیشن

maktabatulishaat.com

گوئیاں اور مجتہدین عظام کے اقوال و تحقیقات کی روشنی میں اس فرقہ کا کافر ہونا ثابت کر دیا گیا ہے (حوالہ بالا)

۲۷) اور اس بدترین فرقہ کے مخصوص عقائد مثلاً اللہ تعالی کی ذات و صفات سے انکار کہ مجسمہ فی الحقیقت ،بت پرست اور منکر خدا ہیں اور یہ لوگ مجسمہ ہیں (حوالہ مذکورہ)

۲۸) کرامات ، معجزات ،برکات ،تصوف ،وسیلہ ،زیارت النبی، تقلید ،اختیار عباد اور دوسرے کئی متواتر اور ضروری فی الدین احکامات سے منکرین ہیں (حوالہ بالا)

۲۹) پنج پیری اور مودودی پارٹی والوں کا ان غیر ملکی عرب تخریب کاروں کے ساتھ عقیدوی اگاؤ ہے (تعارف سیف الرجال ص ۱۱)

۳۰) اس تحریک (ملاکنڈ) کے پس پردہ عزائم کافرانہ اقدامات (حوالہ بالا)

۳۱) اس تحریک والے کافر واجب القتل ہیں (حوالہ بالا)

۳۲) عام اہل اسلام سے گزارش ہے......اور سب ملکر اس قسم کے خطرناک اور بدکردار کافرانہ اقدامات کرنے والوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے ساتھ تعاون کریں (حوالہ مذکورہ)

۳۳) تنظیم نفاذ شریعت محمدی کے نام پر وہابی، سلفی اور مودودی محرکین اور انکے عقائد کافرانہ) سیف الرجال ص ۲۴، ۳۴

Scanned by CamScanner

اور اسی طرح مالاکنڈ ڈویژن میں بنام نفاذ شریعت کی جو کافرانہ تحریک شروع ہے اسکے بھی پنج پیر والے تو اصل محرک ہیں اور مودودی پارٹی والے بھی ان کے مؤید ہیں (کتاب مذکور ص ۲۶)

۳۵) کہ بنام نفاذ شریعت والے بے دین اور بد عقیدہ ہیں کیونکہ مودودی جماعت والوں اور پنج پیری وہابی محرکین کے عقائد سے کوئی اسلام پسند بے خبر نہیں خواہ عالم ہو یا عامی ہو...... سرحد اور مالاکنڈ ڈویژن میں تقریبا ہر جگہ اور ہزار ہا بار اپنے کافرانہ عقائد کو تقریراً اور تحریراً بیان کر چکے ہیں (سیف الرجال ص ۲۷)

۳۶) اور اسی طرح کے ہزار ہا زندقانہ اور کافرانہ عقائد ان لوگوں کے ہیں (کتاب مذکور ص ۲۹)

۳۷) ملا محمد طاہر پنج پیری (نور اللہ قبرہ و برد اللہ مضجعہ و اسکنہ بحبو حۃ الجنان آمین و صلی اللہ علی النبی الکریم عبدالمقدس نے اپنے رسالوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ میں نے یہ عقیدہ محمد بن عبدالوحاب نجدی اور امام الزنادقہ ابن تیمیہ (معاذاللہ) سے حاصل کیا ہے (کتاب مذکور ص ۳۰)

۳۸) علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرن الشیطان سے مراد وہابی فرقہ ہے کہ اس فرقے کا محرک محمد بن عبدالوہاب نجد سے نکلا (کتاب بالا ص ۳۱)

۳۹) اور ان خوارج و ہابیوں کا حکم جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک باغیوں کا حکم ہے اور باغیوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قطعی طور پر قتل کر دیا جائے (کتاب بالا ص ۳۳)

۴۰) اور اس سے زیادہ صریح روایت بخاری و مسلم نے روایت کی (ہے) جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ "جہاں بھی تم نے خوارج، وہابیوں کو پالیا تو ان کو قتل کر ڈالو پس تحقیق کے ساتھ جس نے بھی ان وہابیوں خارجیوں کو قتل کیا تو قاتل کو بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا (کتاب مذکور ص ۳۶)

۴۱) اور یہ لوگ (پنج پیری وہابی اور مودودی جماعت والے) واضح طور پر خوارج ہیں اور خوارج واضح طور پر کافر ہیں اور ملحد و زندیق ہیں ان کی توبہ قبول نہیں اور ان کا قتل کر ڈالنا واجب ہے تو ابھی ہمارے مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ شریعت کا جذبہ شریعت کے مطابق صرف کر دیں اور ان کافروں کو قتل کر دیں (کتاب مذکور ص ۴۲، ۴۳)

۴۲) اس فرقہ وہابیہ کے مشہور لیڈر خان پاچا خان زندیق چارسدہ والا جو ابھی مردار ہو چکا ہے چارسدہ کے عظیم مقبرہ میں... تو تم کہو اے لوگو! کہ ابھی یہ کتا اچھا ہے یا یہ سب پیغمبر علیہ السلام صلی اللہ ؟ بلکہ یہ کتا ان سب پیغمبروں سے معاذاللہ اچھا ہے (کتاب مذکور ص ۵۶)

۴۳) نفاذ: شریعت کے نام پر یہودیانہ تحریک والوں کے کافرانہ

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

اقدامات اور عملی شواہد)

صوفی محمد زندیق نے جلسۂ تیمر گرہ میں کہا......دیکھو بھائیو! اس بدترین کافر اور زندیق (صوفی محمد) نے......اس کافرانہ تحریک کے امیر صوفی محمد کا بیان اسطرح شائع ہو چکا ہے (سیف الرجال ص ۸۴)

۴۴) صوفی محمد اور اس کے خاص ہم عقیدہ قطعی طور پر کافر ہو چکے ہیں اور زندیق ہو چکے ہیں (کتاب بالا ص ۸۶)

۴۵) ملا افضل خان شاہ پوری (ملأ اللہ قبرہ نوراً وّ راحۃً وّ ادخلہ جنۃ الفردوس آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم) بر سوات پنج پیروں وہابیوں کا بڑا شیطان اور رئیس ہے (سیف الرجال ص ۸۶)

۴۶) اور یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ اس خطرناک تحریک کے کافرانہ عزائم کو سب سے اول حضرت سید الاولیاء اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کے امر شریف کے مطابق راقم الحروف (فقیر ضیاء اللہ سیفی) نے واشگاف کیا اور پوری توثیق کے لئے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فتویٰ طلب کیا تو اکوڑہ والوں نے بھی واضح طور پر فتویٰ دیا کہ یہی لوگ بدترین قسم کے کافر اور اہل تخریب ہیں اور ان پر جہاد کرنا مسلمان ملت کا اولین فرض ہے (کتاب بالا ص ۹۷)

۴۷) (ایک کتاب بزبان پشتو لکھی ہے جس کا نام ہے امام الزنادقہ ابن تیمیہ) اس کتاب کے سرورق اور پہلے صفحہ پر ابتداء اس طرح کیا ہے

جان لو یہ بات کہ وہابیوں پنج پیریوں مودودیوں تبلیغیوں عثمانیوں مخدیوں قادیانیوں اہل حدیثوں اور غیر مقلدین کا بڑا بابا ابن تیمیہ ہے اور یہ خارجی کافر اور زندیق ہے

۴۸) مشائخ وعلماء اہل سنت کے عقائد واعمال:

۱. علم غیب عطائی حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام نیز اولیاء کرام کے لئے ثابت ہے

۲. حضور اقدس ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم اور آپکی برکات وفیوض کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہیں.

۳. حضور اقدس ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ اور اصحاب تصرف ہیں

۴. نماز جنازہ کے بعد دعا اور حیلۂ اسقاط ثابت ہیں

۵. رائیونڈی جبریہ جماعت کی مروجہ تبلیغ قران وحدیث اور مذاہب اربعہ کی روشنی میں بدعت اور وہابیت ونجدیت پھیلانے کے لئے انگریزی تحریک ہے لھذا جملہ مسلمانوں کو ان سے اجتناب ضروری ہے

۶. میلاد شریف منانا اور قیام تعظیمی اور صلوۃ وسلام پڑھنا شرعا جائز اور باعث ثواب ہیں

۷. کلمہ طیبہ کا رائیونڈی جبریہ مطلب کہ (مخلوق سے نہ ہونے کی

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

یقین اور خالق سے ہونے کی یقین) شرعاً غلط اور کلمہ طیبہ کی تحریف ہے

۸. مزارات اولیاء اللہ پر حاضری وہاں دعائیں مانگنا ان کا عرس منانا موجب ثواب وبرکت ہے

۹. انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام واولیاء کرام کی ذوات کو مظاہر عون الٰھی جان کر ان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا شریعت میں ثابت ہے اور اجر وثواب ہے

۱۰. رائیونڈی جبر یہ جماعت جہاد کی آیات واحادیث کو رائیونڈی تبلیغ پر چسپاں کرتے ہیں اور گلیوں میں پھرنے کو جہاد اور اپنے آپ کو مجاھدین کہتے ہیں یہ سراسر قرآن وحدیث کی تحریف اور ضلالہ ہے

۱۱. رائیونڈی جبر یہ جماعت کا یہ کہنا ہے کہ رائیونڈ تبلیغ میں جانے والے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے سراسر جھوٹ ہے اور اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں البتہ یہ سادہ لوح مسلمانوں کو رائیونڈی وہابی بنانے کے لئے مکروہ فریب ہے جس سے پرہیز ہر مسلمان پر فرض ہے ہم اپنے مریدین و متعلقین سے خصوصاً اور عوام مسلمانوں سے عموماً عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف وبزرگان کے یہی عقائد اور اعمال رہے ہیں لھذا ان مذکورہ عقائد واعمال پر سختی سے کاربند رہیں (ماھنامہ السیف الصارم جلد نمبر ا دسمبر ۱۹۹۶ء رجب المرجب ۱۴۱۷ھ شمارہ نمبر ۱۹ صفحہ ۲۵، ۲۶)

مدیر اعلیٰ بتول پیر محمد عابد حسین سیفی زیر پرستی اخندزادہ سیف الرحمن مبارک پیر راچی خراسان

۱۲. (اولیاء للہ کے قبروں کو خوب بنانا)

یہ مسئلہ مصنف علیہ الرحمہ نے بدعت حسنہ کے امثلہ میں بیان کیا ہے تعریف ثانی پر کیونکہ تعریف اول پر بدعت کی تعریف میں داخل نہیں ہوتا اور اس کے لئے اصل ثابت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب الآیہ۔

(تشریحات ضیائیہ علی جوابات سیفیہ ص ۲۱۶ فتاوی سیفیہ ص ۱۸)

۴۹. مرحوم مولوی نادر شاہ شہید نے ان باتوں کا انکشاف کیا تھا کہا کرتے تھے کہ وہ ان لوگوں سے اس وجہ سے خلاف ہو گیا (یہ صاحب پندرہ سال تک پنج پیری تھا) کہ ایک دن خصوصی مباحثہ میں ان لوگوں نے کہا کہ اگر ہمارے شیخ ملا پنج پیر اور نبی ﷺ کی حدیث میں مقابلہ آیا تو ہم اپنے شیخ کے قول کو ترجیح دے دینگے رستم کا بدماش ملا عبد السلام کہا کرتے تھے اگر قرآن کی دس آیات نہ ہوتیں اور ملا ڈاگی نہ ہوتا تو ہمارے لئے راستہ صاف ہوتا

(سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین ص ۱۱۷)

۵۰. ہماری رائے: ہم حضرت مبارک کے سلسلہ سیفیؒ کے معتصمین اور اصحاب ہیں نہ بریلوی ہیں اور نہ دیوبندی ہیں نہ بریلولوں کی تقلید کرتے ہیں اور نہ دیوبندیوں کی تقلید کرتے ہیں بلکہ ہم فقہ میں اما

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

م اعظم ابو حنیفہؒ کے تقلید کرتے ہیں عقائد میں ابو منصور ماتریدیؒ کی تقلید کرتے ہیں اور تصوف میں شیخ احمد سرھندی قدس سرہ کی تقلید کرتے ہیں۔

۵۱۔ عمامہ باندھنا شعار مؤمنین کی حیثیت سے واجب اور لازم ہے اور صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پھرنا شعار کافرین ہے تو شعار مؤمنین کی حیثیت سے عمامہ باندھنا واجب اور لازم ہے (ھدایۃ السالکین ص ۱۴۶)

۵۲) شلوار بیٹھ کر پہننا اور عمامہ اٹھ کر پہننا سنت ہے (ھدایۃ السالکین ص ۳۰۰)

قارئین کرام! ان تریپن فرمودات کو بار بار پڑھ کر سوچیں کہ یہ ذاکرین زمانہ کس قسم کے لوگ ہیں؟

اور یہ تو مشتے نمونہ از خروارے بود ورنہ ھدایۃ السالکین، سل الحسام الھندی (جلد ۱) جلد (۲)، سیف کراتشی علی الزندیق البشاوری، تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقہ، الضرب الشدید علی رأس العنید پر از خرافات ہیں

قیاس کن ز گلستان من بہ بہار مرا

قدبدت البغضاء من افواههم وما تخفى صدورهم اكبر فاعاذنا الله من هذه الخرافات والعقائد الزائغة والا فعال القبيحة والا قوال الشيعة ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ـ سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

اللهم لا تجعل هذا اخر سعينا بل بارك لنا اللهم فى علمنا وعمرنا وقلمنا وكتابتنا واولادنا واموالنا وامورنا كلها واحسن عاقبتنا فى الامور كلها فى الدنيا والاخرة آمين وصلى الله على النبى الكريم ـ اللهم انى اسألك لنفسى ولاولادى ذكرا واثنى علما نافعا ورزقا واسعا وعملا متقبلا ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

وقد فرغت من الكتابة ليلة الجمة وقت الساعة العشرة وعشرين دقيقة بتاريخ ٢٦/٦/٢٠٠٣ يوافق ٢٥ الربيع الثانى ١٤٢٤ھ

ولله الحمد على كل حال سوى الكفر والضلال ـ واعوذ بالله من حال اهل النار.

تمت بالخير

☆☆☆☆☆☆☆☆

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner

مصنف کی دیگر کتابیں

تأنیب الکئیب (غیر مطبوع)

کتاب الصبیان (غیر مطبوع)

خادمِ مصنف: **ڈاکٹر سید عابد**

محلہ سیدان جلبئی صوابی موبائل:0300-5770462

maktabatulishaat.com

Scanned by CamScanner